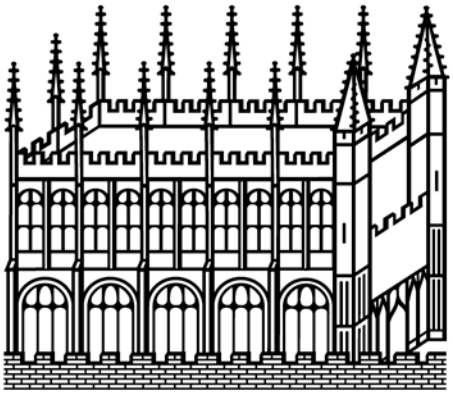

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks




This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.



16 E 19

INDIAN INSTITUTE

پرزے پرزے یون تمہارا ہو بدن
ہو مشبک گولیون سے جملہ تن

تس پہ بھی پھیرا نہ منہ کو مرحبا
زخم جو آیا سو سینہ پر لیا

کر دیا میدان مین سینہ کو سپر
راہ حق مین کر دیا قربان سر

تھا وہان کوئی نہ یار و غمگسار
تھا فقط اللہ ہی سے وان کاروبار

تم چکھو میدان مین تیر و سنان
ہم چھپے گھر مین ہین مثل زنان

مرد کے آنکھون مین ہے ہر روز جنگ
کاکل پیچان ہے یہ دود تفنگ

نرگستان تیر کے پیکان مین
تیر برچھی سنبل و ریحان مین

جو بدن پر زخم ہو ہے آشکار
مرد حقانی کو ہے پھولونکا ہار

ہمسے نامردونکو کب دولت ملے
وہ ہی لے جو اسطرح پر جان دے

پیوے جو اس رنج اس کلفت کا جام
خیمہ اللہ مین کرے وہ ہی مقام

جنکو ہم سمجھے تھے سب باتون مین سست
نکلے راہ حق مین کیا چالاک و چست

گو کہ تھے ظاہر مین ہمشکل بشر
پوستین برہ مین تھے شیر نر

کام مردون کے جو تھے وہ کر گیے
دم کی دم مین حوض کوثر پر گیے

ہو گیے تم پر سراسر آشکار
بل ہم احیا کے معنی ایکبار

جو کوئی راہ خدا مین جان دے
ایک جی دیکر ہزارون جان لے

جی تو کیا وہ شخص ہو پھر جان جان
جان جان کیا بلکہ ہو جان جہان

یہ جہان کیا ہے کہ جسکے جان ہو
وہ جہان جیسے بشر حیران نہو

ہے بشر کا اوسجگہ کیا مرتبا
فہم اوسجا مین فرشتہ کا نجا

ہو وہان عقل بشر کا کب گذر
فہم حسن جا ہو ملک کا خیرہ سر

کیا فرشتہ ہے کہ مارے دم وہان
دنگ ہین اوسجا پہ عرش و عرشیان

عرش و کرسی کیا زمین سے تا سما
ہین سب اوس رتبہ پہ سو جانسے فدا

ہر اک اوس رتبہ کو کب پاتا ہے یار
اوسکو ملتا ہے کہ ہو محو نگار

گوہر تابان و در آبدار
خلق پہ مینے کیے لاکھون نثار

## خاتمۂ کتاب

تھا جو کچھ امکان حق و وعظ و پند
مین کیا اس نظم کے رشتے مین بند

تا کہ سمجھے اسکو کوئی مرد دین
اور پیدا دل مین ہو درد یقین

پر نسمجھا کوئی میرا مدعا
مغز معنی سے نکچھ واقف ہوا

سمجھے اس کہنے کو افسانہ ہے خلق
جانتی ہے مجکو دیوانہ ہے خلق

کان معنی ہے نہین یہ مثنوی
جان معنی ہے نہین یہ مثنوی

باغ جنت ہے نہین یہ مثنوی
گنج رحمت ہے نہین یہ مثنوی

نجم تابان ہے نہین یہ مثنوی
رجم شیطان ہے نہین یہ مثنوی

نردبان آسمان ہے یہ کلام
رہنمائے گمرہان ہے یہ کلام

سمجھے گر تو اسکا بھائی مدعا
ہو یہی بس راہبر راہ خدا

پیر و مرشد یہ تری گفتار ہو
خواب سے غفلت کی تو بیدار ہو

گر کیا مجکو یہان تو نے حسن
کر وہان بھی مجکو صدر انجمن

یا الٰہی تو مجھے کر کے حسن
بدترون سے بد نکر اے ذو المنن

گو حسن دنیا مین ہون مین نام کا
گر وہان بد ہون تو ہون کس کام کا

تو حسن کر کے مجھے اب بد نکر
کر حسن کو احسن اے عالی گہر

گو کہ مین ناکار و نافرجام ہون
سبط پیغمبر کا پر ہمنام ہون

وہ امام مجتبے سبط نبی
سید الشہدا و فرزند علی

محرم راز نبی مصطفے
جزو جان سید خیر الورا

برکت اوسکی نام کیسی یا خدا
خاتمہ بالخیر کر میرا ذرا

تیری رحمت سے نہین کچھ یہ بعید
کر دے ہمنامون کو بھی اوسکے سعید

اوس حسن کے نام کے صدقے سے تو
اس حسن کو بخشدے بے گفتگو

کیجے مت دنیا مین میرا امتحان
مین ہون عاجز اور نحیف ناتوان

جب ہوا یہ نامۂ نامی تمام
اور رکھا بحر الحقیقت اسکا نام

ہجرت نبوی کی تھی اے خوش خصال
اکہزار و دو صد و پنجاہ سال

مت قلم کو اے حسن کر تیز گام
کر سخن کوتاہ بھائی والسلام

ختم نام حق پہ کر جلدی کتاب
ہو خمش واللہ اعلم بالصواب

## تمت تمام شد

خلق سمجھی تھی ہوا پیدا پسر
حال ہی لیکن یہان نوع دگر

مادر گیتی ہوئی ہے باردار
روز پیدائش کی تجھسے میرے یار

رحم گیتی نے قضا بس دراز
جسمین تو کرتا ہی ہر سو ترکتاز

عمر تیری کیا ہی میعاد حمل
دردزہ اوسکا ہی یہ نزع اجل

اس جہان سی تو ہوا جسدم فنا
ہی وہی پیدائش ملک بقا

روح جب تن سی ہوئی تیرے بدر
رحم گیتی سے ہوا پیدا پسر

نزع کی حالت مین روحین صف بصف
منتظر ہین تاکہ ہو کیسا خلف

جسطرح وقت ولادت کی یہان
جمع سب ہوتی ہین ابناء زمان

ہی بدن تیرا مشیمہ روح کا
نزع مین یہ اوس سے ہوتا ہی جدا

ہو گئی جب یہ کثافت ایکسو
رہ گئی روح مجرد یہان اور تو

عالم غیبی مین پہونچی جبکہ روح
ظاہر اوسکا سب ہوا حسن و قبوح

جمع اکسو ہین صف نورانیان
منتظر اک جا کھڑی ہین زنگیان

نیک تھا تو نیک صف مین جا ملا
گھر وہ بد تھا زنگیون نے لی لیا

جز عمل یا جز ترے صدق و یقین
اوس جہان مین کام کا کچھ بھی نہین

توڑ جلدی تو مرے تن کا طلسم
تاکہ ہو موقوف بالکل قید جسم

مین رہون اور نے من سمائی رہے
یہ دوئی جا اور تنہائی رہے

نے وہ تنہائی کہ ہون تجھسے جدا
ایسی تنہائی کہ تجھمین ہون فنا

وہ جدائی بخش مجھکو اور فنا
حرف غیریت نہو جسمین ذرا

خبث و شر سی ہے بنا روزگار
مکر و فن ہین اسکے اندر بیشمار

ہی یہ پیر زال پر مکر و فریب
دی ہے سو سو طرح یہ چہرے کو زیب

تو عروس بکر اس کو جانکر
مت طلب مین اسکے ہووے کور و کر

تو فریب و مکر دنیا مین نہ آ
کام کو اسکے نہین ہے انتہا

دل لگا اپنا نہ اس سے زینہار
بر سر پل کون کرتا ہی قرار

کیا ہوئے اسکندر و افراسیاب
ہی کہان جمشید وہ جام شراب

ہے کہان کیخسرو عالی نسب
ہی کہان قارون اور زر کی طلب

بھیج اون یاران رفتہ پر درود
پند اونکے حال سے لے اے ودود

ہی مے غفلت سے دنیا دار مست
گبر سے بدتر ہین یہ دنیا پرست

کیا ہی وہ دنیا پرستی اے اخی
سیم و زر کیواسطے ہو متقی

خلق سمجھے ہی کہ تو ہے مرد حق
اور تو ہو طالب نان و طبق

عاقبت کی راہ کا دنیا ہی پل
تو سنبھل کر اسپہ چل اے مست مل

دیکھکر اس پل کے تو نقش و نگار
ہی طفولیت سے اپنے آپ خوار

ساکن پل کو ہی ہر دم ترس و بیم
احمقا پن ہی جو ہو اسپر مقیم

سارے دنیا کے عوض مردنکو
ہی غبن قسمت مین کر دے ایک جو

ہی یہ دنیا اک سرائے نابکار
اسمین رہتی ہین مسافر بیشمار

مادر و ہمشیرہ و جد و پدر
یار غار و ہم برادر ہم پسر

دفن سبکو قبر مین تو کر چکا
خواب غفلت سی ہوئین آنکھین نہ وا

ظلمت شب مین کیا جو کچھ کیا
صبح پیری مین تو ہو تائب بھلا

صبح تیری ہو گئی روشن بروز
تو وہی ہی خواب غفلت مین ہنوز

## در بیان حسرت و مفارقت یاران و اظہار غم جدائی و درجات شہادت

یار و ہم بزم و رفیق و غمگسار
پیش قدمی کر گئے سب ایکبار

ہم صفیر و ہم نوا و ہم کلام
باغ جنت مین کیا سب نے مقام

کر گئے جام شہادت صاف نوش
سمجھے نیش تیغ و خنجر کوہ و نوش

زخم تن کو جانکر ریحان و ورد
کھینچے کیا کیا کچھ بدن پر رنج و درد

آپ تو گنج شہادت لے گئے
داغ غم دل کو ہمارے دے گئے

مرد جو چالاک تھے چلتے رہے
ہم کف افسوس ہی ملتے رہے

ناز و نعمت مین ہوئے ایسے غریق
خواب مین آنیکا بھی چھوڑا طریق

کر دیا مجکو جو یون دل سے جدا
حق مجلس اور صحبت کیا ہوا

گر مین تھا نامرد تم تو مرد تھی
کیون نہ مجکو ساتھ اپنے لیگئے

حیف ہے میدان مین یون جان ندو
ہو کے سنمکھ زخم سب چھاتی پہ لو

دل کو دے یارب مرے وہ درد و سوز
ہر رگ و ہر پے مین ہو آتش فروز

خاک ہو یہ پنبہ زار استخوان
مثل نے ہر لحظہ ہو نعرہ زنان

کر عطا دل کو مرے وہ درد عشق
لذت دنیا کو کر دے سرد عشق

قید آب و گل سے بس جیکو نکال
بحر وحدت سے اسے ہو اتصال

ننگ اور ناموس کو آتش لگا
مرد بنکر قصد کر اس راہ کا

ہی تری ہر عضو پر قید جدید
ننگ اور ناموس سے ہر دم جدید

ہون بغیر از جذبۂ لطف خدا
کب یہ بند آہنی تجھسے جدا

آپ کو تو صاف شستہ لیک کر
تا کہ لطف حق ہو تیرا چارہ گر

کچھ نہین فیضان کی اس جا کمی
چاہیے لیکن خلوص آدمی

قابل جذب خدا گر تو ہوا
خود بخود کھینچے گا تجکو کبریا

ہی وہانسے جذب ہر دم اے پسر
لیک ہی موقوف استعداد پر

گندہ و ناپاک تجکو جانکر
خار و خس کیطرح پھینکا ہے بدر

گر نہین تو لائق دربار حق
تجھسے پھر سرزد ہو کیونکر کار حق

جذب کرنا گو کہ کار غیب ہی
تو برا ہے یہ تو تیرا عیب ہے

کاہ گر آلودہ ہو تو کہربا
جذب کب کرتا ہی اوسکو ایفتا

کہربائی کہربا مین ہی وہی
لیک کہہ وہ قابل صحبت سہی

گر نہ چمکے قلب پر انوار غیب
تو سمجھ بیشک کہ ہی کچھ مجھمین عیب

عیب اپنے دور کر اے بیخبر
نور حق تا خود بخود ہو جلوہ گر

جو کوئی خود ہو لطیف و خوبرو
ہمنشین ہوتا ہے بدرو سے کبھو

خوبرو کو چاہیے حسن و جمال
روح کو کر تو بھی بدر با کمال

تجھمین اور اوسمین اگر نسبت نہین
کب تو ہو سکتا ہی اوسکا ہمنشین

آپ کو تو لائق صحبت بنا
خود بخود چاہیگا تجکو دلربا

تو باین شکل بد و روے سیاہ
حیف ہی چاہے کہ ہو ہم بزم شاہ

تو باین زشتی و اعمال قبیح
چاہتا ہی ہووے ہمسلک ملیح

تو باین افعال مکر و کذب و ریو
چاہیے تجکو کہ ہو ہمراہ دیو

تو کہان نور منزہ وہ کہان
سوچ تو کچھ دل مین اپنے اے جوان

آپکو اوس راہ مین کر تو فنا
وہ فنا تیری ہو رشک صد بقا

تو بنا اپنی تئین بھائی حسن
دوست جانے تا کہ تجکو ذوالمنن

جا بجا کہتا ہی رب العالمین
صاف ان اللہ یحب المحسنین

تو بھی اپنے آپ کو محسن بنا
غیر حق سے دل کو اپنے ہمت لگا

جان و مال اپنا سب اسپر کر نثار
خون دل سے اپنے کر نقش و نگار

## بیان بے ثباتی دنیا کا اور احتراز کرنا جاہ و نعمت اس دنیا کی سے اور بیزاری و نفرت اس سے کہ باعث نقصان ہے

بر سر پل تو بناتا ہی جو گھر
تف ہی تیری عقل پر اے بیخبر

حب تلاطم پر ہو یہ موج عدم
پل رہے قائم نکرنی ورنہ یم

گھر بنانا پل پہ ہے بیہودگی
گھر وہ ہے جس سے کہ ہو بہبودگی

گھر بناتا ہی تو ایسا گھر بنا
ہو نہ جس گھر کو کبھی تیری فنا

قبر ہی اے بیخبر تیرا تو گھر
تو درستی سے ہے اوسکے بیخبر

قبر مین تیری ہو جس سے روشنی
وہ عمل کر چھوڑ یہ کبر و منی

آخرت کی منزل اول ہی قبر
عقدہ سخت اور لاینحل ہی قبر

سخت ہیبت ناک پر دہشت ہی وہ
تنگ اور تاریک و پر ظلمت ہی وہ

سخت تر اوس سے کوئی منزل نہین
بیخبر اوس سے کوئی غافل نہین

تجکو دنیا مین جو ہی چندے بقا
ہی عجب بالعکس اسکا ماجرا

تو اسے سمجھا ہی جو اے مست مل
وہ خیال و وہم و ظن ہے کل کو کل

رنج و زحمت کھینچکر حد سے فزون
رحم مادر سے ہوا جب تو برون

گر ہی تجکو پیروی نفس دون
ہی ترا شیطان ہر دم رہنمون

ہین ترے دل مین جو یہ اوہام بد
نرغۂ شیطان بھی ہے اے ولد

دل کو اپنے خطرۂ بد سے بچا
دمبدم مین ورد کر لاحول کا

رجم شیطان ہی یہ لاحول ای پسر
ورد اپنا کلمۂ تمجید کر

تیغ بران پانچون تو کلمون کو جان
حق مین شرک و کفر کی ای نوجوان

قلع و قمع کفر مین ہین بے نظیر
پڑھ تو ان پانچونکو ہر دم اے خبیر

معنی ہر لفظ کے اوپر نظر
دل سے رکھ اور اونکے اندر غور کر

کلمۂ طیب سے ہو پاکی روح
سو طرح کی دل کو تیرے ہو فتوح

دوسرے کلمہ سے ہو تجکو شہود
اوسکے پڑھنے سے ہو باطن کو کشود

تیسرے کلمہ سے سب اوہام و شک
لوح سی سینے کے ہون یکلخت حک

چوتھے کلمہ سے ترے دل کا یقین
ہووے استحکام مین حصن حصین

پانچوین کلمے کے پڑھنے سے اخی
ہووے شرک و کفر کی گردن جدی

پڑھ تو ان پانچون کو تا در یوم دین
ہو حفاظت کو ترے حصن حصین

## جوش خروش عشق و سوز گداز محبت

تجکو اے جوش محبت کیا ہوا
لے خبر اس وقت مین میری ذرا

دے مجھے جلدی سے جام بیخودی
عقل جزوی کی ہو تا گردن جدی

مین کہان اور یہ غم دنیا کہان
داد کو میرے پہونچ یا مستعان

کر مجھے اپنی مے الفت سے مست
دل پہ شکر محو کا ہو بند و بست

کیا ہوا تیرے تئین اے جوش عشق
غم سے ویران ہے مرے دل کا دمشق

خار و خس کو حرص کی آتش لگا
قید ماؤمن سے جلدی کر جدا

بن تری ہمت کے جیکا شاہباز
تن کے ویرانے مین ہے بے امتیاز

دستگیری کر کے ہو تو راہبر
اصل سے اپنی اسے تا ہو خبر

طائر قدسی پھرے ہے تو خراب
کھائے سو سو طرح دل مین پیچ و تاب

تو پہونچ اسکو پر ہمت لگا
راہ اسکو شہر اصلی کی بتا

اصل کو جبتک رہا ہی اپنی بھول
نام اسکا ہی ظلوم اور جہول

کیا اوڑے وہ جسکے ہون پر سوختہ
دیکھے کب جسکے ہون دیدہ دوختہ

دست شہ ہی بارگیری کی ہی جا
چغد ہی ویرانے مین گر وہ رہا

باز بن ویرانۂ دنیا کو چھوڑ
ہوش کر خمخانۂ دنیا کو چھوڑ

اہل دنیا ہین مے الفت سے مست
مرد حق ہین نشۂ الفت سے مست

نشۂ الفت کو کب پہونچے ہی مے
جسکی لذت حشر تک پابند ہی

عشق سے عصفور ہووے شاہباز
عشق سی ہو مور مار جان گداز

عشق سے ہو آدمی فخر ملک
عشق سی پہونچے ہی بالاے فلک

عشق ہی غارت گر صبر و شکیب
عشق سی ہی صبر اور تقوی کو زیب

عشق حق ہی نردبان قصر غیب
عشق سی جاتے ہین دل کے شک و ریب

عشق جس دل مین نہو وہ دل نہین
گل سے بدتر ہی وہ دل اے مرد دین

مرد عاشق کو ہی کب صبر و قرار
جب تئین دیکھے نہ روئے گلعذار

ہے فقط وہ طالب جویاے یار
کچھ اوسے جنت نہ دوزخ سی ہے کار

نے اوسے نفع و ضرر پر ہے نظر
ہی وہ جویاے نگار سیمبر

ہوش مین ہو تو بھی اے جویاے یار
جذب مستی مین بھی ہی محو نگار

طالب کعبہ نہ مالوف کنشت
خائف دوزخ نہ جویاے بہشت

ذات کے اوسکے ہین طالب عیب بین
غیر حق سے اونکو کچھ رغبت نہین

جسم کو سمجھین ہین وہ کمتر ز خاک
جامۂ تن کو کرین ہین چاک چاک

فکر کپڑونکا ہی نے ذکر طعام
ذوق مستی سے نہ کچھ ذوق شمام

اب بھی ہین موجود خاصان خدا
پر تری آنکھون پہ پردہ ہے پڑا

تجکو وہ کسطرح سے آئین نظر
تو تو ہے راہ خدا سے کور و کر

ہین ہزارون قلب پر ترے غلاف
تو سمجھتا ہی کہ مین ہون پاک و صاف

آنکھون پر پردے پڑے ہین بیشمار
آپکو جانے ہے تو بینا کار

یہ ترا جہل مرکب اے پسر
کر رہا ہی راہ حق سے کور و کر

## مناجات بحضرت باری تعالے

ہو گی یہ زنجیر و طوق و ہتکڑی
فاسقون کی ہونگی گردن مین پڑی

ہو جو دل مین کینہ و بغض و حسد
ہو یہی فی جید حبل من مسد

لغو تو مت جان ان افعال کو
امتحان کر انکے تو غافل نہو

رات دن رکھ اپنے کامون پر نظر
نیک و بد کا کر حساب اے بیخبر

گر نکی دونون کی تو نے واصلات
تو کیا شیطان نے بازی کو مات

گر نرو کے نفس امارہ کو تو
ہاتھ مین شیطان کی تو ہے مثل گو

گر بدی تیری ہوئی نیکی پہ فوق
تو وہی تیری ہوئی نیکی پہ فوق

خیر اگر غالب ہو اور مغلوب شر
تو ٹھکانا کچھ ترا ہے اے پسر

شر کو کم کر اور نیکی کو بڑھا
تا بلا پرسش وہان جنت مین جا

ہے وہی اس دار دنیا مین سعید
جو اسے سمجھین ہین ناپاک و پلید

حب دنیا گر ہو غالب دین پر
دین تیرا ہے وہی اے بیخبر

آپکو کرتا ہے تو مومن گمان
اوس سے لاکھون کوس ہے تو ایجوان

کیا ہے میزان اور کیا ہے پلصراط
وہ یقین دل ہے جسپر ہے فساد

گر یقین ہے چست تیرا اے فتا
تو چلیگا اوسپہ جون باد صبا

ہین مراتب اس یقین کے بیشمار
کہہ چکا ہون تجھسے مین پہلے ہی بار

گو عمل ہے خرد تیرا نوجوان
گر یقین دل سے ہوا ہے وہ گران

ہوگا وہ میزان و زنی و گران
خرد کو نظرون مین سبکی تھا یہان

وہ عمل ہوتا ہے اوسجا کارگر
غیر حق جس سے ہون سارے بیخبر

گر عمل کرتا ہے تو اس کو چھپا
ہو نہ آگاہ اوس سے جز حکم خدا

نام کی خاطر ہے گر جود و سخا
اوس سے عقبے مین نہین کچھ فائدا

تو عقائد کو بہت مضبوط کر
اہتمام اعمال ظاہر کا نکر

مرد یہ ظاہر مین ہین ظاہر پرست
اہل باطن ہین مے معنی سے مست

فعل ظاہر سے ہو پاکی بدن
باطنی سے ہو تیرا باطن حسن

ہے فقط باطن کا اوسجا اعتبار
مرد ظاہر مین تھی عقبے مین ہین خوار

اپنے باطن کو ذرا تو صاف کر
تا کہ نور حق ہو اوسمین جلوہ گر

زنگ عصیان سے ہے لوح دل سیاہ
مصقلہ اوسکا ہے ذکر لا الہ

پیر ہے صیقل گر مرآت جان
کحل جان ہے خاکپاے عارفان

پیروی مین جو کہ از خود رفتہ ہین
ذات حق مین فانی و پیوستہ ہین

کبر دی کچھ بند کر تیرے تئین
صنعۃ اللہ براے مرد دین

رنگ ظاہر پر نہ رکھنا تو نظر
رنگ باطن مین ہمیشہ غور کر

رنگ مین باتون کے ہے ایسی چمک
نور جسکا پہونچے بالائے فلک

لذت دنیاے دون سے درگذر
جب تجھے وہ نور پاک آوے نظر

تو تو ہے لذات دنیاوی مین غرق
کب نظر آوے تجھے وہ زرق و برق

جو کہ ظاہر مین ہین خوار و بس فقیر
ہین وہی کچھ راز باطن سے خبیر

ہے تشخص جسمین یا کچھ امتیاز
وہ نہین اس راز کا دانائے راز

کچھ بھی تجھمین ہوا گر کبر و منی
تو ہے بیشک لائق گردن زنی

کبر ہے مختص بذات کبریا
کبر ہے شایان درگاہ خدا

تو ہے بندہ عجز تیرا کام ہے
عجب کا اس راہ مین کیا کام ہے

سمجھے گر کمتر سے کمتر آپ کو
بندہ بن جب تیرا عند اللہ ہو

حق مین بندون کے ہو بندے سے بتر
گو وہ ہین محکوم تیرے اے پسر

گو کہ وہ مملوک تو سردار ہے
پر تری گردن پہ اونکا بار ہے

تجکو اونکے رنج و کلفت پر عذاب
ہوگا بیشک اے اخی یوم الحساب

بندہ بن اور غیر کا مملوک ہو
شاہ مت بن عاجز و مفلوک ہو

مت ہو ظالم بلکہ تو مظلوم ہو
رحم کر خلقت پہ تا مرحوم ہو

ہو جہان مین واحد الناس اے پسر
یہ تشخص اور تزئین دور کر

دور کر دل سے خودی اور امتیاز
ہے وہان تذلیل منظور نیاز

خاکساری گر کہ لاوے برگ و بار
تخم الفت بو کہ دیکھے تو بہار

ہو نہ دانہ گر زمین مین مبتذل
کب ہو وہ سرسبز اور مقبول دل

خاکساری تو بھی کر لے اختیار
تا کہ دیکھے اسکی جنت مین بہار

سن ذرا معنی قرآن و حدیث
خبث کو باطن کے کھو مت ہو خبیث

سنکے مین اس مژدۂ جان بخش کو
پاس اونکے جاؤنگا دل شاد ہو

دیکھکر مالک کھڑا ہو سرو قد
اور کرے تعظیم بیحد و عدد

پوچھونگا مالک سے مین جلدی بتا
میرے امت پر ہے کیا کیا ابتلا

وہ کہیگا یا نبی ہی حال تنگ
آگ مین جلتے ہین وہ مثل پتنگ

ہر گھڑی کہتے ہین وہ یا احمدا
لے خبر اس حال مین بہر خدا

در کو پھر دوزخ کی مالک کھولدے
روبرو میرے کھڑا لا کر کرے

جب کھلے اوس طبقۂ دوزخ کا در
امتی پہچانے مجکو دیکھکر

امتی رونے لگین گے زار زار
بیقراری سی کہین گے بار بار

یا نبی ہم جل چکے لینا خبر
کر ہمارے حال بد پر تو نظر

حکم حق پہونچیگا مالک کو یہ عام
کر سپرد انکو محمد کے تمام

میری امت کے جو عاصی ہین کمال
چھانٹ کر مین لونگا دوزخ سی نکال

آگ مین جلکر بدن اونکا سیاہ
کوئلے کی شکل ہو بے اشتباہ

نہر اک جنت مین ہے ماء الحیات
ہون نہا کر اوسمین وہ اے نیک ذات

رشک حور و امرد و اور نوجوان
چہرہ سبکا چاند سا ہو بیگمان

رنگ رو رشک قمر ہوگا تمام
اور لکھے ہونگے جبین پر یہ کلام

اس جماعت پر ہوا ہی لطف رب
دوزخی تھا ہو گیے آزاد سب

رحمت حق سی ہوئے ہین جنتی
تھے محمد کے یہ عاصی امتی

دوزخ و جنت مین تو بھی غور کر
ہین ترے یہ فعل کے دونون ثمر

فعل صادر تجھسے جو ہو ہین یہان
عیب مین اونکے ہی صورت بیگمان

گر نہ اس عالم مین ہو انکی وجود
لغو ہی پھر یہ ترا صوم و سجود

تخم ہین افعال تیرے اے جوان
برگ و بار ان سے وہان ہونگے عیان

گر نہو اس طرح پہ اے بیخبر
مزرعۂ دنیا ہی کیا تو غور کر

تجھسے جو ہوتے ہین صادر نیک کار
ہون یہی جنت مین شاخ میوہ دار

تیرے یہ جود و سخاوت ہی میان
باغ جنت مین ہو نہر جاودان

تیری یہ تسبیح و تہلیل و درود
سنبل و ریحان و گل ہین اے ودود

دل کا تیرے نور و ایمان و یقین
باغ جنت ہوگا یہ در یوم دین

تیرے یہ افعال و اعمال نکو
باغ انسے حشر مین سرسبز ہو

جیسے دنیا مین ترے ہونگے عمل
باغ ویسا ہی ملیگا بے خلل

دل مین تیرے چاہیے صدق و یقین
تا ثمر ہون انکے ظاہر یوم دین

چست کر تو اپنے دل مین اعتقاد
حشر مین بر آئے تا تیری مراد

گر عقائد تیرے ہین دنیا مین سست
تو عمل تیرے ہی ہر اک نادرست

گو کرے تو رات دن صوم و صلوٰۃ
حج کعبہ یا تہجد یا زکوٰۃ

لغو ہی تیری یہ ساری جستجو
عمر کو ناحق تلف کرتا ہی تو

کر یقین دل کو تو اپنے درست
تا کہ ہو ایمان تیرا خوب چست

دل سے تو اپنے خدا کو ایک جان
دوسرے کا رکھ نہ دل مین کچھ دھیان

قادر مطلق سمجھ اللہ کو
دوسرے کا خطرہ بھی دل مین نہو

ہون ہزارون گر مصیبت اور خطر
غیر حق پر ہو نہ کچھ ہرگز نظر

غیب سے آوے اگر تجھپر بلا
جان تو اوسکو کہ ہی حکم قضا

بے خدا کے حکم یہ ملتا نہین
جو وہ چاہے ہی کبھو ملتا نہین

تو کرے ہے انکو نسبت غیر سے
متہم خلقت کو شر و خیر سے

معنون کا گر تو ہو بھائی آشنا
جب کرے تو بحر وحدت مین شنا

معنی قدرت سی گر آگاہ ہو
جب تو اوسکا بندۂ درگاہ ہو

ورنہ تقلیدی ہی تیرا کاروبار
کیا ہی ان باتونکا تیرے اعتبار

تو کرے ہی آپ کو مومن خیال
ہے یہی ایمان تیرے جی کا وبال

باز گو نہ ہوگی جب یہ پوستین
ہوگا ظاہر سب کا تب حق الیقین

خلق جنکو جانتی ہے مومنین
کافرون سے ہو بتر در یوم دین

ہی جو تیرا کفر و عصیان و نفاق
حشر مین دوزخ ہو یہ بالاتفاق

قلب مین تیرے جو کچھ ہین وہم و شک
پکڑینگے اوسدن یہ صورت نیک و بد

مار و مور و کژدم و آہن تمام
بنکے لپٹینگے تجھے مثل مدام

خصلت بد تجھمین جتنی ہین تمام
ہی اذیت جس سے سبکو لا کلام

یون کہے جبرئیل مین اے مہربان
دیکھنے آیا ہون حال عاصیان

امت احمد کی عاصی کیا ہوئے
حال کی اونکے خبر کچھ مجکو دے

کسطرح دوزخ مین اونکا حال ہے
جان پر کیا آفت و جنجال ہے

حال بد سے اونکے تو آگاہ کر
اونکی تکلیفات کی دے کچھ خبر

یون کہا مالک نے اے پیک الٰہ
حال اونکا ہے نہایت ہی تباہ

تنگ ہے دوزخ کا پس اونپر مکان
خاک جلکر ہو گیا ہے جسم و جان

آگ نے پھونکا ہے تن کا گوشت سب
حالت اونکی دیکھتا ہون مین عجب

تن جلا ہے اونکا ہر مو اور دل
بچ رہا ہے ہین نہایت مضمحل

نور ایمان کا دلون مین ہے نشان
اس سبب جلنے سے ہے وہ سرگران

پھر کہے مالک سے وہ از بہر حق
منہ سے دوزخ کے اوٹھا اکدم طبق

تاکہ دیکھون اونکا مین رنج و الم
گذرے کیا کیا اونپہ تکلیفات غم

جب کہے مالک فرشتون کو کہ ہان
کھولدو دوزخ کے منہ کو بیگمان

امتی جب دیکھین روے جبرئیل
حسن سیرت اور وہ خلق جمیل

پوچھین سب مالک سے یہ مرد خدا
کون ہے نام اوسکا تو ہمکو بتا

یون کہے مالک کہ ہے یہ جبرئیل
ہے رسول حق یہی بے قال و قیل

وحی لاتا تھا محمد پر مدام
حق کا پہونچاتا تھا احمد کو سلام

سنکے وہ نام محمد سب کے سب
روکے یون جبرئیل سے بولینگے سب

کہہ پیمبر سے ہمارا تو پیام
ہمکو دوزخ سے چھوٹا اے نیکنام

ہم تری امت مین ہین اے مصطفیٰ
اس مصیبت سے ہمین لہ بچا

گو کہ ہم کرتے تھے دنیا مین گناہ
پر تری امت مین ہین بے اشتباہ

امت عاصی کی تو پیش خدا
کر شفاعت اے نبی مجتبیٰ

آئے جب جبرئیل ہٹکر پیش رب
ہو کھڑا آکر نہایت با ادب

پوچھے حق سبحانہ جل و علا
کر بیان دیکھا ہے جو کچھ ماجرا

یون کہے جبرئیل اے رب کریم
تو ہی اونکے کہنے کے اوپر علیم

سب نے بھیجا ہے محمد پر سلام
اور کہا ہے یہ کہ اے فخر امام

ہے بہت حالت ہماری اب تباہ
ہو خدا سے تو ہمارا عذر خواہ

اور کہا ہے حال اپنا مو بمو
کہیے جو دیکھا ہے پیغمبر سے تو

حکم ہوگا کر پیام اونکا ادا
پاس پیغمبر کے تو اس وقت جا

آویگا جلدی سے پھر روح الامین
پاس میرے دم کے دم مین بالیقین

خیمہ ہوگا سبز موتی کا تمام
جس مین ہوگا حشر مین میرا مقام

چار لاکھ اوسمین جڑے ہونگے گہر
چمکے وہ ایسا کہ خیرہ ہو نظر

آگے وان جبریل سبکے حال کو
مجھسے جھٹ آکر کہیگا مو بمو

وہ عذاب اور رنج امت کا تمام
سر بسر مجھسے کہے گا اور پیام

یا محمد تیری امت پر عذاب
ہو رہا ہے سخت اے عالیجناب

بھیجتے ہین تیرے اوپر وہ سلام
کہدیا ہے سب نے تجھسے یہ پیام

کر شفاعت تو ہماری بہر حق
تاکہ ہو موقوف یہ رنج و قلق

سنکے مین یہ بات ہو کر بیحواس
غم کے ہاتھون سے نہایت ہون اداس

جان زیر عرش با صد اضطراب
کرکے حق سبحانہ کو مین خطاب

جاکے سجدے مین کرون حمد و ثنا
وہ ثنا جسکی نہو کچھ انتہا

وہ ثنا ہرگز کسی نے کی نہو
جو ثنا مجھسے ادا اوسوقت ہو

حکم حق کا ہو اوٹھا سجدے سے سر
مانگ کیا مانگے ہے اے خیر البشر

سر اوٹھا کر مین کہونگا یا خدا
میری اب امت کو دوزخ سے بچا

آتش دوزخ سے تو انکو نکال
رحم کر اے بادشاہ ذوالجلال

حکم تیرا اونپہ جاری ہو لیا
انتقام جرم سب اونسے ہوا

اب مجھے کر عاصیون کا تو شفیع
ہے تری درگاہ اعلیٰ و رفیع

حکم جب ہوگا کہ تو اے مصطفیٰ
اب در دوزخ پہ اوٹھکر جلد جا

صدق دل سے جسنے ہی کلمہ پڑھا
نور ایمان دل مین ہے جسکے بھرا

آگ سے دوزخ کی تو اونکو نکال
مینے بخشا سبکو اے نیکو خصال

تم پہ پہونچا کیا تھا وعدہ وعید
جانتے تم کیا نتھے نیک و پلید

معنی قرآن کیا سمجھے نہ تھے
اس مصیبت مین جو تم اب آپھنسے

کرتے تم جو کچھ نبی نے تھا کہا
کھینچتے کیون یہ مصیبت اور بلا

کرتے گر قرآن کے اوپر عمل
ہوتا کیون دوزخ تمھارا اب محل

کرتے تم دنیا مین گر فعل جمیل
ہوتے کیون عقبے مین اب اسنے ذلیل

پاس دوزخ کے کرین اونکو کھڑا
دیکھ دے آتش کا سوز اور ولولہ

مارے دہشت کی اوڑین ہوش و حواس
دست بستہ جائین سب مالک کے پاس

پھر کہین اوس سے کہ اے فرخندہ پے
آپکی خدمت مین اتنی عرض ہے

گریہ و زاری کا ہمکو حکم دے
تا در دوزخ پہ رووین بیٹھ کے

ہمنے کھوئی یہ جو عمر بے بہا
کین ندامت پر ذرا آنسو بہا

اپنے اس اعمال و اس افعال پر
دو گھڑی کو ہووے پس چشم تر

دن سے پھر مالک کے روئین بیٹھکر
اور در دوزخ پہ با سوز جگر

اسقدر آنکھون سے آنسو ہون روان
موج زن ہو مثل بحر بیکران

روتے روتے خشک جب خون ہو تمام
آنکھون سے نکلے نہ قطرے کا بھی نام

پھر کہے مالک کہ اے قوم شقی
کیا تمھین مطلق خبر اسکی نتھی

تم اگر دنیا مین روتے زار زار
اس گھڑی دوزخ سے پاتے زینہار

خوف سے حق کے اگر روتے مدام
آج کیون دوزخ سے ہوتے تلخ کام

پھر جو وہ اوٹھتے ہین دوزخ سے شرار
اونکو دیگا حکم مالک شکار

اوسکے یہ کہتے ہی دوزخ کی لپٹ
شش جہت سے گھیر لیوے انکو جھٹ

ہین جو یہ در پر گروہ اشقیا
انکو جلدی کھینچکر دوزخ مین لا

مارے دہشت کی پڑھینگے یہ پکار
کلمۂ تمجید کو سب بار بار

جبکہ یہ لین نام کو اللہ کے
آگ دوزخ انسے ہو جاوے پرے

دیوے مالک پھر یہ آتش کو ندا
کیون ہٹے آگ لے جلد انکو آ

یون کہے گی آگ یہ نام خدا
لیتے ہین کیونکر انھین مین دون جلا

مینے بہر عظمت نام خدا
ابکی تو انکو دیا مالک بچا

جب کہے مالک یہ ہو کر سر غضب
جلد لے انکو یہی ہے حکم رب

شعلۂ آتش پھر اونکو کھینچکر
لیکے دوزخ مین کرے زیر و زبر

بعضون کے زانو تئین آویگی نار
بعضون کے تاران و ناف اور زہار

بعضون کے چھاتی تئین اور تا ذقن
آگ اوس دوزخ کی ہوگی شعلہ زن

پہونچیگی اونکے دہن تک جبکہ نار
تب کہیگا ایک کو مالک پکار

آگ تو انکے دہن کو مت جلا
کیونکہ اس سے لین تھے نام کبریا

دنیا مین سجدہ اونھون نے تھا کیا
عضو دے انکے جلانے سے بچا

دل کو اس صدمے سے اپنے رکھ نگاہ
کیونکہ انکے دل مین تھی حب الٰہ

تھے یہ سب رمضان کے اندر روزہ دار
کام اور لب کو نکر انکے فگار

یہ رہے ہین راہ حق مین تشنہ کار
تو بھی منہ سے نیچے ان شعلون کو مار

پھر رہین جب تک کہ چاہیگا خدا
وہ اسی دوزخ مین با رنج و عنا

ہوگی اوس حالت مین بھی سبکی نظر
حق تعالے شانہ کے رحم پر

رب ارحم رب ارحم کے سوا
کچھ نہوویگا زبان پر مطلقا

حکم دیگا بعد مدت کے خدا
حضرت جبرئیل کو تو جلد جا

دیکھ کیا ہے امت احمد کا حال
لا خبر اونکی کچھ اے نیکو خصال

وہ کہیگا تو ہے دانا و علیم
تجھپہ یہ ظاہر ہے حال ہر سقیم

حال اونکا تجھپہ روشن ہے تمام
تجھپہ کیا مخفی ہے اے عالی مقام

حکم ہوگا پھر کہ جا تو اونکے پاس
تا کہ ہو موقوف کچھ انکا ہراس

اونکی اس حالت مین کچھ تسکین ہو
دیکھنے سے میرے تا ہو غم فرو

حکم سے حق کی بلا تعویق وہ ڈھیل
جب در دوزخ پہ آوے جبرئیل

بیچ مین دوزخ کے ہے منبر بڑا
بیٹھنے کی اوسپہ مالک کی ہے جا

ہے اوسی دوزخ پہ مالک کی نشست
اہل دوزخ کا کرے ہے بند و بست

دیکھکر جبرئیل کو ہو وہ کھڑا
سرو قد تعظیم کو لاوے بجا

پھر کہے مالک کہ یا روح الامین
کیون قدم رنجہ کیا اے مرد دین

اس جگہ آنیکا کیا باعث ہوا
کچھ سبب اسکا بھی تو ہمکو بتا

تین دن سے وہ نبی مجتبیٰ
ہین عجب کچھ درد و غم مین مبتلا

کچھ کسی سے وہ نہین کرتے کلام
گریہ و زاری مین رہتے ہین مدام

کرکے اپنے گھر کے دروازیکو بند
روتے ہین اندر باواز بلند

سہنے کی ہر چند باہر سے ندا
اذن آنیکا نہین ہمکو ملا

پاس پیغمبر کے تو بہر خدا
جلد جا ہوتا یہ عقدہ سخت وا

فاطمہ سنتے ہی اوڑھ اپنی ردا
آئی جلدی سے بسوے مصطفیٰ

فاطمہ نے جاکے در پر یہ کہا
کھول دروازے کو اپنے یا ابا

فاطمہ بیٹی تمھاری یا نبی
ہے زیارت کے لیے تیرے کھڑی

سجدہ مین اوسوقت روتے تھے رسول
سنکے اس حالت مین آواز بتول

اوٹھکے دروازہ کیا حضرت نے وا
اپنی بیٹی کو لیا گھر مین بلا

فاطمہ نے دیکھا جب حضرت کا حال
مضطرب دل مین ہوئی اپنے کمال

رنگ چہرے کا مثال زعفران
بار غم سے قد ہے کج مثل کمان

دیکھا جب اسطرح احوال رسول
بیقراری سے لگی رونے بتول

پوچھا بی بی فاطمہ نے یا نبی
کیا سبب ہے جس سے یہ حالت ہوئی

کس سبب تمکو ہوا یہ رنج و درد
تن ہوا و بلا و سارا رنگ زرد

حکم کیا تمپر ہوا کوئی نزول
جس سے یہ حالت ہوئی ہے یا رسول

بولے پیغمبر کہ اے لخت جگر
مجکو دی روح الامین نے یہ خبر

طبقۂ اعلیٰ ہے دوزخ مین مکان
میری امت کے لیے ہے بیگمان

میری امت کو جو ہین عاصی تمام
واسطے اونکے ہے مختص وہ مقام

فاطمہ زہرا نے پوچھا یا نبی
کیا حقیقت انکے جانے کی کہی

کس طرح دوزخ مین لیجائین انھین
رنج و تکلیفات دکھلائین انھین

بولے پیغمبر کہ جبرئیل امین
کہگئے ہین حال سب میرے تئین

داڑھیون سے کھینچ مردونکو ملک
داخل دوزخ کرین بیشبہ و شک

ہو کوئی اونکا نہ یار اور غمگسار
وہ ہون یا قہر خدا یا دود و نار

عورتون کو چوٹیون سے کھینچکر
ڈالدین دوزخ مین اے نور بصر

جب ملائک لیکے مالک پاس جان
میری امت کے تمامی عاصیان

پوچھے گا مالک فرشتون سے یہ بات
کون ہے یہ قوم تم جنکے ہو سات

دوزخی ہین یہ ولی ہے یہ عجب
منہ سفید انکا ہے اسکا کیا سبب

ہے عجب حیرت مجھے اور اشتباہ
دوزخی ہو کر نہون یہ روسیاہ

ہین اگر انکے گنہ نیکی پہ فوق
کیون نہین گردن مین زنجیرین و طوق

ہے اگر یہ قوم مردود لعین
کیون نہین شیطان انکے ہمقرین

یون فرشتہ دینگے مالک کو جواب
ہم نہین آگاہ اے عالیجناب

کچھ نہین اسبات کی ہمکو خبر
حکم حق پہونچا کہ انکو جلد تر

آگ مین دوزخ کی اسکو ڈالدو
اور عذاب سخت تم انپر کرو

حکم کی موجب یہان لائے ہین ہم
یہ سمجھتے کچھ نہین بے کیف و کم

پھر کرے اوس قوم کو مالک ندا
کون ہو تم اے گروہ اشقیا

کون ہو تم کیا تمھارا نام ہے
کسلیے تمپر عذاب عام ہے

کسکی امت مین ہو تم اے اشقیا
نام تو اپنے نبی کا دو بتا

پہلے اوس سے کہتے تھے وا احمداہ
آگ دوزخ نے کیا ہمکو تباہ

دہشت و ہیبت سے وہ نام رسول
رعب سے مالک کے اوسدم جائین بھول

پھر کہے مالک کہ اے قوم شقی
کیون نہین لیتے ہو تم نام نبی

جب کہین گے وہ نبی کا نام ہم
بھولے ہین اے مظہر فیض و کرم

ہے ہمارا لیک بیشک وہ رسول
جسپہ قرآن کو کیا حق نے نزول

اوسکی امت مین ہین ہم اے نیکذات
جسکے باعث ہے یہ سارا کائنات

نام اوسکا ہے دوا ے ہر بلا
اپنی ہم شامت سے بھولے حسرتا

رہتے تھے رمضان مین سب ہم روزہ دار
اب نبی کو بھی نہین سکتے پکار

شامت اعمال سے واویلتا
ہوگئے ہم اس بلا مین آفتا

جب کہے مالک کو قرآن متین
جز محمد اور پر اترا نہین

نام پیر اسنکے بولینگے پکار
ہم محمد کی ہی امت مین ہین یار

پوچھے گا مالک کہ قرآن مین بھلا
ذکر دوزخ کیا نہین تھا جابجا

ساکنونکا اونکے کر شرح و بیان
کسکے رہنے کی ہین وہ ساتو مکان

نام اون دروازونکے مجکو بتا
اونکے رہنے والونکا دے کچھ پتا

جب کہا جبریل نے سن اے نبی
اونکا مین احوال کہتا ہون سبھی

ہاویہ ہے اوس در اسفل کا نام
ساکن اوسکے ہین منافق بالتمام

آل فرعون اوسمین اور فرعونیان
دایما اونمین ہین ساکن بیگمان

دوسرے طبقے کو کہتے ہین جحیم
مشرکین اوسمین سراسر ہون مقیم

نام طبقہ تیسرے کا ہے سقر
صابی فرقہ ہی اوسمین بیشتر

ہی ستارونکی پرستش اونکا کام
صابی کہتے ہین جس فرقہ کا نام

طبقہ چارم لظی ہے اوسکا نام
ہے وہی ابلیس ملعونکا مقام

اور ذریات سب شیطان کی
ہون اوسی طبقہ کے اندر ماتمی

اور اوسی طبقہ مین ہو قوم مجوس
باہزاران حسرت و درد و فسوس

پانچوین طبقہ کا حطمہ نام ہے
ہون یہودی اوسمین اے فرخندہ پے

ہی چھٹے طبقہ کا نام اوسجا سعیر
ہون نصارا اوسمین داخل اے خبیر

کہکے پھر چپ ہو رہی روح الامین
جب نبی نے یون کہا اے مرد دین

کسلیے کہنے سے تو چپ ہو رہا
ساتوین طبقہ کا بھی کہہ ماجرا

اے اخی جبریل لب کو اپنے کھول
ساتوین طبقہ کا کچھ احوال بول

یون کہا جبریل نے یا مصطفے
پوچھ مت احوال اوسکا مطلقا

اوسکا کہنا رنج کا ہوگا سبب
اسلیے مین کر لیے ہین بند لب

اوسکے سننے سے تمھین ہوگا الم
کچھ نہ پوچھ اے مظہر فیض اتم

جب نبی نے بارہا تاکید کی
تب کہا جبریل نے سن اے اخی

تیری امت کی جو عاصی ہین تمام
ساتوان طبقہ اونھین کا ہی مقام

ساتوین طبقہ مین ہوگا وہ فریق
جو کہ ہین بحر کبائر مین غریق

اور تائب اونسے دنیا مین نہ تھے
حق اسی طبقہ مین بند اونکو رکھے

لیک امت مین ہو تیرے کچھ تمیز
اہل دوزخ سے بلاشک اے عزیز

پہلے تو یہ ہو نہون گے روسیاہ
مہر لب پر بھی نہو بے اشتباہ

ساتھ شیطان کے نہون زنجیر مین
ہی لکھا اونکی یہی تقدیر مین

طوق اور زنجیر گردن مین نہو
یہ نشانی اونکی ہین اے نیکخو

سنکے یہ اوسوقت حال غم ترا
گر گیے غش کھا کے احمد مجتبے

رکھ لیا جبریل نے زانو پہ سر
اور نبی تھے غش مین مطلق بیخبر

جب افاقت آئی ہو کر دردناک
یون کہا جبریل سے اے روح پاک

سنکے یہ باتین ہوا خستہ جگر
اس مصیبت کا مرے کچھ فکر کر

سنکے یہ ہمکو ہوا ہے سخت غم
ہی فزون ہر لحظہ سینہ مین الم

میری اس غم سے ہی بس حالت تباہ
کیا مری امت بھی جا دوزخ مین آہ

یون کہا جبریل نے اہل گناہ
جائینگے دوزخ مین وہ اہل گناہ

سنکے یہ رونے لگے اوسدم رسول
اور ہوئی روح الامین بھی بس ملول

آئے گھر مین اپنے پھر شاہ زمان
دونون آنکھونسے ولے آنسو روان

ہوکے اکسو خلق سے وہ گھر مین جا
ایک گوشے مین لگے کرنے بکا

ترک کرکے خلق سے یکسر کلام
گھر مین اپنے رہتے غم سے صبح و شام

ہان مگر آتے تھے وہ بہر نماز
سوے مسجد با خموشی و نیاز

گریہ و زاری مین رہتے بیشتر
درد قلبی سے نپٹ خستہ جگر

گذرے جب دو روز رنج و درد مین
ہو گیا غم کا اثر ہر مرد مین

ہو گئے صدیق اکبر بیقرار
بے نبی کے دل ہوا اونکا فگار

در پہ پیغمبر کے جا کر بارہا
کی بہت صدیق اکبر نے ندا

کچھ نہ آیا لیک اندر سے جواب
اور ہوا در کا نہ وہ مفتوح باب

آئے پھر دروازہ پہ حضرت عمر
درد قلبی سے نہایت چشم تر

کی اونھون نے بھی بہت سی جستجو
حسرت و درد و الم کی جستجو

کچھ جواب اونکو نہ اندر سے ملا
ہو گئے ناچار وہ بھی پشت پا

پھر ہوا سلمان کا اوسجا مین گذر
وہ بھی اس غم سے ہوئے پژمردہ تر

تینون پھر روتے ہوئے با چشم تر
آئے بی بی فاطمہ زہرا کے گھر

مضطرب ہو کر پکارا یا بتول
ہی مدد کا وقت اے بنت رسول

شعلہ مین اوسکے نہین مطلق چمک — ہی جہنگاری مین سخی کی وہ دمک — ہی قسم اوسکی نبی مقتدے
ایک سوراخ کے اگر سوراخ دار — کھولدین دوزخ کی منہ کو ایکبار — سوئی کی سوراخ کے مانند اگر
اہل دنیا سارے جلجاوین تمام — ہووے اس عالم کا دم مین اختتام — اہل دوزخ کے اگر گیرے کو لا
دیکے دم اٹکائے دنیا مین اگر — اوسکی بدبو سے مرین جن و بشر — اہل دوزخ کی اگر زنجیر کو
موم کی مانند تپھر جان پگھل — ساتوان طبقہ زمین کا جاے جل — اہل محشر کے اگر اک عرد کو
اہل مشرق و اوسکی سنورتی سے تمام — جلکے خاکستر ہون اے خیر الانام — قعر اوسکا بھی نہایت ہی بعید
آہن سوزندہ زیور ہے وہان — جس سے جلکر خاک ہووے جسم جان — خلق و زنجیر جدید و ہتکڑی
جب زیادہ حد سے ہووے اونکو پیاس — پانی کی خواہش ہو جسدم بیقیاس — مرغ سبل کیطرح غلطان ہون
پینے کو اونکے ملے ماء حمیم — یا کہون اوپیپ یا سوزندہ یم — جسکی گرمی سے لب و کام و زبان
آہ و واویلا و ریغا حسرتا — منہ سے ہر اک کی ہو جاری العفتا — شعلۂ آتش وہان پوشاک ہو
پھر نئے سر سے کرے پیدا خدا — اہل دوزخ کو نہین ہرگز فنا — ہر اسی حالت مین بس اونکو چلاو
سات دروازے ہین دوزخ کے عیان — ایک نیچے دوسرے کے بیگمان — ایک دو سو دوسرے در تک تمام
طول مین ستر برس کی راہ ہے — منزلین کوئی کرے گر پے بپے — دو سرے مین ایک سے دونا عذاب
دشمن حق کا بے وہ دوزخ مقام — درد و غم کا اوسکے کب ہے اختتام — دوزخی کی منہ مین سے زنجیر ڈال
ہاتھ سیدھے کو دہن مین ڈالکر — چیر کر مونڈھے مین سے لاوین بدر — دست چپ پر کمر کے اوسکے دوش پر
ساتھ پھر ہر اک کے اک شیطان ہو — وہ اسی زنجیر مین غلطان ہو — کرکے اک زنجیر مین دونون کو بند
ڈالدین دوزخ مین ہر اک کے تئین — مار کر کے گرز ہاے آتشین — کھینچکر لیجائین یون کفار کو
والعیاذ تعذیب ہر اک کی ملک — ہین تعین ہر شخص پے شصت ہزار — پھر بلا تاخیر و مہلت دائما
منزلون تک گرد اوس دوزخ کی تو — کچھ نہین سننے کا غیر از ہاے ہو — تمنا یہان شیطان جہا و سکا ہمقیر
ہین بہت دنیا مین تیرے ہم جلیس — فرشتہ شیطان و استاد ابلیس — تو اونھین سمجھ ہی اپنے دوستدار
کھول آنکھین ہوش کر اے مرد دین — ہین حقیقت مین وہی نعم القرین — تو ذرا آنکھین حقیقت بین تو کھول
آپ کو تو صحبت بد سے بچا — قعر دوزخ مین ہے تجکو گرا — صحبت بد سے ہے لازم اجتناب
ہی وہی تو جس سے ہو الفت تجھے — بدہی تو گر ہے ہر رغبت تجھے — نیک ہو گر نیک کا طالب ہے تو
یون کہے ہے وہ نبی نامدار — جنس اپنی جنس سے ہے دلفگار — جس طرف کو ہے ترا میل و لی
چغد کو نسبت کبوتر سے کہان — آلو کا طوبے پہ کب ہے آشیان — بار سو کوے کو کب پیوند ہو

جس سے یہ پیدا نبی تونے کیا
کھولدین دوزخ کے منہ کو سر بسر
بیچین ارض و سما کے اک ذرا
کوہ پر رکھیے گل کر موم ہو
وہ عذاب آخرت دنیا مین ہو
ساکنو سکا اوسکے حلیہ ہے بعید
ہووے صد ہاتن کے اعضا مین پھی
تشنگی سے سخت وہ حیران ہون
ہو کباب آسا طپان حلق و دہان
آگ سے یہ جسم جلکر خاک ہو
وہ ہین اوسجا عذاب نار و دود
بعد اوسکے کیا کہون آنیکا نام
اہل دوزخ کو یہان رو دے کتاب
راہ مقعد کی فرشتہ لین نکال
باندھین زنجیر و نسے محکم سخت تر
ڈالین یون جسطرح آتش مین اسپند
کھینچتے ہین جس طرح مردار کو
ہی عذاب انتہی ترقی مین سدا
قعر دوزخ مین بھی وہ ہو ہمنشین
اونکی الفت مین رہے ہی زار زار
قبح کو اوحسن کو یارونکے تول
ہے تو گر ہے بد ونسے اختلاط
یاد رکھہ یہ نکتہ اے مرد نکو
تو وہی ہے تو وہی ہے تو وہی
کبک کیونکر چیل سے پابند ہو

## پیغمبر خدا صلعم سے اور اوسمین تمام احوال دوزخ اور اہل اونکی کا ہی اور وہ حدیث نہایت ہولناک اور دہشت ناک ہے ترجمہ حدیث سی مطلب حدیث کا معلوم ہوتا ہی بسبب طول عبارت حدیث کے لفظ بلفظ نہین لکھی

ہی انس سے یہ عبارت اے عزیز
غور کر اسمین جو تجکو ہے تمیز

ہی روایت یہ نہایت جانگداز
گوش دل سے سن ذرا اے مست ناز

ہے حکایت یہ بہت ہی ہولناک
جسکے سننے سے جگر ہو چاک چاک

ایک دن جبریل پیغمبر کے پاس
مسجد نبوی مین آئے بیحواس

رنگ چہرے کا مثال زعفران
خوف سے زار و نزار ناتوان

غم کے ہاتھون سے نہایت مالدار
چشم گریان خستہ جان و دل فگار

بادل پر درد و با جان حزین
سخت غمناک اور بہت اندوہگین

پوچھا پیغمبر نے اے پیک خدا
محرم راز جناب کبریا

کس سبب بھرتے ہو ایسی سانس سرد
رنگ کیون اسوقت ہے چہرے کا زرد

کیا بلا ایسی کوئی وارد ہوئی
جس سے ہی یہ حال تیرا اے اخی

مجھکو بھی اس امر سے آگاہ کر
راز مخفی سے مجھے دے تو خبر

حال تیرا دیکھ میرا رنگ فق
ہو گیا اور سخت ہی دل پر قلق

بولا یون جبریل اے فخر رسل
باعث ایجاد ہر اک جزو کل

آج فرمایا تھا حق نے اے اخی
کھولدو دوزخ کی دروازے سبھی

دیکھکر اوس دوزخ جان کاہ کو
اوڑ گیا یک لخت میرا رنگ رو

دیکھکر دوزخ کو جائے ہولناک
ہو گیا دہشت سی سینہ چاک چاک

اس سبب ہے رنگ سارے تن کا زرد
اوسکی دہشت سی ہے لب پر آہ سرد

اوسکی دہشت سے میرا یہ حال ہے
کیا بیان اوسکا کرون اے نیک پے

سنکے حضرت نے کہا اے زندہ دم
کہہ وہان کا حال سب بے کیف و کم

حال سے اوسکے مجھے آگاہ کر
تا کہ خائف اوس سے ہو ہر اک بشر

بولا یہ جبریل سنکر یا نبی
جبکہ دوزخ قدرت حق سی بنی

پہونچا اوسدم سب کو حکم کردگار
راتدن دوزخ کو دھونکین بیشمار

دھونکنا اس سے نہو کم اے نفس
تا نگذرین ایک ہزار اوسپر برس

ہو گئی جسوقت مدت منقضی
رنگ مین دوزخ تمام آخر ہوئی

برگ کے مانند رنگ اوسکا ہوا
صاف و شفاف و سفید اے بینوا

پہونچا پھر بعد اوسکے حکم کردگار
پھر کرو اتنی ہی مدت تک یہ کار

دھونکتے تھے پھر اوسے لاکھون ملک
رات دن بے مہلت و تاخیر و شک

ہو لیے جب وہ ہزار آخر تمام
ہو گئی اک لخت دوزخ سرخ فام

شام کو جسطرح نزدیک افق
چرخ پر پھولی ہی سرخی فلک

اوسطرح سرخ اور نکلین تھی شرار
ہون فنا جس سے ہزارون لالہ زار

جسطرح ہون سرخ گلہای انار
اوس سے بھی صد چند تر دوزخ کی نار

جب وہ میعاد معین اختتام
ہو چکی پھر حکم پہونچا لا کلام

دھونکو پھر انکے تئین اتنی ہی سال
حکم کا لازم ہی میرے امتثال

کہکے سب لبیک تھی مصروف کار
تیسرا بھی ہو چکا آخر ہزار

رنگ دوزخ کا ہوا اوس دم سیاہ
اسود و قاتم مثال دود آہ

اب یہی ہی آگ کا دوزخ کے رنگ
دل سیہ روئی سی ہے از بس تنگ

شعلہ و چنگاری و اخگر شرار
ہین سیاہی مین نہایت سخت نار

ظلمت شب جسکے آگے گرد ہے
رنگ ظلمات ثلثہ سرد ہے

اوس دم اکا بھی ذرا مطلق اثر — کچھ ہوا ظاہر نہ شب کو شاہ پر — کیا دوائی اور کھائیگا بتر — موت کا حبس دل کی اندر ہے خطر
موت ہے سب لذتونکی بیخ کن — موت سے غرور و نکی ہے غرغہ شکن — موت کے آگے ہین شیر و اژدہا — گریہ مسکین سے کمتر اے فتا
تین دن اوسپر مشال تین سال — گذرے اور غم سے ہوا شکل ہلال — بات کچھ لب پر نہ جز حکم الٰہ — عجز و زاری تھی فقط یا آہ آہ
ہوگیا دل کی طپش کا جو اثر — نور حق دل مین ہوا کچھ جلوہ گر — جذبہ حق کی ہوئی ایسی کشش — کام اوسکا کر گئی دل کی طپش
صاحب عرفان و کامل ہوگیا — خوف مرگ اوس مرد کامل شد ہوا — پھر رہا اوسکو نہ کچھ مرنیکا غم — قبر کی وحشت نہ محشر کا الم
موت کا پھر جیسے وہ شائق ہوا — موت کو طالب ہین مردان خدا — ہی حیات جاودان تنگی فنا
زندگی اور موت ظاہر سے گذر — بیخبر ہی اصل سے اپنے بشر — منزل مقصود سے ہے بیخبر
اپنی کمی ہے تو ہے اے پسر — عاشق سیم و زر و لعل و گہر — چھوڑ اس دنیا کو اپنا کام کر
گر نہ چھوڑیگا چھینینگے یہ بزور — تو ہے یا کنج لحد یا خاک گور — تجھے باد ست تاسف اے پسر
اپنے تو انجام کو بھی یاد کر — کب تئین محو تماشا اے پسر — کھول آنکھین ہوش کر اے بیخبر
جمعہ کو یہ مرگ کا شائق رہا — دن اسی امید مین آخر ہوا — ہو لیا وہ روز جب اسپر سبر — مرگ ظاہر کا نہ دیکھا کچھ اثر
جب یہ سمجھا تھے یہ کچھ رمز نہان — خیر عابد کی نہوگی یہ عیان — تھا نہان اس قول مین کچھ یہ دعا — ورنہ کب کہنا کرے اوسکا خطا
شنبہ کے دن جا کے اوس عیاش پاس — صدق دل سے شاہ نے کی التماس — عرض کی زاہد ہے اے فخر زمان — کیا مراد اوس مرگ سے تھی کر عیان
گرچہ ہے ارشاد تیرا کیمیا — لیک وا کر مجھپہ اسکا مدعا — جب کہا درویش نے اے بد مزاج — تھا یہ سو ظن کا علاج
ناس کو نسناس گر سمجھے ہے تو — ہے غلط تیرا قیاس اے نیکخو — گو کرے تو لاکھ تدبیر متین — کب فلک پر راست ہو حکم زمین
بعد اک ہفتہ کے مرنیکی خبر — تجکو مینے دی تھی اے نیکو سیر — کذب کا بھی اوسمین گو تھا احتمال — ہوگیا لیکن ترا تغییر حال
قوت شہوانی و فسق و فجور — تیرے اندر سے ہوئی یک لخت دور — خواب غفلت سے ہوا بیدار تو — چھوڑ کر سب کچھ ہوا اللہ کو
چھوڑ کر لذات و نعماء جہان — ہوگیا مصروف طاعت مین بجان — جو ہر اک دم کو دم آخر گمان — کرتے ہین اے بادشاہ کامران
لذت دنیا ہی سب اونپر حرام — طالب زن ہین نہ جو یار طعام — بدگمانی اونپہ ہے کرتی خطا — مینے چاہا تھا نکتہ ہو تجھپر یہ وا
تھا یہ شمہ ایک اونکے حال کا — قلب پر تیرے جو کچھ وارد ہوا — تھا فقط یہ حکم بہر انتباہ — فرق تجھمین اونمین ہے صد سالہ راہ
آپ پہنچ کر قیاس اصفیا — گو وہ ہین ہمشکل تیرے ایفتا — بھید سے باطن کے جو محرم ہین یار — نفس کی خواہش سے وہ ہین کوسون دور
جسم اونکا روح سے بھی ہے لطیف — جسم تیرا سخت ناپاک و کثیف — ہے تری گستاخی و فتنہ گری
تجھمین اونمین فرق ہے صد سالہ راہ — گمرہی ہے اپنے تو مت ہو تباہ — کب ہو تجھسے فسق و عصیان و فساد

بیان ہے مضمون حدیث کا کہ روایت کیا ہے اوسے انس بن مالک نے

بے محل پاکر یہ اپنے امتحان
منفعل دل مین ہوا شاہ زمان

وہ شب تاریک اور وقت خلا
ایک جا مین رہنا زن اور مرد کا

گر نہووے رحمت حق دستگیر
کب بچے اوس سے امیر و ہم فقیر

پنبہ و آتش کا رہنا ایک جا
ہی خلاف عقل بے لطف خدا

آتش شہوت کو جزو ناریان
لیک جزو آگ دوزخ ایجوان

نار ظاہر جسکے آگے گرد ہی
سامنے اوسکے یہ بالکل سرد ہی

نار دنیا ہووے پانی سے فرو
نار شہوت آب سے وہ چند ہو

نار ظاہر ہووے سردی مین زبون
نار شہوت اوس سے ہو مردم فزون

نار شہوت کی کنندہ جوع ہی
رکھ صیام نفل تو بھی پے بہ پے

نار شہوت سے بچے ہین مرد دین
مرد ظاہر مین سے بچتے ہین کہین

منکشف ہون دل پہ گر اسرار غیب
جسم کی موقوف جب ہوتے ہین عیب

زنگ عصیان سے ہی لوح دل سیاہ
مصقلہ اوسکا ہے ذکر لا الہ

لوح دل کو زنگ سے تو پاک کر
خود بخود ہو نور حق تا جلوہ گر

ہی یہ بدنامی باین قلب سیاہ
دل مین چاہے ہے کہ ہو نور الہ

بعد مدت کے کیا شہ نے سوال
مرد عابد سے کہ اے فرخندہ حال

جو دوا پہلے مجھے کی تھی عطا
اوسمین سے کچھ اور دے بہر خدا

کر لیا مین خوب اوسکا امتحان
پیر صد سالہ ہوا اوس سے نوجوان

وہ دوا کرتی ہے کار کیمیا
کیمیا سے ہی وہ سو درجے سوا

سنکے زاہد نے نکالی وہ دوا
شہ کو اک خوراک اوسدم دی کھلا

نصفی پھر اوسمین سے دی پھر شاہ کو
حسب مرضی تا کہ کھا اور شاد ہو

کان مین لیکن برائے انتباہ
یون کہا درویش نے اے بادشاہ

جمعہ کے دن تو کریگا انتقال
سات دن باقی ہین اے فرخندہ فال

بعد ہفتہ کے مرے گا بالضرور
تو ہے یا گنج لحد یا خاک گور

سات دن باقی ہین جو چاہے سو کر
لیک مت کہنا کسی سے یہ خبر

میرے دل کو تجھسے از بس انس تھا
اس سبب یہ راز مخفی کہدیا

ورنہ یہ کچھ بات کہنے کی نہ تھی
اپنی نادانی سے ظاہر ہو گئی

فی امان اللہ گھر کو اپنے جا
اوس سفر کا کر مہیا را حلا

سیف قاطع وقت ہی مہلت قلیل
تو بھی جلدی کر نکر توبہ مین ڈھیل

ہی بہت یہ لطف و انعام خدا
باب توبہ اوسکی رحمت سے ہی وا

شاہ کے دل کو ہوا از بس قلق
رنگ چہرے سے اوڑا سنتے ہی فق

موت کا آیا دہن مین ذائقا
قطرہ خون بھی گویا تن مین نہ تھا

رنگ روے شاہ جو تھا رشک ورد
ہو گیا وہ زعفران کی طرح زرد

کہنا اوس عابد کا اوسنے بارہا
آزمایش کر لیا تھا اے فتا

اوسکا کہنا تھا گویا تیر قضا
کب نشانی سے کرے تھا وہ خطا

لوح سے محفوظ کی جو لے سبق
اوسکا کہنا ہی سراسر صدق و حق

لیک تھی اس بات مین رمز نہان
بہر آگاہی شاہ نکتہ دان

تھرتھرا کر گر پڑا وہ خاک پر
ہو گیا جیتا ہی مردے سے بتر

موت وہ ہے زندگی مین ہو فنا
وہ فنا تیری ہی رشک صد بقا

لیگئے شہ کو اوٹھا کر اوسکے گھر
بھید سے دل کے ولے سب بیخبر

دو پہر کے بعد آئے جبکہ ہوش
اور ہی کچھ دل مین تھا جوش و خروش

نے خیال مال و ملک سروری
نے تلاش صورت حور و پری

رغبت زن نے خیال خواب و خور
چشم گریان اور دل سب غم سے پر

شام سے وہ رات ساری تا سحر
عجز و زاری مین ہوئی شہ کی بسر

سیکڑون غنچہ دہن اور ماہرو
عشوہ سنج و گلعذار و خوبرو

کرتی تھین سو سو طرح ناز و نیاز
اسنے آنکھین بھی نہ کی اوس سمت باز

ہر نفس لینے مین تھا اسکو خیال
ہی یہ میعاد معین کا وبال

ہر نفس لیتا ہون جو مین دمبدم
ایک دم ہفتہ مین سے ہوتا ہے کم

لیکے ہر ہر دم مین نام کبریا
مانگتا تھا درد دل سے وہ دعا

برگ گل آنکھونکے اندر نوک خار
بستر نازک مثال سنگ زار

گر کوئی لقمہ خدا کا لے لیا
صبر حنظل کا دیا اوسنے مزا

تجکو لازم ہی بہت سی احتیاط
کیجو زن سی بھی نہ ہرگز اختلاط

تین دن کے بعد تجکو اختیار
ہی جو چاہے کیجیے اے نامدار

ہو کے رخصت شاہ آیا اپنے گھر
جب دوا کا بھی ہوا ظاہر اثر

دل کو اوسکے بارے کچھ فرحت ہوئی
اور غذا کی طرف بھی رغبت ہوئی

جتنی وہ کھاتا تھا صحبت مین غذا
اوس سے دونا نوشجان اوسدن کیا

ضعف و سستی و کسافت یکقلم
اوسکے اندر سی ہوئی یک لخت کم

ہو گیا وہ دم کے دم مین تندرست
جس طرح صحبت مین تھا چالاک چست

شام تک کھانیکو کھایا تین بار
کچھ نہ معدے مین ہوا معلوم بار

رات کو یہ غلبۂ شہوت ہوا
ضبط نفس آخر نہ اس سے ہو سکا

جتنے تھے اہل حرم سب پر عبور
کر لیا آیا نہ قوت مین فتور

تین دن تک کھائی جو شہ نے دوا
پہلے سے وہ چند قوت مین ہوا

ایک دم ہوتا نہ بے زن کے قرار
اور شہوت سے ہوا بے اختیار

آیا پھر یہ شاہ کے دل مین خیال
تین دن مین ہو گیا میرا یہ حال

اس دوا کو روز کھاتا ہی گدا
زن سے پھر کسطرح رہتا ہی جدا

کسطرح کرتا ہی وہ شب کو بسر
ہو سکے کب ضبط شہوت اسقدر

اس جوان کے پاس کوئی رشک حور
راتکو آتی ہی مخفی بالضرور

ہی یہ شہوت اسطرح کی بد ملا
رہ سکے بی زن کے یہ امکان کیا

کیجے کوئی ایسی تدبیر جلی
جس سے ہو ظاہر یہ راز مختفی

کر کے شہ نے دل مین اپنے توڑ جوڑ
اک کنیزک کو دیا خدمت مین چھوڑ

گلعذار سرو قد و مہ جبین
سیمتن رشک پری و نازنین

آفت دوران ہے روزگار
شعلۂ آتش میان پنبہ زار

رنگ و رو غارت گر صبر و شکیب
زاہد صد سالہ کو جو دے فریب

آپ پر درویش کو کر کے قیاس
سمجھا دل مین اور وہ ناحق شناس

آپ پر مت کر قیاس اولیا
گو کہ صورت مین ہوئے اکسان تو کیا

وہ صحیح الجسم تو بیمار دق
حرز مین دے تیرے گاہین طوق رق

سیر گلشن مین وہ تو زندان مین بند
وہ شہ مسند نشین تو مستمند

خود کہان یہ ریسمان و آسمان
تو کہان نور مجسم وہ کہان

الغرض آنے لگی وہ رشک ماہ
خدمت درویش حق مین گاہ گاہ

میوہ و پاکیزہ و نادر طعام
لاتی اوس درویش کی خاطر مدام

کر کے نک سک کو درست اپنی سدا
وقت خلوت کی وہ آتی بارہا

کرتی سو سو طرح کے راز و نیاز
تا کہ مائل ہو وہ مرد پاکباز

ایک مدت ہو گئی آخر بسر
مرد عابد نے نکی اوسپر نظر

تھا وہ محو و مست روے گلعذار
جس سے ہین یہ حسن سارے مستعار

اوسکی تھی ایسی تجلی پر نظر
سامنے جسکے ہو یوسف خیرہ تر

حسن یوسف کیا ہی نور مہر و ماہ
سامنے جسکے ہین کم از برگ کاہ

ہی جنھین کچھ راز باطن کی خبر
حور و غلمان پر ہے کب اونکی نظر

حور و غلمان کیا ہین اونکی روبرو
جام وحدت سی ہوا جو مست ہو

عکس دل کا شاہ کی اوسپر پڑا
پا لیا عابد نے اوسکا مدعا

آئینہ ہی مومن کامل کا دل
پر حذر رہ اوس سے تو اے یا بگل

دل مین اپنے کچھ خیال بد نلا
اہل دل پر راز دل کا سب ہے وا

گو نہ وہ ظاہر کرین تو کیا ہوا
پر سمجھتے ہین دلون کا مدعا

گر نہووے حال دل کا دل پہ وا
آئینہ مومن کا پھر مومن ہی کیا

گر سمجھتے وہ نہ تیرے حال کو
کیون نبی فرماتا لفظ اتقوا

دیکھتے ہین نور حق سی اولیا
سب خیالاتون سے تو دل کو بچا

صقل کر آئینۂ دل کو مدام
تا خیال بد ہون منفک لا کلام

خرم سوء الظن کے معنی ہین یہی
جانپر درویش حق کو تو وہی

دور کر دل سی نہ تو پاس ادب
تجھپہ نازل ہو نہ ناحق کا غضب

راز مخفی دل مین عابد نے رکھا
کچھ نہ ذکر اوسکا شہنشہ سی کیا

حال اوسپر گو عیان تھا مو بمو
لیک ناواقف بنایا آپ کو

ہو چکا اک سال جب کامل بسر
کچھ ہوا حیلہ نہ زن کا کارگر

فیض کو صحبت کے بروجہ اتم
لے لیا اصحاب نے بے کیف و کم

کب ملے رہنے کو پھر اونکے ولی
گو کہ ہو کیسا ہی پاک اور متقی

عابد و زاہد ولی و پارسا
سب ہین اصحاب نبی کے خاکپا

کیونکہ علم و فضل و زہد و اتقا
اونکے صدقے سے اس امت کو ملا

مابقی اونسے ہین گو رتبہ مین کم
پچھلون کے نسبت مین بر خیر الامم

اسطرح درجہ بدرجہ اے فتا
حشر تک جاری رہے گا سلسلہ

صحبت کامل ہے بہ از کیمیا
جسم خاکی کو کرے ہے وہ طلا

کیمیا کرتی ہے اسکو شکل زر
وے کرین ہین خاک کو رشک قمر

کیمیا کرتی ہے تانبے کو طلا
اونسے حاصل تجکو ہو قرب خدا

پاس دار السلطنت کے اک فقیر
آکے صحرا مین ہوا رونق پذیر

بر لب دریا مکان جان فزا
دیکھکر اوسنے جمایا بسترا

رات دن صحرا مین وہ مرد خدا
یاد مین اللہ کے وہ مصروف تھا

کیون نہ وہ جنگل مین ہو گوشہ نشین
گنج ویرانہ مین ہوتا ہے دفین

جانتا جنکو ہے آبادی بشر
ہے وہ ویران معانی اے پسر

ہے جہان ویرانہ ظاہر مین وہین
جان تو گنج معانی ہین دفین

وہ مکان ظاہر مین گو ویران تھا
جوہر معنی کی لیکن کان تھا

اوسکے مقدم سے ہوا صحرا وہان
جلوہ گاہ قدسیان و روحیان

گرد اوسکے رات دن وحش و طیور
رکھتے ہر دم مجمع یوم النشور

مور مار و ضیغم و گرگ و نہنگ
ماہی و دراج طاؤس و کلنگ

تھے غرض صحرا مین جتنے جانور
جان و دل سے تھے فدا درویش پر

جب وہ کرتا ذکر آرہ کا شروع
ہوتا وحش طیر کے دل مین خضوع

رفتہ رفتہ شہر مین چرچا ہوا
جان و دل سے سب ہوئے اسپر فدا

جو ہوا صحبت مین اوسکے باریاب
تھا اگر ذرہ ہوا وہ آفتاب

ذکر اوسکا سنکے شاہ کامران
اوسکی خدمت مین ہوا حاضر وہان

پایا جو صحبت سے کچھ دل پر اثر
آتا وہ خدمت مین اونکے بیشتر

با ادب درویش سے کرتا کلام
فیض لیتا اونکی باتون سے مدام

کرکے زر غبا کے اوپر وہ عمل
تیسرے دن ہوتا حاضر بے خلل

قوت تھا درویش کا برگ شجر
یا کوئی کوہی و صحرا ہی ثمر

منہ سے اوسنے جو کہا وہ ہی ہوا
اوسکا کہنا تھا گویا حکم قضا

خرق عادت اوسکی صدہا دیکھکر
معتقد اوسکا ہوا ہر اک بشر

تھا زیادہ سب سے شہ کو اعتقاد
جسم دو معنون مین لیکن اتحاد

وہ ہے بھائی اتحاد معنوی
نفس واحد جس سے ہین لاکھون نبی

ہین وہ حکما ایک گو ہین جسم دو
دو دلون کو جسکے باہم ربط ہو

معنون مین ہین متحد سب اولیا
سلسلہ ہر ایک کا گو ہی جدا

اصل ہے ہر اک کی نور احمدی
شمع گو ہر اک کی ہی روشن جدی

ہی وہی ہر اک مین رخشانی وہی
درفشانی نور پاشانی وہی

ہی اوسیکے نور کا سب مین ظہور
تو جدا سمجھے یہ تیرا ہے قصور

احولی تو چشم دل سے دور کر
تاکہ سب واحد تجھے آوین نظر

پاس اوس درویش کی تھی اک دوا
اک برنج اوسمین سے وہ کھاتا سدا

توڑ کر جنگل مین سے برگ و شجر
رکھکے اوسپر کھاتا وہ وقت سحر

روبرو شاہ جہان کے بارہا
کھائی تھی اوس مرد حق نے وہ دوا

ہوگیا ناگہ ز تقدیر الٰہ
مرد جسمانی سے لاغر بادشاہ

ضعف گر دل سے ہوا ایسا ضعیف
رنگ زرد و ناتوان و بس نحیف

ضعف گر دل سے ہوئی سستی باہ
گذرا اوس حالت مین اوسپر ایکماہ

آیا اوس حالت مین شاہ نامدار
پاس اوس درویش کے زار و نزار

تاکہ بیماری سے حاصل ہو شفا
درد و رنج اوس مرد کی برکت سے جا

دیکھکر درویش نے یہ ماجرا
کہکے اک برگ شجر پر وہ دوا

دی کھلا اوس شاہ عالیجاہ کو
فائدہ تا مرض جسمانی سے ہو

اور دو خوراک اک کاغذ مین دی
پھر بہت درویش نے تاکید کی

تین دن تک کیجو تو پرہیز کو
کوئی بدپرہیزی بھی صادر نہو

صدرا و قاموس و شمس بازغہ — در مختار و ہدایہ تذکرہ
ایک نکتہ بھی ہوا لیکن نہ وا — پہلے تو جیسا تھا ویسا ہی رہا
کیا ہوا توضیح سی واضح تجھے — کیا ہوا تلویح سی لائح تجھے
قلب کو تیرے شفا سی کچھ شفا — ہو گئی حاصل تو ہمکو بھی بتا
کیا سند مسند سے حاصل کی بتا — کشف کیا کشاف سی ظاہر ہوا
کنز سی کیا گنج پایا ای جوان — ملتقا سی کچھ بھی پایا وصل جان
صدرا پڑھ کر ہوتا تو صدر الصدور — صدرہ پڑھکر صدر سے تو ہووے دور
تو نے جو قانون محنت سی پڑھا — قاعدہ باطن کا بھی کچھ حل ہوا
ختم شمس بازغہ ساری ہوئی — پر سیاہی دل کی ویسی ہی رہی
پڑھ چکا تو در مختار اے پسر — جیب مین اک بھی نہین سلک گہر
دیکھا تو نے گو کہ سارا تذکرہ — ذکر قلبی پر نکچھ جاری ہوا
منیہ و غنیہ و غایات المرام — نور الانوار و مسلم کی تمام
ایک کچھ مطلق نہین انپر اثر — مقصد اصلی ہی سو تو رحم کر
گوش جان سے پنبۂ غفلت نکال — کہہ چکا ہون پہلے ہی پڑھنے کا حال
ابن ادہم کی شکایت یاد کر — دلکو ویسے علم سے آباد کر
علم وہ ہے جس سے ہو درد درون — ہی وگرنہ وہ فسانہ یا فسون
علم وہ ہے جس سے ہو نور و صفا — ورنہ ہی تصفیۂ اوقات کیا
علم وہ ہے جس سے ہو دیدار یار — ورنہ وہ ہے اک حجاب استوار
علم سے ہو دل مین نور اور روشنی — علم کب ہے جس سے ہو کبر و منی
علم سے ہو عجز و فقر و انکسار — علم حقانی ہے میرا اب کبار
علم سے پیدا ہو گر دل مین غرور — علم شیطانی ہی ہو اس سے نفور
علم سے دل مین نہو گر کچھ فراغ — بیل سے بدتر ہے وہ مست اولاغ
گر پڑھا ہی علم کر اوسپر عمل — دام خلقت ہی نہین تو یہ دغل
علم وہ ہے جس سے ہو تو باخبر — موت ہر لحظہ رہے پیش نظر
موت تیری گر رہے ہر لحظہ یاد — کب ہو تجھسے فسق و عصیان و فساد
موت ہی سب لذتون کی بیخ کن — موت کو رکھ یاد ہر دم اے حسن
موت سے ڈرتے رہین ہین جو مدام — کب وہ کرتے ہین خلاف شرع کام
موت کے طالب ہین مردان خدا — موت اونکو ہے حیات جان فزا
جسم کی ہی روح پر قید گران — جسم کو وہ جانتے ہین رایگان
توڑتے ہین رات دن وہ بند جسم — جیکو چاہین ہین نہو پابند جسم
گوش جان کو کھول غافل دل لگا — یہ حکایت تا کہ دے تجکو مزا
جان و دل سی سن ذرا یہ داستان — تا کہ تو سمجھے طریق راستان

## قصہ بادشاہ اور ایک درویش کامل کا کہ موت کو ہر لحظہ یاد رکھتا تھا اور متنبہ کرنا بادشاہ کا

اس سے پہلے کہتے ہین اک شاہ تھا — دین و دنیا اوسکے سب ہمراہ تھا
صاف طینت پاک خصلت نیکخو — لیگیا تھا ہمسرون سے اپنی گو
مال و دولت جاہ و حشمت سیم و زر — رکھتا تھا قبضہ مین سب سے بیشتر
اسپ و فیل و اشتر و گاوان و خر — تھے حساب حد عدد سی بھی بدر
ہو فزون جتنا کہ اونکو درد سر — فخر ہی اہل جہان کا اے پسر
تھا وہ شاہنشاہ بس صافی نہاد — اہل باطن سی رکھے تھا اعتقاد
جان و دل سی طالب درویش تھا — رقت قلبی سی بس دلریش تھا
گو کہ تھا ظاہر مین شاہ کامران — طالب درویش تھا لیکن بجان
سنتا جس جا وہ فقیر باخبر — باندھتا اوسکی زیارت کو کمر
تو بھی ہو جویاے کامل اے پسر — صحبت عاقل ہی جنت کا ثمر
ہی بلاشک کحل چشم خانمان — خاکپاے کاملان و عارفان
صحبت کامل سی نورانی ہو دل — صحبت جاہل سی ظلمانی ہو دل
ہی پیمبر کی ہی صحبت کا اثر — ہین ہویدا جس سے ابتک یہ ثمر
طبقۂ اولے ہوا خیر القرون — کیونکہ وہ رہتے تھے صحبت مین فزون

سوئے تو قطع کر کے یہ سفر
راہ مین سوتا ہی اب اے بے خبر

ہی وطن ای بیخبر سوتے کی جا
تو وطن کی راہ لی پانون اوٹھا

ہی تجھے درپیش وہ خواب گران
جسکا ہو سکتا نہین ہرگز بیان

اس وطن سی ہی مراد اصلی وطن
نے دمشق و مصر و دہلی و ختن

نے عراق و یزد و بغداد و یمن
کعبہ و یثرب ہرات و نے دکن

یہ وطن ہین جزو دنیا ردنی
کب پسندیدہ کرے انکو نبی

ہی وطن کی حب و ایمان کا نشان
وہ وطن ہی اور اے مرد جوان

اوس وطن کو جانتے ہین بے وطن
وہ وطن ہے اس وطن کا بیخ کن

ہی وہی اصلی وطن اے بے وطن
تو مسافر ہی یہان بس خستہ تن

وہ وطن ہی جان بلکہ جان جان
جانجان کیا بہتر از جان جہان

یہ جہان کیا ہی کہ جسکی جان ہو
وہ جہان جس سے بشر حیران ہو

ہر بشر کا اوس جگہ کیا مرتبا
فہم و سجا مین ملک کا بھی نجا

کیا فرشتہ ہی کہ مارے دم وہان
دنگ ہین اوسجا پہ عرش و عرشیان

ہی وہان نے عرش و کرسی و ملک
نے زمین و آسمان شمس و فلک

اوس وطن مین ہے دوئی کا سر قلم
مین بھی رکھہ سکتا نہین آگے قدم

جو فنا فی اللہ جی بے جی ہوا
مثل قطرہ بحر وحدت مین ملا

آب کوزہ آب جام و آب برف
آب باران آب سیل و چاہ ژرف

بحر سی جب تک جدا ہین بے تمیز
ملگئے تو ایک ہین سب اے عزیز

بار میت اور میت اے پسر
صاف اس رہنی کی دیتا ہی خبر

مجکو یہ رہنا نہو حاصل اگر
دم یہان مت مار بنکر کور و کر

اسلیے کہتا ہی وہ خیر البشر
تو مسافر کی طرح کر یان گذر

دیکھہ مت دنیا دون سے دل لگا
تو مسافر ہی یہ عالم ہے ترا

تجکو کیا اسکی درستی سی ہی کام
ہو وطن کیطرف اپنی تیز گام

اس سرا کو چھوڑ کر وہ جستجو
جس سے ہو اپنے وطن مین سرخرو

اس وطن کی گر نہین حب اے درد
ہی ترا ایمان سست اے بیخرد

راہ کی اندر ہین رہزن بیشمار
خیر چاہے ہی تو رہ تو بیشمار

کھول آنکھین ہوش کر غافل نہو
رکھہ ہمیشہ راہبر کی جستجو

اوس وطن کی ہی بہت خونخوار راہ
جو چلا تنہا ہوا خوار و تباہ

اپنی خود رائی سے اسجا در گذر
کر تلاش اچھا سا کوئی راہبر

ورنہ ہو شیطان تیرا پیشوا
قعرہ دوزخ مین تجھی دیگا گرا

دیکھا ہو جو واہ تو نے بارہا
جا اگر تنہا تو اوسکو بھول جا

خواب مین بھی راہ جو دیکھا نہین
بن فلاوز کے وہی ہو طی کہین

راہبر اوس راہ کے ہین انبیا
ماہیان بحر ذات کبریا

برزخ جامع ہین بیشک انبیا
نے خدا اور نے خدا سے یہ جدا

گر نہوتی ذات مین حق کی فنا
نفی باری بار میت کی ہی کیا

گر نہوتا فعل اونکا فعل حق
ماہ کیون انگلی سی ہوتا اونکی شق

اصل سی اپنی ہدی ہے تو جو دور
ہی یہ تقییدات ظاہر کا فتور

ہی تو ای بیخبر اصل الاصول
آپ بنتا ہی ظلوم اور جہول

آپ فرماتا ہی وہ تجکو امین
خوار کیون کرتا ہی تو اپنی تئین

وہ امانت جسکی اے مرد خدا
کانپتی تھی بوجھہ سے ارض و سما

ششدر و حیران تھے عرش و عرشیان
خائف و لرزان تھے سب کون و مکان

اوس امانت کا ہوا حامل بشر
تو خیانت اب امانت مین نکر

تو شہنشہ تجکو کہتا ہی امین
تو بنے ہی آپ خائن مرد دین

وہ کرے ہی جابجا تیری ثنا
آپ کو بھی تو نہین پہچانتا

آپکا بھی گر نہین تو آشنا
کنہ کیونکر غیر کے تجھپر ہووا

خاک تیرے علم اور تدریس پر
آپ سی ہی تو ہی غافل بے خبر

اتنی مدت تک کیا تحصیل علم
لیک کچھہ سمجھا نہ تو تحصیل علم

علم کیا ہی اور ہی کس کام کا
تو وہی جہل مرکب مین رہا

تو تو چوب ناتراشیدہ بھی ہے
سنگ و آہن نارنادیدہ بھی ہے

پڑھ چکا توضیح و تلویح و شفا
مسند و کشاف و کنز و ملتقی

حب دنیا شہوت و حرص و ہوا | نفس ہر دن رات اسمین مبتلا | پیروی تو مرشد کامل کی کر | تا بدی کچھ کم ہو اسکی اے پسر
بھر عصمت مین نہو گر تو فنا | دور کب ہو نفس سے میلا ز نا | پوچھ لیکن کوئی حکمت پیر سے | کم ہو نا اسکی بدی تدبیر سے
جس طرح حاجی فرز سے ایفنا | نسبت سابق زنا کم کر دیا | صحبت کامل ہی ایسی کیمیا | ہو مس تیرہ ترا جس سے طلا
ہو مس تیرہ تر ا قلب سیاہ | صحبت کامل سے گر مانند کاہ | قلب مین تیرے نہین کچھ نور اگر | تجھسے سو درجے ہی بہتر گاو خر
تاج کرمنا کو کیون کر تا ہی خوار | ہوش مین آ گر ہی تجھمین ننگ و عار | اس دوئی کی حرف کو دل سے اوٹھا | آپ کو کر راہ مین حق کی فنا
ہو وہی واحد تری سمع و بصر | کنت سمع پر ذرا کر تو نظر | ہو نہ جبتک محو روے گلعذار | سر غیبی کب ہون دل پر آشکار
اے خدا اے قادر عرش بلند | توڑ میرے قید جسمانی کے بند | کر طپش پر قلب کے میری نظر | داد کو میری پہونچ اے دادگر
روح کا تیرے بدن مین ہی جمال | ہی ہویدا تجھپہ جب اے ذوالجلال | اتنی وسعت پر بھی یہ روئے زمین | میری نظرون مین نفس سے کم نہین
گو کہ ہین لاکھون ہی وحانی الم | لیک تجھ تک کب پہونچ سکتے ہین ہم | میری منزل گاہ عرش و لامکان | جسم میرا خاک تیرہ خونچکان
تو بری ہم فہم و وہم و ادراک سے | اُنس کیا ہو تجکو تیرہ خاک سے | لطف تیرا ہان مگر ہو چارہ گر | کر دے خاک تیرہ کو ہم سنگ زر
جو یہ خاک جسم پر از کیمیا | دل ہو رحمت سے ترے کان طلا | وہ طلا اور کیمیا ئی ہی کچھ اور | کر دے کہنے مین کچھ تو بھی تو غور
وہ طلا ہی مین اس سے فوق ہی | یہ طلا گردن کا تیرے طوق ہی | کیمیائے باطنی کی کر تلاش | مت ہو تو مصروف و پابند معاش
تو کہ حق ہی روح کی طیب غذا | تو ہے خاکی خاک پر ہو تو فدا | مال و لحم و شحم و قند و بے ثمر | خاک ہین سب خاک سے تو در گذر

## بیان ہی مضمون اس حدیث کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل ره
## تو دنیا مین مانند مسافر کے یا گذر کنیوالے کے یعنی الفت محبت کسی سے مت رکھ

گر تو یون اوقات دنیا مین بسر | جسطرح ہو ہے مسافر در سفر | جھگڑا اور قصہ کسی سے نے حسد | بغض و کینہ دل مین نے کاوش نہ کد
کچھ غم گشت و نکچھ فکر نبا | منزل مقصود کو جائے چلا | قطع مین منزل کر وہ مصروف ہے | نے کسیکا خصم و نے مالوف ہی
شہر سے الفت نکچھ جنگل ہی کام | ہو وطن کا اپنے طالب بالدوام | راستون جاتا ہی وہ سوے وطن | کھینچتا ہی کلفت و رنج و محن
بیکس و تنہا ضعیف و ناتوان | عاجز و زار و نزار خستہ جان | دل مین کچھ عجب نہ پندار و غرور | نے تکبر نے تبختر نے سرور
نے کسی سے جنگ و نے کچھ شور و شر | ہی یہی منظور کر قطع سفر | ہی یہی دل مین خیال اہسکے نہان | وہم کیوا سطے تجھے یہان
تجھپہ سختی گر کرے کوئی بشر | اوسکو بھی آدرد ہو ناخوش نکر | وطن مین بھی تجھے ہر دم سفر | آمد و رفت نفس پر غور کر
ہر نفس مین منزلین کرتا ہی طے | کاروان عمر تیرا پے بہ پے | آپ کو ہر دم مسافر تو سمجھ | ہر نفس کو سانس آخر تو سمجھ
خواب بیداری مین تجکو ہی سفر | اس سفر سے تو ہے مطلق بیخبر | ہر نفس تیرا ہی بھائی ایک گام | بعد طول عمر کرتا ہے تمام
سانس تیری مثل آرہ پے بہ پے | قطع نخل عمر مین مصروف ہے | تو مسافر بر سر ره ہی روان | پھر یہ کیا غفلت ہے اور خواب گران

نظم کی ہین اسلیے یہ داستان — تا کہ تو سمجھے سبھی کچھ رازِ نہان — مت ہو نادان اپنی تو تدبیر پہ — سونپ دے سب کام کو تقدیر پہ

جو ترے قسمت مین کاتب لکھ گیا — حاکمِ وہ تدبیر سے امکان کیا — ہو جو کچھ حق مین ترے حکمِ قضا — ڈھونڈھ تو اوسکا تقاضا ہی دوا

پتلیونکا ساسانگ تو عالم کو جان — کل ہی جسکی ہاتھ مین ہے ہی یہان — ہر تری مصنوع کے اوپر نظر — صانعِ اصلی ہی تو ہے بیخبر

منہ سے تو کہتا ہی قادر کو ترے — ہی مناقض قول تیرا فعل کے — منہ سے تو کہتا ہی گر حق کو علیم — فعل بد کرتا ہی پھر کیون اے لئیم

فی الحقیقت ہی اگر بینا خدا — کیا ہی جرات کیون ہے گستاخی بتا — بیٹھا جب چلمن کے پیچھے شاہ اگر — کر سکے کب تو زنا اے خیرہ سر

ہو پسِ پردہ اگر بیٹھا امیر — ہو وہان ہشت سے تو زندہ حقیر — کب لگاوے اوسکے تو باندی کے ہات — کر سکے ہی کب زنا تو اوسکے ساتھ

ہین زنِ دنیا سبھی آثار خدا — اونسے کیونکر کر سکے ہی تو زنا — گر سمجھتا ہی خدا کو تو بصیر — تو زیادہ خیر سے بھی ہوتا حقیر

لغو تو سمجھے ہے اوصافِ خدا — جب گناہ و فسق پہ ہی مبتلا — تجھمین ہرگز کچھ نہین ایمانکی بو — سوچ کہنے کو ترے پر دل سے تو

ہے اگر ایمان کی کچھ تجھمین بو — منہ سے کہنا کچھ نہین ہی کارگر — ہو نہ جبتک قول کا دل مین اثر

حال تیرا مینے اے مردِ خدا — کر دیا رمز و کنایہ مین ادا — کیا زن و فرزند اور گر سیا امیر — ہی یہ حال اپنا ہی اے مردِ خبیر

ہی یہی بہتر کہ کر دیجے بیان — حال مین غیرون کے سب رازِ نہان — مغز وہ سمجھے گا جو فرزانہ ہو — احمقون کیواسطے افسانہ ہو

غور کر دل مین کہ تو ہے وہ امیر — اور شاہنشاہ ہی رب قدیر — جنگ وہ کیا ہی کہ سب دنیا کی کام — جنمین تو مصروف رہتا ہی مدام

طبع تیری جفت ہی اے بیخبر — جس سے پیدا ہوئین دختر اور پسر — ہونگے دامنگیر یہ مثلِ ولد — سوکے تدبیر ہی ہے لیکن وہ ہی خوار

غلبہ جس خصلت کا ہوگا ای پسر — حشر و جہ ہے ترا اوس شکل پر — مثنوی مولوی مین دیکھ لے — جب ہے سیر ہو تو اسپ تیز رو

دو پسر ہین عقل و روح اے نوجوان — دختر انفس نکو اپنی کو جان — صید دنیا کا ہی بس صید حقیر — سیر فلک پہ اپنے گھوڑے کو کودا

عقل گر دنیا کی ہی جنجال مین — ہی جو یہ بیمار و نسبت بدتر حال مین — روح تیری اسپ پر گو ہی سوار — سیر فلک پہ اپنے گھوڑے کو کودا

چھوڑ کر عصفور دنیا مردکار — کرتا ہی مار معانی کا شکار — پیر کے کہنے پہ تنگ کر اور دو — سیر فلک پہ اپنے گھوڑے کو کودا

پوچھ حکمت تو بھی کوئی پیر سے — تا کرے آراستہ تدبیر سے — پیر کے کہنے کو لا دل سے بجا — سیر فلک پہ اپنے گھوڑے کو کودا

گر کریگا پیر کی خدمت سے تنگ — روح کا گھوڑا رہیگا کند لنگ — پیر کے کہنے کو لا دل سے بجا

پیر اس رہ کے ہین اصحابِ رسول — ایک سے ایک ہے زیادہ پر عدول — ہین ہدایت کے فلک کے وہ نجوم — سیر راہ دین ہین اے مردکار

عترتِ پیغمبر شمس الضحیٰ — سبط پیغمبر علی مرتضیٰ — اون کے سب اولاد اصحاب کبار — پیر راہ دین ہین اے مردکار

انکے احوال و خصائل پر نظر — جو حدیثون مین ہی دل سے غور کر — شیعہ و سنی سے ہے درگذر — پیر وہی ہے انکے رکھہ اپنی نظر

ہو کے سنی گر کرے اونکے خلاف — تو وہ سب سنی پنے ہے درد لاف — شیعہ ہو گر کرے ہر عکس کام — ہو وہ شیعہ پن سبھی بالکل نا تمام

ورنہ یہ شیعہ پنا تیرا ہے کیا — منہ سے کچھ کہتا ہی کرتا کچھ ہے اور — تھا معاذ اللہ کب یہ اونکا طور

فعل بد پر یہ ہے راغب ہر زمان — نفس کا جو کام ہی سو ہے دنی — نفس دون ہے لائق گردن زنی

انفس کو تو دخترِ زانیہ جان

کہتا تھا دم دم مین بھر کر آہ و واہ
چھپ گیا کیون کر بزیر ابر ماہ

آخرش دلالہ سے تفتیش کی
یہ جو زن بیٹھی تھی اوس جا کون تھی

نام کیا ہی اسکا رہتی ہی کہان
پیشہ کیا ہی کیون کھڑی تھی یہان

حال دلالہ نے اوسکا ایکبار
کر دیا سارا مفصل آشکار

پاس جب بستی کی جائے رات کو
پانسو پہلے روپے لیتی ہی وہ

آٹھ آنہ پہلے تو معمول تھا
ہو کے تائب بڑھ گئی اوسکی بہا

سنکے اوسکا حال وہ شائق ہوا
پانسو دیکر لیا جھٹپٹ بلا

جب تئین آوے نہ وہ رشک چمن
شوق سے اوسکے جوان تھا نعرہ زن

چین عاشق کو بھی ہوتی ہی کہین
جب تئین معشوق کو دیکھے نہین

عشق کا گر تجھمین بھی ہووے اثر
کام سے دنیا کے تو ہو کور و کر

کب ہو تیرے دل مین حب مال و جاہ
میل خاطر ہو اگر سوے الٰہ

رات کو وہ دونون مشتاق وصال
وصل کا پیتے رہے آب زلال

صبح کی بجتی ہی نوبت کے وہان
راہ سے مقصد ہوا وہ نوجوان

ہو گئی برج حمل مین سی بدر
مشتری و زہرہ یا شمس و قمر

ہو کے رخصت زن بھی اپنے آئی گھر
معصیت سے شب کے لیکن چشم تر

لیک کب ٹلتا ہی قسمت کا لکھا
گو کہ نہ دئین روتے روتے دے بہا

الغرض اسطرح شب کو بالدوام
آتا تھا کوئی نہ کوئی وان مدام

صاحب قسمت امیر نامدار
یا کوئی تاجر بہت سا مالدار

پھر کوئی ہر شب کو آوے تھا عیان
پانسو دے جس سے دن کو وہ جوان

دیکے مبلغ پانسو اوسکے تئین
اس سے ہوتا تھا سدا خلوت گزین

کیونکہ ہر شب زن کی قسمت مین زنا
تھا بلا تاخیر و مہلت کے لکھا

مدت اک ماہ جب ہو لی بسر
اور ہوا حاصل بہت سا مال و زر

اپنے رہنے کے لیے زن نے وہان
خوب بنوایا مکلف کا مکان

فرش اور چھت بند سے کر کے درست
پردے اور ڈوریکا سب سامان چست

باندئین دو چار خدمت کی لیے
مول لے تا اونسے خاطر خوش رہے

زیور اور پوشاک گوناگون بنا
سب لباس آراستہ اپنا کیا

تاش و زربفت و مشجر باد لا
دل نے جو چاہا وہی اوسنے کیا

رہتی تھی عورت لیکن صبح و شام
پیر کی خدمت مین حاضر بالدوام

دمبدم ہوتی تھی سوجی سی فدا
مرد حاجی پر ہمیشہ دلربا

کر کے آخر چند پند دلپذیر
زن سے پھر رخصت ہوا وہ مرد پیر

گو کہ کی منت سماجت بیشمار
لیک حاجی نی نمانا زینہار

رخصت اوس سے جب ہوا وہ مرد پیر
دام غم مین ہو گئی عورت اسیر

ہو گیا دل اوسکا غم سی پاشپاش
دمبدم کھینچے تھی آہ جان خراش

غم کی ہاتھون سی ہوئی وہ لوٹ پوٹ
بال اپنی سر کے سب ڈالی کھسوٹ

جب نکل کر شہر سے حاجی چلا
وہ فرشتہ تیسرا حاضر ہوا

بر طریق سنت خیر الانام
مرد حاجی نی کیا اوسکو سلام

پھر ملک سے پیر نے تفتیش کی
کسلیے پھرتے ہو صحرا مین اخی

تمکو اس جنگل مین کیا ہی گفتگو
کیجے کچھ ہمسے بیان احوال کو

جب فرشتہ نے جواب اوسکو دیا
راز ناگفتہ کو تجھسے کہدیا

تھا مقدر اوسکی قسمت مین جو یار
کر دیا وہ مینے تجھسے آشکار

حق تعالے کا ہوا مجھپر عتاب
اوسکے بدلے مین ہے ناسخ آب و تاب

لاتا ہون ہر روز مین کر کی تلاش
اک امیر نامدار و خوش قماش

کر کے سو تدبیر مرد مالدار
لاتا ہون ہر روز اس بستی مین یار

تا کہ دے اس زن کو وہ پانصد روپے
اور روپے دیکر زنا شب کو کرے

کیونکہ ہر شب اوسکی قسمت مین زنا
حکم حق سی مینے اول تھا لکھا

لیک مین جو کر دیا افشاء راز
اسلیے ہی مجھپہ یہ رنج دراز

جب سے اس عورت نے کھائی ہی قسم
پانسو سی مین نہ لونگی شب کو کم

جب سے ہی مجکو بھی یہ حکم الٰہ
پھرتا ہون اس جستجو مین مین تباہ

راز غیبی پوچھکر تو نے کیا
اس بلا مین مجکو ناحق مبتلا

حال یہ کہکر ملک غائب ہوا
اور حاجی حرم آگے چلا

مین ہون اندھی اور تو ہی راہبر
ہاتھ مین تیرے ہی اپنا خیر و شر

گر ہمین چاہے کوئین مین دے گرا
باغ کا چاہے تو رستا دے بتا

جو کہے مرشد کے کہنے کے خلاف
ہی وہ مرتد طریقت در دو لاف

آپ پر مت کر قیاس اصفیا
تو ہے مدقوق اس سے پائی ہی سزا

جو وہ کھاوے اوسکو ہی وہ نوش جان
تیری بد پرہیزی ہی نقصان جان

تجکو ہر شے مین ہی لازم احتیاط
کب ضرر کرتا ہی اوسکو اختلاط

اختلاط خلق ہے تجکو تو سم
اختلاف اوسکا ہی تالیف امم

اختلاف اوسکا ہی تالیف قلوب
تجکو خلوت اور تنہائی ہی خوب

حکم ہے بیمار کا نوع دگر
اپنے اوپر کر قیاس اور کر نظر

یون کہا حاجی نے ای رای غبی
یاد رکھ تو عند ظن عند لی

یعنی جو مجکو کرے بندہ گمان
مین وہی کرتا ہون قدرت سے عیان

اوسکو گر بخشش کا ہو راسخ یقین
مین اوسے بخشونگا بیشک یوم دین

سب سمجھے گر وہ غفاری کی شان
مین اوسے دوزخ مین دونگا بیگمان

ہی مری رزاقیون پر گر یقین
رزق کی ہرگز کمی اوسکو نہین

ہو ولیکن چست اوسکا اعتقاد
دل مین جو مانگے وہی پاوے مراد

اسمین کرتا ہی ولے وہ امتحان
چاہیے تجکو نہو جانیم جان

امتحان مین جو ہوا ثابت قدم
پہونچا وہ مطلب کو اپنی بیش و کم

دل مین اپنی چست کر تو اعتقاد
صدق دل سی مانگ پھر اپنی مراد

تو سمجھتا ہی جسے زر خطیر
ہی زیادہ ذرہ سے وہ وان حقیر

ذہن مین تیرے بہت ہین پانسو
ہین وہان ذرے سی کم اے نیک خو

کم تجھے دے کوئی پانصد سی اگر
تو کبھو مت ملتفت ہو جے اودھر

لے روپے اور جا کے اپنا کام کر
میرے کہنے پر ولے رکھنا نظر

اپنا سب اسباب ظاہر کر درست
کار حق مین رہ ولے چالاک و چست

شب کو صادر ہوا گر تجھسے زنا
دنکو تو توبہ سے کر اوسکو فنا

گو کہ ہے تو اس بلا مین مبتلا
دل سے لیکن جانیے اسکو برا

گو گنہ دن مین کرے ہفتاد بار
جب کرے توبہ تو بخشے کردگار

جب تئین ہی باب یہ توبہ کا وا
ہی ندامت سی گنہ کے فائدا

وقت توبہ صدق نیت شرط ہی
گو گنہ صادر ہون تجھسے پے بہ پے

پھر اگر صادر ہو استغفار کر
رہ نہ اپنے کام سے تو بیخبر

ہی تلافی خوف کی جا ایمنی
خاکیون کیواسطے رحمت بنی

الغرض اپنے مکان مین اسکے زن
خوف سی حق کی وہ ہی نعرہ زن

یہ لگی کہنے کہ اے میرے خدا
مجھسے ہو یہ فعل تجھسے یہ عطا

مجھسے ہو بد فعلی و خیرہ سری
تجھسے ایسا حلم و بندہ پروری

کر کے تو اپنی خدائی پر نظر
فعل بد سے میرے یارب درگذر

گریہ و زاری مین دن گذرا تمام
آگیا اتنی مین آخر وقت شام

کر کے وہ آراستہ اپنا بدن
بیٹھی اک مونڈھی پہ وہ غنچہ دہن

مسی و کاجل سے ہو کر وہ درست
دلربائی کے کیے سامان چست

اودا جوڑا ایک شبنم کا نیا
جسطرح سورج پہ ہو کالی گھٹا

بر سر رہ بیٹھی وہ رشک پری
اپنی دکھلاتی تھی شان دلبری

ہر اک اوسکا جان سے شائق ہوا
حسن پر اوسکے ہوئی خلقت فدا

سو طرح پیغام آئے خلق کے
لیک اوسنی اک قلم سب رد کیے

گذری جب انکار مین تھوڑی سی رات
قدرت حق سی ہوئی یون واردات

ناگہان وارد ہوا ابن امیر
اوس سرا کے پاس با فوج کثیر

متصل اوسجا کے آ ڈیرا کیا
شہر مین اک شور و غل برپا ہوا

سیر کرتی تھی کھڑی زن بھی وہان
آگئی اوسکی سواری ناگہان

دیکھکر اوس زن کو وہ ابن امیر
ہو گیا دام محبت مین اسیر

قدرت حق ہی جو کچھ چاہے کرے
جسکے دل کو چاہے جس سے ربط دے

کر دیا مجنون کو لیلی پر فدا
حسن اوسکا گو کہ کچھ ایسا نتھا

رخ کے یوسف کی دکھا مخفی بہار
دل زلیخا کا کیا ناگہ فگار

سیر کر آئی وہان سے زن چلی
سخت اودھر اوسکو ہوئی بس بیکلی

تھا سبب اوس فعل کا یہ قدرتی
دیکھنے والیکے دل مین کھپ گئی
تھا لکھا تقدیر مین اوسکے زنا
غیب سے اوسکا سبب ظاہر ہوا

ہے مسبب ہر سبب کا کردگار
غیب سے کرتا ہی اسباب آشکار
زور سے چھٹوا کے تاجر کا دیار
کھینچکر لائی اوسے تقدیر نار

تو جو کچھ کرتا ہی سارے کاروبار
ہین فقط تقدیر کے یہ اختیار
ترے چاہے سے اگر ہوتی درست
تو نہوتا کام تیرا کوئی سست

کرتا سب آراستہ تدبیر سے
خوف کیا ہوتا تجھے تقدیر سے
کارگر ہوتی ہے جب تدبیر کار
ہو مطابق اوسکے گر تقدیر یار

شوق سی تو کام مین تدبیر کر
پر توکل دل سے رکھ تقدیر پر
ہو وہی کاسب حبیب اللہ کا
کسب کو سمجھے وسیلہ راہ کا

کسب کو رزاق تو اپنا نجان
ہی اوسکی یہ بھی رزاقی کی شان
گر نہ دے وہ فہم یا ذہن و ذکا
کسب کرنا کیا ہمارا پیش جا

گر نہ دے وہ زور و جسم و دست و پا
کسب تو ظاہر کرے کیونکر بتا
تو جو ہی پابند اسباب خراب
ہین سبب ظاہر کی باطن کا حجاب

جو کوئی اس راہ کے ہین راہبر
اونکی رہتی ہی سبب پر ہی نظر
ہوتے گر اسباب ظاہر کارگر
آگ کیون گل ہوتی ابراہیم پر

بحر دیتا کسلیے موسی کو راہ
مچھلی کیونکر رکھتی یونس کو نگاہ
کوہ کیون داؤد کو دیتا پناہ
پشہ کیون نمرود کو کرتا تباہ

غار کے اندر محمد مصطفے
کافرون کے جس سے کیون مخفی رہا
غار کے اندر پیمبر کو وہ مار
نیش سی کرتا نہ کیونکر دل فگار

ہین یہ سب اسباب قدرت کے ظہور
گر موثر انکو سمجھے ہے قصور
کہتا مین کچھ اور راز مستتر
تاجر و زن گر نہوتی منتظر

یاد آیا مجکو اونکا اشتیاق
اب ادھر جاتا ہون مین ہذا فراق
الغرض پہونچا وہان پیغام بر
جا کے تاجر کو مفصل دی خبر

کی بیان سب اوسکی شان دلبری
شکل و صورت مین ہی وہ رشک پری
غمزہ و ناز و ادا حسن بتان
چشم و گوش و عارض لب اور دہان

ایک سی ایک اوسکا ہی مرغوب تر
کہیے کیا ہر شی ہی اوسمین خوب تر
شستہ و رفتہ ہی اوسکی بول چال
گلشن خوبی کا ہے وہ نونہال

پہلے بھی تاجر تھا جویاے وصال
سنکے یہ باتین ہوا آشفتہ حال
پانسو دیکر غرض اسکو بلا
بہرہ ور وہ وصل سے زنگی ہوا

آب وصل یار کی نار فراق
بجھ گئی جب کم ہوا وہ اشتیاق
سو دل و جان سے ہوا اوسپر فدا
درد دل کے مرد کی زن ہی دوا

زن کی پیدائش ہی مردون کے لیے
تا تسلی اسکے باطن کو کرے
یہ بھی ہی انعام و الطاف خدا
ذکر ہی قرآن مین اسکا جابجا

ناقص العقل انکو اس خاطر کیا
مرد سے رغبت ہو کلی انکو تا
احمقی سے اپنے ہو اسپر فدا
خشم و غصہ مرد کا سب نی بتا

مرد و زن مین خوب ہو پیوستگی
اسکو اوسکے ساتھ ہو دلبستگی
سمجھے اوسکے ظلم اور جور و جفا
احمقی سی اپنے حق مین کیمیا

مرد سے ہو عقل کا زنگی کمال
ہی زن و بیش و خرابی و وبال
کیونکہ ہین زن کو بجز حظ جماع
مرد سے صدہا طرح کے انتفاع

ہی زن بے مرد کو کہنا بجا
آدمی گویا کہ ہی بیدست و پا
ہو گیا جس وقت ہنگام سحر
ہو کے رخصت آئی عورت اپنے گھر

کی نہا دھو کر ادا اوسنے نماز
با خشوع و با خضوع و با نیاز
ہاتھ اوٹھا اور مانگ کر حق سی دعا
لائی سجدہ شکر کا پھر وہ بجا

زن نکلتے ہی روپے دے رات کے
پیر مرشد کے گئی خدمت مین لے
رکھ کے وہ سارے روپے زیر قدم
صدقے اور قربان ہوتی دمبدم

دست بستہ ہو کے پھر کہنے لگی
بخشیو جو کچھ خطا مجھسے ہوئی
مین حماقت سی جو کی تھی گفتگو
جہل سی پہونچی نہ اوسکے کہنے کو

تھا ترا ارشاد بالکل کیمیا
جہل سے مین کچھ نسمجھی مدعا
تجھپہ جو روشن ہی مثل آفتاب
ہمسے ہین اوسپر ہزارون ہی نقاب

نار شہوت نے کیا اوسکو تباہ
قلبہ شیطان سی ہو تندی باہ

نار شہوت سے بچین ہین مرد دین
کور و کر کر دے ہی یہ سب کے تئین

ہوے ہے جب یہ نار شہوت شعلہ زن
نے زمین قابو مین تیرے نے بدن

زور شہوت سے ہی بس تو کور و کر
دین اور دنیا سی ہو جا بے خبر

جب وہ شعلہ آگ کا ہو جا فرو
سمجھے پھر تو خیر کو اور شر کو

جو بچا اس سے ہوا بیشک ولی
ہو گیا پرہیزگار اور متقی

ایک دلالہ سے تاجر نے کہا
زن کوئی اچھی شکیلا جلد لا

لیک عورت عمر مین ہو نوجوان
خوش ادا خوش شکل خوش قد بیان

جب کہا دلالہ نے وہ ماجرا
ایک عورت ہی نہایت دلربا

خوب سیرت پاک طینت نیک خو
نکتہ دان و نکتہ سنج و بذلہ جو

طرز و طور اوسکا نہایت ہے درست
کام مین اپنے بہت چالاک و چست

لیکن اسنے آج کھائی ہے قسم
پانسو مبلغ سی مین لونگی نہ کم

ایک شب کے دے مجھے پانصد اگر
ہووے صحبت سے مرے تب بہرہ ور

شام سی ابتک یہی تھی گفتگو
کم نہ لیگی پانسو سے وہ کبھو

نادرہ زن کوئی یان ایسی نہین
تا کہ ہو آکر تمھارے ہمنشین

جب سنا تاجر نے یہ قصہ عجیب
بھیجا زن کے پاس فوراً اک نقیب

تا کرے دریافت اوسکے حال کو
طور و طرز و شکل و قیل و قال کو

آکے پھر ہمسے کہے وہ نازنین
قابل صحبت ہی اپنے یا نہین

ساتھ دلالہ کے تاجر نے نقیب
کر دیا ہشیار دانا و لبیب

جا کے دلالہ نے اوس زن سے کہا
آنیکا تاجر کے سارا ماجرا

دیکھنے کو تیرے بھیجا ہی نقیب
گر خدا چاہی کھلین تیرے نصیب

کھول دل اور کر ذرا اس سے کلام
اس ہما سعد کو لا زیر دام

کر کے استغنا دیا زن نے جواب
تو عبث کرتی ہی اتنا اضطراب

مین وہی ہون کچھ نہین بدلی ذری
شکل و صورت تھی قدیمی ہی وہی

لغو ہی تیری یہ ساری جستجو
پانسو بن مین نجاؤنگی کبھو

ہی عبث یہ دیکھنا اور بھالنا
تیرا آنا ہی فقط جھک مارنا

تنگ مجھکو ای بوا ہر دم نکر
کیون پھرے ہی خیر سی جا اپنی گھر

فعل بد پر جو کوئی ہووے معین
اوسکو بھی پکڑے ہی رب العالمین

مین بدل ہوتی ہون اوس سے ایک سو
دمبدم مجکو یہی ہی جستجو

کون تاجر اور ہی کیسا نقیب
گوشۂ عزلت ہی اور میرے نصیب

جیسے ہون اس فعل بد سے مین تنگ
نام سی اسکے مجھے آتا ہی ننگ

یہ جو آیا ساتھ میرے مردوا
میرے دم دینے کو لائی ہی بھلا

جانتی ہون مین یہ ہی مکر و دغا
تو مجھے دینے کو جل آئی ہی کیا

ہین ہمارے تیری دل کی توتیا
چٹکی کیون جوڑے ہی دمدم مین نیا

کر خدا کا خوف ہر دم اوس سے ڈر
ٹھٹھے مجھسے ایسے بیمعنی نکر

خیر ہی چل دور ہو مجھسے پرے
اس دل دیوانہ کو سب دے مرے

دیکھکر اوسکو خفا بولا نقیب
ہی ترش روئی تری امر عجیب

یہ تری شکل اور شستہ گفتگو
چاہیے اسپر کہ ہو خلق نکو

ہی یہ دلالہ سراسر بے قصور
کہنا اسکا کذب سے مطلق ہی دور

جو کہ کہتی ہی بلا کم اور کاست
کچھ نہین فرق اوسمین ہے وحدت کی بات

تو نہا دھو کر ذرا تیار ہو
مین روپے لاتا ہون مت بیزار ہو

ہی ترا مشتاق بیحد وہ جوان
دیر اتنی ہی کہ مین پہونچون وہان

آپ ناحق اسپہ ہوتی ہین خفا
مین پیام وصل کرتا ہون ادا

ہی مثل مشہور اے نیکو خصال
ایلچی کو کچھ نہین ہوتا زوال

ہی ادھر مشتاق تاجر تو ادھر
بیخطا ہی بیچ مین پیغام بر

اب ذرا موقوف غصہ کیجیے
گود مین اپنے روپے پھر لیجیے

اوسپہ کیجے اپنے نکتوڑے عیان
بندۂ الفت ہین مملو مہربان

سنکے یہ باتین ہوئی وہ نرم دل
سخت گوئی سی ہوئی اپنی خجل

عذر اون دونون سے پھر زن نے کیا
بخشنا تم جو کوئی مجھسے خطا

یہ تھا سر غیب و قدرت کا ظہور
زن نظر آئی اوسے مانند حور

پھر ہوا حد سے زیادہ اشتیاق — ہوگئی طاقت جو انکی دل سے طاق — بھیجا پھر دلالہ کو عورت کے پاس — کرکے منت اور سماجت بے قیاس

یہ کہا دلالہ سے جا جلد تر — ایک دو پر تو نکرنا کچھ نظر — جسطرح ہو سکے اوسے لے آئیے — جو وہ مانگے تو وہی دے آئیے

دس روپے تک تو تجھے ہے اختیار — جتنے لے دیکر اوسے لا ایکبار — لالچ سے مجھ تک تو ایسا مکر کر — لالچ سے دنیا ہو حاصل بے قصور

کام دنیا کے ہین سب مکر و فریب — ہی دغا و جھوٹ سے جب اوسکو ریب — زور سے دنیا ہو حاصل بے قصور — حب دنیا ہی بلائے جان خراش

کچھ نہین ہی اسمین بجز راستی — ہر ہر اجزا مین ہی اسکے سو کجی — بخل و طمع و تہمت و شر و زنا

مثل رغبت زدی و ظلم و حیا — کفر و فسق و ظلمت و حرص و ہوا — تو ہے طالب سکا باللہ بانیاز

جمع ان اجزا کو کرکے ایک جا — نام اوس معجون کا دنیا دھرا — کیسے کیسے طور سے ترغیب دی

سوچ لے تو آپ ہی اسکا مآل — مین کرون تجھسے کہانتک قیل و قال — لیک عورت نے نہ اوسکی داد دی

گر لکھون تفصیل سے اونکے کلام — تو نہو ہرگز یہ قصہ اختتام — پانسو کا لیک وہ اثبات تھا

پہونچی نوبت رفتہ رفتہ اوس تئین — تھا جواب اوسکا فقط لفظ نہین — مارنے کا فعل تو ثابت رہا

ہی حقیقت نفی کی اثبات فعل — گو نہین یہ بدسہی ہی ذات فعل — طالب پانصد تو تھی وہ بیگمان

گر نہو گا روز وہ ہوگا عمر — ہی ثبوت فعل ضرب اے بیخبر — تا عوض اسکا ملے بے انتہا

جب دسون کو کر دیا اوسنے تئین — تب ملینگے پانسو اوسکے تئین — پہنچے کب اعلے کو بندیکا گمان

دس کے کہونیسے ملے پانصد یہان — ہی یہان کی تو عطا بخشش زیان — ایک دانا گر زمین مین تو نہ تھا

راہ حق مین گر نہو وے تو فنا — ہی ترا نقصان کلی اے فنا — ہوگیا ناچار مرد وصل جو

تو اگر راہ خدا مین ہو فنا — دیگا کیا کچھ عوض اوسکے مین خدا — پانسو ہوتے روپے اس پاس اگر

شوق اسکا گرچہ تھا بے فزون — پانسو تھے لیک طاقت سے برون — ہر اک اوسکے وصل کا جویا ہوا

مفلسی سے لیک یہ مجبور تھا — بے سر و سامان و بیمقدور تھا — سو روپے تک پہونچی نوبت الکلام

آتا تھا ہر اک کے دل مین خیال — ملیے اوس سے تا کہ ہو معلوم حال — مین کہان اور سو روپے کہان کے کہان

جب تو آیا دل مین کچھ ان کے یقین — لغو یہ ارشاد مرشد کا نہین — ہی عروس وصل جانان پانصد جواب

جو کہا آٹھ آنے پیچھے تھے بھی دیے — پیچھے ہین ہر ایک شب کے سو روپے — ورنہ وہ ہمین کرے کچھ تنگ نہ دو

دیدیا پانصد روپے خوش دل مین ہو — اور باقی لغو ہے سب گفتگو — پانسو کرتی ہی عورت طلب

پانسو پھر نقد دیتے ہو قسم — ہان وہ خرمہرہ ہے اس سے زر نہ کم — ایک تاجر آوہان وارد ہوا

اوڈھٹ کر سب گئے پیغام بر — ابلہون نے اسقدر خرچا نہ زر — اور ہوا شہوت سے تاجر بے قرار

متصل حجلہ کی تھی اوس جا سرا — اوس جوان نے آوہان ڈیرا کیا — اوسکے ہمراہی ہوے مصروف کار

یہ ارادہ کرکے تجھپہ یک قلم
سیرو کا جل کیا اوس روز کو
کرکے وہ موقوف سب اپنا نگار
ہوگئی مشغول یادِ کردگار

ایک گوشہ مین مصلے کو بچھا
کرتی تھی تنہائی مین یادِ خدا
اضطرابِ دل سے یا آہ و فغان
اوسکی یہ تسبیح تھی ورد و زبان

یا مجیر و یا مجیر و یا مجیر
یا بصیر و یا بصیر و یا بصیر
اے خدائے ذوالجلال و مہربان
دستگیر عاجزان و ناتوان

اے مرے ہر درد کے پشت و پناہ
ہی گنہگار و نکا تجھسے ہی نباہ
بخش میرے مرضِ باطن کو شفا
کر کرم سے حاجتین میری روا

گو کہ مین بدکار و نافرجام ہون
بدطریق و بدچلن بدنام ہون
ہی بدون کا کون جز تیرے کفیل
ہوے تو بھی کام کا نعم الوکیل

اپنے خالق سے بصد درد و نیاز
دل کا ظاہر کرہی سوز و گداز
وہی حل کا ہی منظورِ نظر
اضطرابِ دل وہان ہی کارگر

آدمی جب غم سے ہو کر بیقرار
مانگتا ہی کچھ دعا بالاضطرار
اپنی رحمت سے وہ کرتا ہی قبول
بات ہی یہ کام کی اسکو یہ بھول

گر رکھی ہر وقت تو اسپر نگاہ
تو نہ آوے کچھ بلا و جان کاہ
گردشِ گردون سے وہ رکھتا ہی حساب
واہوا عالم پہ ظلماتِ نقاب

عادتِ معہودہ پر کرکے قیاس
یون کہا زن نے کہ اوٹھے خستہ جان
تجکو بلواتا ہے مخفی وہ جوان
چلنے مین تاخیر اپنے مت کرے

تیرے ملنے کا ہوا اوسکو اشتیاق
تو بھی جلدی سے ہو جھٹ پھوہند چاق
آج کہہ کسواسطے ہے تو اودھر
کر رہی ہو کس سے خفیہ گفتگو

لائی ہون پیغام یار مہربان
چھوڑ خاموشی کو ہو تو شادمان
مین دیا وہ چھوڑ فعلِ خاصواب
آٹھ آنے پہ ہون مین کب دستیاب

رزق قدرت سے مجھے دیگا الہ
تو کرون اس مکر توبہ کو پرے
پھر نہ آنا پاس میرے تو کبھو
منقطع کر مجھسے پہلی آرزو

رکھیے ایسے شخص کی تو جستجو
قصہ دلالہ نے سنکر کیا
اور لگی کہنے تجھے کیا ہو گیا
جلد کروا اپنا جی بی تو علاج

خبط دماغ لیا ہے یا جنون
مانیا ہی یا صبا یا یا جنون
مغز مین تیرے ہوا سودا المزاج
ہی یہی بیماریے باطن کا حال

پھر کسی شی سے نہو گا فائدا
کہنہ ہو کر مرتسم گر یہ ہوا
سہل ہی اول مین تو اسکا زوال
روکے گر تو نفس کو باجدوکد

تو ہے صدق دل سے رو سو رو کرے
گر رگے اول مین تو عصیان سے
چھوڑ بیہودہ قصے سب فعلِ بد
جب گئی وہ عادت بد اے لبیب

عادتِ بد کو خدا تیری مٹا
نفس کی غربت بھی فعلِ بد ہی جا
صحت باطن کی ہوتی تجکو نصیب
مت سمجھنا دق ہے دق ظاہری

ہو وہ بیماری دق اے مستمند
جبکہ مسمر ہوے وہ خوی پسند
کرکے ہو جا آدمی جس سے بری
گرمی تن بعد مرنیکے ہو دور

ہی یہان اس دق سے ایسی دق مراد
نار دق باطنی کو ہو ظہور
ایک شعلہ نار باطن کا فتا
ہو یہ وہ آتش کا لبسوز و خروش

بحر عالم کو کرے وہ مین فنا
آب آنسو کا ہی اوس دق کی دوا
ہو کشندہ اوسکا آب چشم بار
دردِ دل جسے تو سدا رکھا کبا

تھا وہ دیکھے وہ فنی کا ماجرا
زن کا ہی مشتاق چکلی مین جوان
تو نہ پہونچا یا اوسے سوے سما
عالم ظاہر کی ہے وہ گفتگو

الغرض دلالہ اولٹی ہٹ گئی
جب سنا اوس شخص نے کار زن
عشق سینہ مین ہوا سپر شعلہ زن

دل مین ہی اوسوقت تجکو یہ یقین
قتل کی میری انھین قدرت نہین
لغو ہین انکی ارادے یہ سبھی
جو خدا چاہی گا بس ہوگا وہی

گر نہ جھپکے ایسی حالت مین پلک
ہو گمان و وہم جب خاطر سے حک
ہو نہ مطلق دل کے اوپر اضطرار
جب ہوا تو بندۂ پروردگار

جب خدا پر ہو ترا ایمان چست
ورنہ بھائی ہی ترا اسلام سست
جنکو ہم سمجھین ہین دل مین مومنین
پورا ایمان بھی ذرا اس مین نہین

ہو عقیدہ آدمی کا جبکہ سست
گوشت کھانے سے ہو کب ایمان درست
ہی سوا اس سے بھی پھر عین الیقین
دخل کب اسجا مین ہی تیرے تئین

اوس سے بالاتر ہی پھر حق الیقین
ہی وہ حق انبیا و واصلین
رتبۂ ادنے سے فرسنگون بعید
تو یقین سے ہی بلا شک اے رشید

ہین یہ سب صوم و صلواۃ ظاہری
ارث جدے ترکہاے مادری
جو عمل دیکھے ہے کرنا اور کو
نقل اوسکی تو کرے ہے ہو بہو

خوف ہی دل مین نکچھ ذوق ای پسر
اسلیے ظاہر نہین اس کا اثر
عادتاً ہی وہ نہین اوسمین مزا
گر یقین پیدا کہ تجھسے ذائقا

ہو یقین دل مین ترے راسخ اگر
جو کرے تو اوسکے ظاہر ہون ثمر
جب کھڑا مسجد مین ہو بہر نماز
دل مین پیدا ہون عجب درد و نیاز

ہی کھڑا گویا خدا کے روبرو
کرتا ہی مالک سے اپنے گفتگو
روبرو ہی مالک جبار کے
باتین سنتا ہی شہ قہار کے

دیکھکر اوس شاہ کا جاہ و جلال
ہو تغیر رنگ مین میرے کمال
قہر کی دہشت سے اوسکی ہو کے دنگ
زرد ہوا اکبارگی چہرے کا رنگ

رحم پر جب اوسکی آجاوی خیال
رنگ چہرے کا خوشی سے ہو بحال
ہی نماز خاص معراج انام
کیونکہ ہی وہ شاہ کا دربار عام

خود خدا سے جب کرے تو گفتگو
کیا زیادہ اس سے زیبا اور ہو
لیک تو سمجھے ہی تحریک سرین
اسلیے لذت تجھے اوسمین نہین

ہو یقین سے گر ترے کچھ دل مین نور
خطرے بالکل ہون ترے سینے سے دور
جب حضور قلب و استغراق ہو
چھوڑنا اوسکا نہایت شاق ہو

جب تو جانے کیا ہی یہ صوم و صلواۃ
کیون ہوئے ہین فرض یہ حج و زکاۃ
گر نہین حاضر وہ شاہ مستطاب
تو کرے ہی پھر بتا کسکو خطاب

گر مخاطب سامنے حاضر نہین
لغو ہین میری نماز ای مرد دین
بحر حیرت مین رہی ہی ڈوب زن
تو نکال اوسکو ذرا چلکر حسن

اس سخن کی کچھ نہین ہی انتہا
اب بیان کر تو وہ زن کا ماجرا

## اب بیان ہی آنا ایک تاجر کا اوس چکلے مین اور دینا پانسو روپے کا اوس عورت کو اور بلانا بڑے شوق سے رات کو اپنے پاس

عرض کی عورت نے ای فرخندہ خو
فرق مجھسے کچھ نہوگا ایک مو
سعی تو کرنی ہمارا کار ہی
ہو نہو اسکا خدا مختار ہے

ہی یقین دل کیا اپنا درست
اور کمر باندھی ترے کہنے پہ چست
گو خلاف عقل میری ہی یہ کام
کر سکے ہی حق تعالے انصرام

مخمصے کی جب تلک حالت نہو
بھولنے کی مین نہین اس حکم کو
مخمصے مین ہی روا مردار بھی
ہو ہی جایز گر کرے بدکار بھی

آئی زن القصہ بعد از گفتگو
اپنے رہنے کی مکان مین ایک سو
دل مین لیکن کر رہی تھی قیل و قال
دیکھیے اس امر کا کیا ہو مآل

ایک ہفتہ مین تو یہ راز نہان
آشکارا ہوگا کر تو امتحان
پھر ارادہ اپنے دل مین کرکے چست
ہو گئی اس امر تنہی سے وہ سست

دل مین تھا اوس مرد حاجی کے یقین
مرد بن شبکو یہ رہنے کی نہین
کیونکہ ہی قسمت مین اس زن کے لکھا
یہ ہی خالی نہ اک شب بے زنا

آپ کو روکے اگر یہ ایک شب
غیب سے ہوگا کوئی ایسا سبب
ہو یہان بیشک گذر اوس شخص کا
پانسو دے اور کرے اس سے زنا

کوئی مٹتا ہی لکھا تقدیر کا
تو عبث پابند ہی تدبیر کا
بھیجدیگا کوئی ایسا آدمی
کیا خدا کے ہے خزانے مین کمی

## اعتراض کرنا اوس عورت کا مرد حاجی پر کہ یہ بات برخلاف عقل ہی

سنکے عورت نے دیا اوسکو جواب
ہی ترا ارشاد سب حق و ثواب
تیرا فرمانا سراسر ہے بجا
پہونچے اسکی تہ کو میری عقل کیا

تیرے کہنے مین نہین مطلق قصور
پر یہ میری فہم سی ہی بات دور
آٹھ آنے پر مری اوقات ہی
کون دے میرے تئین اتنے روپے

مدتین میری ہوئی اس جا بسر
جانتا ہی مجکو حضرت ہر بشر
آٹھ آنے کے سوا اے نیکخو
پورا مبلغ مین نہین دیکھا کبھو

کرتی ہون جب سیکڑون ناز و نیاز
آٹھ آنے جب گرہ سی ہون ہین باز
غمزہ و ناز و ادا و مکر و فن
مسّی اور سرمہ وہ کاجل بانکپن

کنگھی و چوٹی و موباف زری
چستی و چالاکی و عشوہ گری
ملکے پنڈے کی تئین عطر و پھلیل
اک پہر مین کرکے سو سو طرح کھیل

کرتی ہون نک سک کو اپنی مین درست
بنتی ہون مثل عروس نو کی چست
آٹھ آنے کے سوا اسپر کبھی
ایک روپیہ بھی نہین دیتا کوئی

چکلے کی کسبی ہین جتنی نوجوان
پھیکا ہی پکوان اونچی ہی دکان
پانسو مبلغ تو ملنے ہین محال
پانچ مین بھی مجکو ہین صدہا خیال

بحث ہی منظور مجکو نے جدال
ہی غرض اس گفتگو سی عرض حال
آپہی مین کرکے لیکن شبہ حل
کرتی ہون ارشاد پر تیرے عمل

## جواب دینا مرد حاجی کا اوس عورت کو اور مضبوط کرنا پانسو روپیہ پر

سنکے حاجی نے کہا اے بیخبر
بحث عقلی سب یہان ہی کور و کر
کار حق مین دخل بندیکو ہی کیا
موجد اسباب و علت ہی خدا

جسکو تو سمجھے ہی مال بے بہا
ہی وہان ذرّی سے کم وہ اے فتا
لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر
خار و خس سے بھی وہان یہ ہین بتر

ذہن مین تیرے جو کچھ ہی ہی محال
سہل ہی وہ پیش حق ذو الجلال
ہی عبث اسبات کا خطرہ تجھے
ہی وہ مالک جسقدر چاہی سو دے

پانسو کیا ہین وہان لاکھون بھی کم
اسمین تو مطلق نہ ہرگز مار دم
پانصد و پنجاہ ہزار و پنج لک
ہین وہان یہ کمتر از خار و خسک

چشم و گوش و عقل و ہوش و دست و پا
ہی ہر اک اعضا بدن مین بے بہا
دم کو تو کھوتا ہی ہر دم رایگان
ایک کی قیمت ہی یہ سارا جہان

اسطرح کے جو کہ کرتا ہون عطا
ہمین وہان پانصد روپے یہ چیز کیا
دم بخود ہو اور کچھ تو دم نمار
جو کہا ہی جا کی ہو مشغول کار

ہی خموشی حق مین تیرے کیمیا
ہوگا خاموشی سی تجکو راز وا
بند کر اس گفتگو سے تو زبان
پختہ کر تو دل کی اندر وہ گمان

حق تعالے کی طرف سی جو یقین
دل کی اندر ہو تو ہوتا ہی وہین
لیک بندے کی یقین مین روز و شب
کرتے ہین ہر لحظہ لوح دل سی حک

ہین یقین کی گرچہ رتبے بیشمار
لیک ادنا اوسکا مین کہتا ہون یار
خنجر پر کین و تیغ آبدار
کھینچین تیرے قتل پر ہژدہ ہزار

آتش سوزان مین پھینکے تجکو یا
اور تو ہووے معلق در ہوا
تو بھی تجکو کچھ نہو اونپر خیال
غیر ذات پاک رب ذو الجلال

زور جانسے اس تن حنانہ کا
خلق کو معلوم ہوتا ہے لگا
زور جان وہ ہے کہ جس سے مصطفےٰ
دم کے دم مین بیت اقصےٰ مین گیا

تو بھی گر کچھ آشنا ہے جان سے
تاکہ ہو بہرہ تجھے ایمان سے
انتہا رکھتا نہین ہے یہ سخن
منتظر عورت ہے بیعت کی حسن

منتظر بیٹھی ہے وہ تا ہو مرید
ہو گیا تو اوس سے فرسنگون بعید
اضطراب دل پہ کر اوسکے نظر
لے ذرا پھر ہٹ کے اوسکی تو خبر

## مرید کرنا حاجی کا اوس عورت کو اور تعلیم تلقین کرنا اور تدبیر کشایش رزق کی اوس عورت کے مطابق لکھی تقدیر کے کرنی اور کارگر ہونا اوس تدبیر کا

الغرض بعد از ہزاران التجا
مرد حاجی نے مرید اوسکو کیا
وقت بیعت کے بہت سے وعظ و پند
حق مین جو عورت کے دیکھے سودمند

پیر حاجی نے اوسے تعلیم کی
کم ہوئی فی الجملہ اوسکی بدرگی
سب سکھائے اوسکو ارکان نماز
ہم خشوع و ہم خضوع و ہم نیاز

مے کے پینے سے بھی وہ تائب ہوئی
سمجھی وہ پانچون بنا اسلام کی
فعل بد عورت کے سارے جز زنا
اسے حکمت سے کیے بالکل فنا

جانتا تھا یہ نچھوٹے گا زنا
اسلیے اسکا نہ وہ مانع ہوا
جانتا تھا پیر راز مستتر
ہے معاش اسکی زنا پہ منحصر

تھا لکھا قسمت مین جو اوسکے زنا
مانع اس باعث نہ وہ اسکا ہوا
جانتی تھی دل سے وہ اوسکو برا
لیک تھی مجبور از حکم قضا

کام جو ہو حکم سے تقدیر کے
پھر وہ کب موقوف ہو تدبیر سے
پیر نے اک روز اس زن سے کہا
پیشہ تیرا یہ اگرچہ ہے برا

ہے زنا پر منحصر تیری معاش
رات دن تجکو اسی کی ہے تلاش
دون تجھے مین تجھپہ اک ایسی صلاح
جسمین تجکو کچھ بہت سی ہو فلاح

رزق کی ظاہر مین ہو آسودگی
کم ہو فعل بد کی بھی آلودگی
گر کرے تو میرے کہنے پر عمل
رحم کچھ تجھپر کرے عز و جل

میرے کہنے پر اگر محکم ہو تو
رزق کی تنگی نہو ہرگز کبھو
سنکے یہ دل مین ہوئی مسرور زن
یون لگی کہنے کہ اے فرخ زمن

اک سر مو تیرے فرمانے سے فرق
کب ہو مجھسے گو کہ ہون مین خون مین غرق
ہو سلامت جب تئین بندی کا دم
تیرے کہنے سے نہو کچھ بیش و کم

## نصیحت کرنی اوس حاجی کی عورت کو کہ بغیر پانسو روپے کے کسیکے پاس نجاوے

عہد و پیمان چست سب جب ہو گیا
اوسنے تب یہ مرد حاجی سے کہا
عہد محکم دل مین تو یہ اپنے کر
دے مجھے بسنی روپے پانصد اگر

جب رکھونگی اوسکے بستر پر قدم
لونگی مین خرچی نہ ہرگز اس سے کم
ہو اگر طالب ترا کوئی بشر
اس سے گر کم دے تو تو انکار کر

گر کوئی دے پانسو سے ایک کم
اپنے حجرے سے نرکھہ باہر قدم
کوئی کیسی ہی تجھے ترغیب دے
اس سے تو خرچی نہ کم زنہار لے

صبر کرنے مین نہوگا کچھ حرج
صبر کر ہے صبر مفتاح الفرج
پاس آنیوالون کو تو منع کر
منع کا ظاہر ہوتا تجپر ثمر

منع سے ہوتی ہے حرص مرد تیز
منع سے ہوتی ہین یہ جنگ و ستیز
منع سے بدشکل جو آوے نظر
منع سے یہ خار کو سمجھے ثمر

منع جس شے سے کرو انسان کو
طبع راغب اوسکی بیشک اوسپہ ہو
تو بھی پاس آنے سے سبکو منع کر
تاکہ رغبت خلق کی ہو بیشتر

شب کو رہتی تھی جہان وہ بیحیا
لی وہان رہنے کو اسنے اپنی جا

ہمت باطن سے وہ مرد خدا
دل کو اوسکے اپنی جانب کھینچتا

کاہ کی اور کہربا کی گفتگو
کچھ کرے دریافت کب ہو غیر کو

دل کو دیتے ہین ہزارون رسم و راہ
کون سمجھے اوسکو جز علم الٰہ

یہ وہ مقناطیس ہے جس سے عمر
بت پرستی چھوڑ آئی دین پر

مدت یکماہ تک لیل و نہار
یاد حق مین وہ رہا مصروف کار

جانکر عابد اوسے اور پارسا
اعتقاد اوسکی بھی کچھ دل مین ہوا

صبح سے وہ شام تک دو چار بار
آتی اوسکی پاس باصد انکسار

رفتہ رفتہ دل مین زن کی اعتقاد
مرد حاجی کا ہوا حد سے زیاد

گو نہ تھا ظاہر کا پیغام و سلام
تھی دلی دونون کے آپس مین کلام

گر نہو وے معنوی پیوستگی
اسکی دکھ سے کیون ہو اوسکو خستگی

دست بستہ رہتی وہ حاضر مدام
اوسکی خدمت مین بذوق دل تمام

سب ملایا خاک مین ناموس و ننگ
ہون معاش ظاہری سے تو بھی تنگ

اجنبی بنکر کبھو ذکر امیر
کرتا اوس دختر سے پیر دستگیر

کیونکہ وہ کرتی تھی فعل نابکار
ذکر سے ماباپ کے آتی تھی عار

پیر سے کرتی تھی ہر دم التجا
کر مرید اپنا مجھے بہر خدا

تھی کشش یہ مرد حاجی کی پسر
جو ہوئی عورت کے دل پر کارگر

آدمی کرتا ہے جو ہمت کا کام
غیب سے وہ امر ہووے انصرام

دھیان اپنا تو ذرا اودھر لگا
مرد بن ہے حامی ہمت خدا

خوف فقر و ننگ درویشی تجھے
حب مال و الفت و خویشی تجھے

ہے تری نامردی و کم ہمتی
مکر و حیلہ اوس سے ہین سب اے اخی

تاج کرنا ہے تیرے فرق پر
پہونچے اس رتبہ کو کیونکر گاو خر

زور و قوت مین ہزارون اے فتا
جانور ہین اور تجھے بھی سوا

زور و جان تیرا اگر ہو آشکار
قلعہ کیا ہے تو اوکھاڑے کوہسار

زور جانسے ہو ہے معراج سما
زور جانسے آگ ہو بستان سرا

کی نکچھ دختر سے حاجی نے کلام
لیک تھا مصروف باطن سے تمام

کہتا ہے آہن سے جو آہن ربا
خلق ظاہر مین اوسے سمجھے ہے کیا

مہر کو یاقوت سے ہے جو کلام
سمجھے کب اس راز کو فہم عوام

کاملون کا دل ہے مقناطیس غیب
چاہے جسکو کھینچ لے بیشک و ریب

یہ وہ مقناطیس ہے جس سے ہلال
چھوڑ ظلمت کو ہوا بدر کمال

پیر کی ہمت ہوئی کچھ کارگر
دل پہ عورت کی ہوا ظاہر اثر

دست بستہ ہو کے باصد التجا
لائی وہ آداب و کورنش کو بجا

اسکی صحبت کو غنیمت جانتی
کہنا اسکا جان و دل سے مانتی

گر نہوتی دل کے اندر دل کو راہ
بن ملے ہوتی زلیخا کیون تباہ

گفتگو دل کو نہو گر دل سے بار
رنج لیلی سے ہو مجنون کیون فگار

نیشتر مارے اگر لیلی کے تو
رگ سے کیون مجنون کی جاری ہو لہو

مرد عارف سے یہ کہتی بارہا
حق مین کچھ للہ میرے کر دعا

خلق و الفت سے وہ پیر جور کش
حال اوسکا پوچھتا بیگانہ وش

لیک وہ پوشیدہ کرتی تھی نسب
تا نہو بدنام کچھ اوسکا حسب

معتقد حاجی کی وہ ایسی ہوئی
خواہش اوسکی ہاتھ پر بیعت کی کی

اولا گرتا رہا انکار پیر
لیک آخر ہو گیا ناچار پیر

ہمت مردان ہے آخر کارگر
مرد دین کر تو بھی ہمت جلد تر

کام کب ہو تجھمین گر ہمت نہو
فتح کب ہو دل مین گر جرات نہو

مرد بننا آدمی کا ہے محال
آتے ہین لاکھون تردد اور خیال

ترک سے دنیا کی کب مانع ہون یار
گر ہو ہمت تجھمین کچھ اے نابکار

کیر و خایہ پر اگر ہے مردمی
گاو خر ہین فوق تر از آدمی

وہ کرامت اور بزرگی درد ہے
کر اوسے حاصل اگر تو مرد ہے

زور ظاہر کیا ہے وہ ہے زور جان
جسکے آگے خس ہین کوہ آسمان

زور جانسے سست ہو خیبر کا در
زور جان سے ہوتا ہے شق القمر

زور جان سے ہو عصا کا اژدہا
زور جان سے ہو ہے تسبیح حصا

کاتب تقدیر نے اول بیان
کر دیا تھا پیر پر راز نہان

چشم نم ہو کر یہ حاجی نے کہا
بھائی ٹلتا ہی کہین حکم قضا

حال اوسکا گرچہ ہے ناگفتنی
پیشہ سب پیشون مین ہی اوسکا دنی

مجھپہ بالکل حال ہی اوسکا عیان
پونچھتا ہی عیب مجھسے ایجوان

ہی چھپانا راز غیرون سی بجا
ایک جان اک دل تو ہو پروا ہی کیا

مین ہون دل اور جانسی تمپر فدا
نیک کو اور بد کو مجھسے مت چھپا

تو جسے سمجھی ہی ہی زیر نقاب
مجھپہ وہ روشن ہی مثل آفتاب

ہی یہان دم مارنیکا کب مقام
کام مین حق کی ہی کیا دخل عوام

کر دیا ناچار ہو افشاے راز
اوس جوان نی بعد صد فکر دراز

حال بد وضعی کا اوسکی مو بمو
ہونا وہ بدنام اوسکا کو بکو

بھائیون کو جانسی کرنا تنگ
توڑنا وہ شیشۂ ناموس و ننگ

ہونا اوسکا ملک مین رسوا و خوار
اور کرنا رات دن بیہودہ کار

رنڈیون مین چکلے کو مل کر سدا
ناچتی ہی شہر مین وہ جا بجا

رات اور دن رہنا مشغول زنا
سب مفصل اسنی حاجی سی کہا

ہی فلانی شہر مین وہ بدقماش
اب زنا پر ہی فقط اوسکی معاش

نام اوسکا اور رہنی کا مکان
پیر کے اوپر کیا بالکل عیان

سنکے اوسکا حال پیر رہنما
دلمین اپنی سخت آزردہ ہوا

آخرش بعد از ہزاران التجا
حاجی بیت الحرم رخصت ہوا

باندھ کر جسدم کمر حاجی چلا
وہ فرشتہ دوسرا اسکو ملا

اوس سے کی حاجی نی پھر تفتیش حال
اور کیا اسجا پہ آنیکا سوال

مرد حاجی سی فرشتہ نے کہا
تجھسے مین جو راز مخفی کہدیا

اوس جوان کی ماجرا تقدیر کا
روز پیدائش کی جو افشا کیا

تیری منت اور سماجت سی کہا
ہو گئی مجھسی یہ اوسکی ہی خطا

حکم حق ہی ایک گھوڑا ڈھونڈھکر
مجکو پہونچانا ہمیشہ اوسکی گھر

مین کیا جو بھید کو قدرت کے وا
اس مصیبت مین ہوا ہون مبتلا

کاروان اسپ کو ترغیب دے
لاتا ہون اس شہر مین تدبیر سے

جمع پھر کرتا ہون مین اسبانکو
اوس جوان کو تا ملے اسپ نکو

صبح سی ہی شام تک میرا یہ کار
تیری خاطر ہی یہ مجھپر بار بار

وہ فرشتہ کہکے یہ غایب ہوا
حاجی بیت الحرم آگے چلا

## اب بیان ہی احوال دختر کا اوس امیر کی کہ پیشہ زنا کرتی تھی اور طوائفون مین چکلے کے رہتی تھی اور پہونچنا مرد حاجی کا بہت تلاش اور تجسس سے اوسکے پاس اور فہمائش کرنا حاجی کا اوس دختر کو اور تدبیر کرنی اوسکی جمعیت اور فراغت کی حکمت عملی سی مطابق تقدیر دختر کی

الغرض بعد از ہزاران جستجو
پہونچا یہ اوس شہر مین مردونکو

جو دیا تھا اوسنے دختر کا پتا
دیکھتا پھرتا تھا حاجی جابجا

آخرش جب کی بہت اوسکی تلاش
ملگئی میخانہ مین وہ بدقماش

می کی بدمستی سی غلطان خاک پر
سدہ نہ تنکی نہ بدن کی کچھ خبر

پیرہن مانند گل سو جا سی چاک
مو پریشان و طپان بالاے خاک

دیکھ اوس دختر کا یہ طرز و طریق
بحر حیرت مین ہوا حاجی غریق

دو ہزار اور نقد کا توڑا دیا — چاپلوسی کرکے وہ گھوڑا لیا — دیکھکر گھوڑیکو اپنے نوجوان — ہوگیا آسودہ دل وشاد جان

اگلے دن حاجی نے پھر اوس سے کہا — گھوڑا لی تو مول اور اب لیجئے — لیک جو قیمت کہی اوسکی ہزار — سو سو زائد تو نہ دیجے زینہار

بولیے تو پہلے قیمت کم سے کم — پھر نکلیے اوس سو زائد اکدرم — کچھ خیال اسکا نہ دل مین لائیے

یہ جوان وہ چار جا بارے گیا — ڈھونڈتا گھوڑا اپھری تھا جا بجا — ایک گھوڑیکو کیا اسنے پسند — رنگ مین تھا وہ سیہ زانو بلند

چست چالاک و جوان و باوپا — صورت و سیرت کی اندر بو بہا — جب کیا قیمت کا مالک نے سوال — آٹھ سو اسنے کہے بے قیل و قال

یہ کہا آخر کو بعد از گفتگو — سات سو سے کم نہوگا یہ کبھو — سوچے کہکر رہا یہ تو خموش — آیا کچھ تاجر کو سنکر سخت جوش

سخت سست اسکو بہت سا جب کہا — اولٹا ہنسکر یہ تو آیا اپنے گھر — گر پڑا گھوڑا وہاں خاک پر

دیکھکر ابتر بہت گھوڑیکا حال — آیا دل مین مرد تاجر کے خیال — اوسکی شامت نے بلایا تو اوسے

ہی یہ سب اوسکی خموشی کا وبال — دیکھیے کیا اس سے اور بد تر ہو حال — اسکو بلوایا بہت اپنے گھر

دست بستہ ہوکے اپنی وہ خطا — عفو کرواکر وہ گھوڑا دیدیا — جب لگایا اسنے اس گھوڑیکو ہات — اچھا خاصہ ہوگیا وہ اوسکے سات

لیکے اوس گھوڑیکو آیا وہ جوان — خوش بہت ولیکن نہایت خجلت و ندان — اوٹھ دوڑا اسپ پر گر

اس طرح ہر روز اک گھوڑا نیا — لے تھا یہ اور فائدہ سے بیچتا — جس طرح کہتا وہ پیر دستگیر — وہین کرتا تھا جوان بے نظیر

الغرض چالیس دن مین بے نزاع — ہوگیا اسکو بہت سا انتفاع — مدار اسے کیا سارا درست

پیر نے جب اون جوان سے یون کہا — گوش دل سے سن نصیحت اے فتا — وہ نکیجے جس سے مالک ہو خفا

لغو مین یہ کار دنیا سر بسر — کچھ کمر دینی پہ ہمت رکھنا نظر — پیر نابالغ ہو جو اسپر ہے تراہ

لیجیے مت تو ایک گھوڑیکو سوا — ایک مین تجکو رہے گا فائدہ — نفع کچھ تجکو نہوگا اے فتا

ایک گھوڑے کی تجارت تو کبھو — کیجیے مت موقوف اے فرخندہ خو — دوسرا دیگا تجھے گھوڑا خدا

خالی گھوڑے مین نہین ہوتا تو — سمجھ لیجیے مت میرے کہنے کو کبھو — جو کہ گذرا تھا وہ بابا بالکل سنا

اوسکا اطمینان و آرام و خوشی — سنکے اسکے جیکو بھی فرحت ہوئی — حال ہمشیرہ کا کر اپنے بیان

ہو کہان کس شہر و کن منجا لعین — مبتلا ہو کس بلا کے جا لعین — اوسکے طرز و طور سے نے کچھ خبر

دیکھنے کا اوسکے ہو مجکو خیال — طبع کو رغبت ہے ملنے کی کمال — کچھ نہین کہہ حال تجھسے اے پسر

سنکے یہ اک دل سے کیے آہ سرد — رہگیا حیران و شدہ بیخود و مرد — مرگئے وہ قبل از ایام شباب

ہوکے وہ بیمار دق سے مر گئی — حال اوسکا کچھ نہ پوچھ اے مرد دین — ہوگئی وہ مر کے پیوند زمین

سمجھا حاجی دل مین مجھسے جوان — کیونکہ جو کچھ دختر کو تھا قسمت مین لکھا — جانتا تھا حال یہ تقدیر کا

عمر کی بھی اوسکی سارے سن و سال — تھے جو کچھ دختر کو فعل ناکار — پیر پر تھی من جمن وہ آشکار

نفس مین سے حب کب دنیا کی جا
گر نہووے شعلۂ عشق خدا

شعلۂ عشق خدای ذوالجلال
ہی بغیر از جذبۂ حق کی محال

اپنا مین جو کام تھا سب کر چکا
جذبۂ باطن ہی یہ کار خدا

علم سی مقصود ہے کرنا عمل
ہی وہی عالم کو جو ہی باعمل

بیعمل کو علم گو ہووین ہزار
پشت خر پر ہی کتابونکا وہ بار

علم پڑھنا ہی تو پڑھ تو ای فتا
جو کہ ابراہیم ادہم نے پڑھا

ورنہ کیون اوقات کرتا ہی خراب
کھینچنا ہی مفت رنج بیحساب

پڑھکے کیون دھوبی کا کتا تو بنا
کام کا گھر کی ہی نی تو گھاٹ کا

تو ادھر کا ہی نہ بالکل ہی ادھر
یہ بلا اب دیکھیے جائے کدھر

پڑھنے مین تو کار دنیا سی رہا
حق کو بیعملی سے رنجیدہ کیا

اب نہ دنیا کا ہی نہ دین کا
لایق ارشاد و نہ تلقین کا

دیر سے ہی مرد حاجی منتظر
تو لگا اب لکھنے راز مستتر

اس سخن کی کچھ نہین ہی انتہا
قصہ باقی ماندہ اب ہمکو سنا

منتظر سننے کے ہین اہل نظر
ہی توجہ تیری خاطر کا کدھر

تو سن فکر اور جانب کو چلا
روک باگ اسکی ذرا بہر خدا

سامعون کے شوق پر کر کی نظر
پورا اس قصہ کو تو جلدی سے کر

## تاکید کرنی حاجی کی واسطی بیچنی گھوڑی کی اوس جوان کو اور بیچنا اوسکا بموجب کہنی حاجی کی

الغرض حاجی نے پھر تاکید کی
بیچ تو گھوڑے کو جلدی اے اخی

حال اوسی معلوم تھا تقدیر کا
اوسکی قسمت مین ہی اک گھوڑا لکھا

خالی رہنی کا نہین یہ نوجوان
گھوڑا اک اسکو ملیگا بیگمان

تھا اوسی اسبات کی اوپر یقین
اسلیے کہتا تھا بیچ اسکی تئین

دیکھ اس اسرار کو وہ نوجوان
دلمین آیا اوسکی کیجی امتحان

بیچکر گھوڑی کو قرض اپنا ادا
اوس جوان نی اوسکی کہنے سی کیا

اسکے گھوڑے بیچنے کا ماجرا
روبرو نواب کے آخر گیا

دل مین وہ سمجھا امیر نامدار
تنگ ہوکر یہ کیا ہی اسنے کار

گردش دوران سی گو یہ ہی فقیر
آخرش یہ شخص ہی ابن امیر

گو سوارونمین ہی نوکر کیا ہوا
خرچ اسکا سب سی لیکن ہی سوا

رحم جو نواب کو کچھ آ گیا
گھوڑا اپنی چڑھنے کا اوسکو دیا

گھوڑیکو اپنی معہ سامان و ساز
بھیجا اوسکی پاس باصد امتیاز

لیکے خوشدل ہوگیا باری جوان
شکر حق کرتا تھا دل سے ہر زمان

مرد حاجی کا نہایت اعتقاد
ہوگیا اوسدن سی کچھ حد سی زیاد

پھر کہا حاجی نی اس سی ای جوان
بیچ اس گھوڑی کو بھی تو بیگمان

گر کرے کہنے پہ میرے تو عمل
اور دیگا وہ خدای عزوجل

حق مین اپنی وہ جوان باوفا
اوسکا کہنا جانتا تھا کیمیا

اسکے کہنے پر عمل اسنے کیا
یا زدہ صد کو وہ گھوڑا بک گیا

اتفاقاً آ گیا اک کاروان
تاجر اسپان یکتا زمان

اسپ صدہا پاس اوسکی باوفا
متصل بستی کی اوپر آ گیا

یہ خبر سنکر کے حاجی اور جوان
سیر کرنیکو گئے حاجی وہان

ایک گھوڑا تھا نہایت بیبہا
کرکری سی سخت وہ بیمار تھا

کی بہت تاجر نی گھوڑیکی دوا
جب ہوا مایوس وہ مرنی لگا

جب کہا حاجی نی اوس سے ای پسر
تو خریدا سکو خدا کی نام پر

پاس تاجر کی گیا یہ نوجوان
اور کہا اوس سے کہ ای فخر زمان

سو روپے لے اور گھوڑا مجکو دی
میری قسمت سی مرے وہ یا جیے

لیلیے اسنے غنیمت جان کر
کھینچکر لایا یہ اوسکو اپنی گھر

آ وہان بول اور براز اوسنی کیا
ہوگیا دم بھر مین چنگا اور بھلا

تھا عرب کے لیل کا وہ بادپا
شہر مین گھوڑیکا شہرہ ہوگیا

آیا وہ نواب کی ایسا پسند
اوسکے بدلے اک دیا گھوڑا سمند

دست بستہ رات دن رہتا کھڑا
اوسکی خدمت کو سعادت جانتا

ایک دن حاجی نے پوچھا اے پسر
کسطرح اوقات کرتا ہی بسر

مجکو کہ کیا ہی تری وجہ معاش
کسطریقہ پر ہی اسجا بود و باش

عرض کی اوس سے جوان نے اے پسر
حال کے میرے نکچھہ تفتیش کر

ہی یہان نواب اک جاگیردار
ہی ملازم فوج اوسکی دس ہزار

دو برس سے کچھہ زیادہ تر ہوا
مین سوارونمین یہان نوکر ہوا

ملک مین گھوڑا ہی میرے اک سرنگ
وہ بھی قسمت سے ہے لیکن کہنہ لنگ

نوکری کی شرح اسجا ہی قلیل
پانزدہ ملتی ہین مجکو اے خلیل

خرچ میرا اس سے لیکن ہی دوچند
اسلیے مین قرض مین ہون پابند

ایک مین ہون گھوڑا اور سائیس ہے
ملتے ہین مجکو فقط پندرہ روپیے

ہی فقط انپر بھی سارا کاروبار
اسلیے مین ہو گیا ہون دیندار

جانسے اپنے ہوا ہون مین تنگ
بنیے مجسے کرتے ہین ہر روز جنگ

کچھہ نہین بن آتی اب تدبیر کار
دیکھیے اب کیا کرے پروردگار

ہی عنایت پر فقط اوسکی نظر
بیچ اس گھوڑے کو مت تاخیر کر

بیچکر تو قرض کر سب کا ادا
اسپ تجکر اور دیگا وہ خدا

جسکا ہر جاندار پر ہی دمبدم
سو طرح کا لطف و احسان و کرم

کچھہ نہین نعما مین اوسکی کمی
گر کری اوسپر توکل آدمی

صدق نیت اسکی دلمین چاہیے
پھر جو کچھہ درکار ہو تجکو سو لے

صدمہ جو پہونچے مین تجھپر پے بہ پے
تیری گستاخی کی یہ تنبیہ ہی

کار حق مین عقل کو ہی دخل کیا
سونپ تو سب کام اوسکو اے فتا

منہ سی کہتا ہی سدا نعم الوکیل
آپ ہی پھر دربدر ہووے ذلیل

ہی تناقض تیرے قول اور فعل مین
کسکو سچا کسکو ہم جھوٹا کہین

جو کہی منہ سی کرے اوسکے خلاف
تیرا یہ کہنا ہی بھائی کذب و لاف

اسپہ یاد آئی ہی مجکو ایک نقل
کہتا ہون تا اسکو سمجھین اہل عقل

## یہ حکایت مؤید اس بات کی ہے کہ جو بات آدمی کو معلوم ہو چاہیے کہ اوس پر عمل کرے نہین تو وہ علم لغو ہے

پور ادہم سی ابو یوسف سوال
یہ لگے کرنے کہ اے فرخندہ فال

کی فقیری مینے اول اختیار
کیون نکی تحصیل علم ای نامدار

پہلے تو کچھہ علم کی تحصیل کر
تا کہ راہ حق کی ہو تجکو خبر

راہ حق کو بعد اسکے کیجیے طے
فرض ہی تحصیل علم ای نیک پے

ابن ادہم نے دیا اونکو جواب
عرض سنلے میرے اے عالیجناب

مین کیا تھا علم کو اول شروع
اور کیے اوستاد کی جانب رجوع

مولوی نے کہکے بسم اللہ اخی
یہ حدیث اول مجھے تعلیم کی

حب دنیا کی ہین راہین پر خطا
ترک مین اوسکی ہی راحت اور مزا

چھوڑدے اسکی محبت جو کوئی
مومن کامل بلاشک ہی وہی

جب سبق استاد سی مین یہ لیا
اب عمل اسپر مجھے واجب ہوا

سلطنت ظاہر کی گو مین چھوڑ دی
دلکے اندر سی نہین الفت گئی

اسپہ جب کر لونگا مین پورا عمل
جب پڑھونگا اور ای میری رحل

ہونمین اس تدبیر مین اب اے فتا
حب قلبی بھی مرے دلمین سی جا

ہو نہ جبتک علم کے اوپر عمل
علم کب سے وہ ہی اک مرد دخل

حب دنیا جب نہ مطلق دلسے جا
گر نہووے شعلہ عشق خدا

شعلہ عشق خدا ہی ذوالجلال
ہی بغیر از جذبہ حق کا محال

آسمان دین کی وہ ہین نجوم — ماہیان بحر مواج علوم — الغرض باصد ہزاران التجا — حاجی بیت الحرم رخصت ہوا
پوچھکر بھائیکا سب نام و نشان — یہ ہوا اوس شہر کی جانب روان — باندھکر جب یہ کمر راہی ہوا — دیکھتا کیا ہے کہ منشی قضا
جو کہ اول بار دیکھا تھا وہی — پاس آکر اوسکے بولا اے اخی — السلام اے حاجی بیت الحرام — السلام اے صاحب عالیمقام
مرحبا حاجی ذی کہکر اور قفال — دے جواب اوس سے کی تفتیش حال — کس طرف کو قصد اب تمنے کیا — کس طرف کو قصد اب تمنے کیا
کیا سبب ہے کیون قدم رنجہ کیا — دشت مین آنیکا باعث کیا ہوا — آہ بھر کر جب ملک نے یون کہا — لکھدیا تجھے جون مین حکم قضا
کر دیا مین راز مخفی کو جو وا — یہ ملا اوس بات کی مجکو سزا — حکم حق اب یہ ہے مجکو بالدوام — باز کو لاکر رکھون در زیر دام
پھر کے مین کہسار مین تکلیف بھر — باز لاتا ہون پکڑ کر تیز پر — دام مین اوس نوجوان کے ڈالکر — ہند مین رکھتا ہون با صد جستجو
بھید ظاہر کر دیا مین تقدیر کا — اس بلا مین اور مصیبت مین پڑا — شیر کے باعث ہوا یہ رنج و وام — اب یہی ہر روز ہے بند یکا کام
کہکے غایب نظر سے وہ ہوا — حاجی بیت الحرم آگے گیا — ایک کا تو ذکر خیر آخر ہوا — اب سنو تم دوسرے کا ماجرا

## پہونچنا اس مرد حاجی کا واسطے تلاش دوسرے بیٹے اوس امیر کے جس شہر مین نوکر تھا اور ملاقات کرنی حاجی کی اوس سے اور تدبیر کرنی کشایش رزق کی اوس کے

منزلون کو پے بہ پے کرکے طی — پہونچا آخر شہر مین وہ نیک پے — پہونچا یہ بستی کے اندر وقت شام — شہر مین اک جا کیا اوسنے مقام
تھا اسے معلوم سب نام و نشان — صبح کو اوٹھتے ہی یہ پہونچا وہان — تھا ملازم جس جگہ ابن امیر — پہونچا اوسجا آخر اش یہ مرد پیر
اوسکے رہنے کا مکان دریافت کر — پاس اوسکے پہونچا یہ نیکو سیر — اوس جوان سے کہکے یہ اول سلام — جسطرح ہے سنت خیر الانام
پاس بیٹھا اوس جوانکے باادب — گفتگو مین ہر طرح کی کھولی لب — اول و آخر کا بالکل ماجرا — من عن سارا بیان اوسنے کیا
الفت و اشفاق کا اپنے بیان — سب مفصل کر دیا اوسپر عیان — اوسکا پیدا ہونا اپنے روبرو — حال مادر اور پدر کا ہو بہو
جانا کعبہ کا اور کرنا سیر کا — ابتدا سے انتہا تک سب کہا — اوسکے ملنے کے لیے کرنا سفر — سو طرح کی رنج و کلفت کھینچکر
راہ مین صدہا اذیت اور جفا — اوسکے خاطر سہہ لی مینے بلا — وہ جوان احسان مند اوسکا ہوا
دست بستہ ہو جوان نے یون کہا — دے خدا اس لطف کی تجکو جزا — پروش کی تم نے میرے حال پر — دے عوض اوسکا تجھے رب البشر
ہو اگر تن پر مرے ہر موز بان — تو بھی تیرے شکر کا کب ہو بیان — الغرض تھا جس جگہ اوسکا مکان — لیگیا یہ مرد حاجی کو وہان
لایا اوسکو واسطے جاکر طعام — پاس ہی کو دیا اپنے مقام — اندرے جب رات کو چار رو — دیکھکر وہ اوسکو دل کا درد و سوز
اعتقاد اوسکو بھی حاجی کا ہوا — جان و دل سے ہو گیا اوسپر فدا — دیکھکر اوقات کو اوسکے جوان — جانتا تھا اوسکو یکتا ہو زمان

پیر کی ارشاد پر کر کے نظر
یہ جوان نے تھا اوڑا ہر جانور

جانور صدہا وے اسنے اوڑا
ہون وہ سارا انتظاری مین گیا

بیٹھے بیٹھے ہو گیا وقت غروب
تھا یقین دم بحر مین سورج جاے ڈوب

آ گیا ناگاہ اتنے مین ہما
دام مین بیساختہ وہ آ پھنسا

ہو کے فرحت سے نہایت شادمان
شکر کی سجدے کرے تھا وہ جوان

اک قفس کے بیچ اوسکو بند کر
آیا وہ لیکر ہما کو اپنے گھر

غل ہما کا شہر مین ایسا ہوا
شاہ تک اسبات کا چرچا ہوا

شہر مین اسبات کی تھی دھوم دھام
اسکے در پر ہو گیا اک ازدحام

ہی ہما از بس مبارک جانور
ہو گیا مشتاق سنکر ہر بشر

سیکڑون خلقت وہان بے اختیار
دیکھنے کیواسطے آئے تھے یار

ہم امیر و ہم وزیر و ہم گدا
اوس ہما یون شکل پر ہون تھے فدا

ہر بشر سے سنکے تعریف ہما
مستعد لینے پر اوسکے شہ ہوا

الغرض وہ چند اوسے دیکر طلا
اوس ہما کو شاہ نے جھٹ لیلیا

مدت یک ماہ تک پیہم سدا
صید کر لاتے تھے دونون باز کا

مول لیلیتے تھے اونسے بازدار
دیکے قیمت بیش و کم بہر شکار

پیر کی تدبیر سے وہ نوجوان
فقر و فاقہ سے ذرا پا کر امان

سب لباس ظاہری کر کے درست
کار دنیا مین ہوا چالاک و چست

گھر بنایا لیکے اک اچھی سی جا
عقد شرعی اک عفیفہ سے کیا

اسپ تازی اک لیا اور دو غلام
سب کیے آراستہ ظاہر کے کام

گھر کے اندر ایک مردانا مکان
بیٹھنے کو اپنے ہنوایا وہان

جب کہا حاجی نے اوس سے اے جوان
اب بتا ہے دوسرا بھائی کہان

اوسکی بھی ہے دیکھنے کی آرزو
کچھ پتا اوسکا بتا اے نیکخو

تجھسے ملکر دل نہایت خوش ہوا
دیکھون اب اوسکا بھی ہے احوال کیا

اور بتا ہمشیرہ کا اپنی نشان
کسطرح ہے اور رہے ہے وہ کہان

دونون کے احوال سے آگاہ کر
تا کہ مین اونکی بھی لون جا کر خبر

اور نصیحت تجکو مین کرتا ہون چند
وہ ترے حق مین ہین یکسر سودمند

راہ حق مین اولا تو رہیو چست
امر شرعی مین نہو جی گاہ سست

چھوڑیے مت پیشہ صیادی کا تو
صید کی رکھیے ہمیشہ جستجو

اور ہمیشہ مین نہوگا فائدا
حق مین تیرے ہے یہی کچھ کیمیا

گر کریگا اور کوئی پیشہ کو تو
منفعت اوسمین نہووے گا کبھو

یاد رکھنا اس نصیحت کو مدام
ہوتے ہین ہم تمسے رخصت والسلام

سنکے گھبرایا بہت دل مین جوان
دیر تک کرتا رہا آہ و فغان

تھا مگر دو چار دن اوسکو رکھا
ہو کے پھر ناچار رخصت کر دیا

وقت رخصت کے مفصل کہدیا
بھائی اور ہمشیرہ کا بھی ماجرا

پیر سے پھر عہد مستحکم کیا
مین کرونگا وہی جو تو نے کہا

وحی ہے ارشاد تیرا سر بسر
مین نہین کرنیکا اوس سے درگذر

فرق کچھ اسمین نہوگا ایک مو
ہے بجا جو کچھ کہ فرماتا ہے تو

پیر کے کہنے پہ تو بھی کر عمل
تا نہ آوے دین مین کچھ تیرے خلل

کیونکہ ہے وہ واقف راز نہان
عقل تیری اوسجگہ پہونچے کہان

عقل وہ ہے جو کہ سوے اصل جا
عقل جزوی سے نہین کچھ فائدا

عقل جزوی سے ہے باہم شور و شر
عقل جو سمجھے اسے ہے بے خبر

عقل وہ ہے جو کہ ہے عقل معاد
عقل کیا ہے جس سے ہو شور و فساد

عارف کامل کو اپنے پیر جان
سال اور سن مین ہو گو وہ نوجوان

گر ہو پیر عمر و رہ سے بیخبر
جان تو اوسکو جوانون سے بتر

کام ہے اس راہ مین آگاہ کا
ہے شہنشہ بھی گدا اس راہ کا

پیر رہ ہین انبیا و اولیا
چل اونھین کی راہ پر تو اے فتا

اونکے کہنے پر کرے گر تو عمل
عارف کامل ہو پھر تو بے بدل

پیر ہے راہ خدا کا راہبر
برخلاف اوسکے کہین گے تو نکر

کیمیا ہے پیروی مرشدان
رکھ قدم اونکے قدم پر اے جوان

ہے غبار خاکپائے کاملان
توتیائے چشم جان طالبان

اہل حق مین دخل تو ہرگز نہ کر — پھونکے کب اس کنہ کو فہم بشر
مین نہین کہنیکا کچھ اسکے سوا — برخلاف اوسکو ہو یہ امکان کیا
شہر مین صحرا مین جا کر دور تر — دام پھیلایا کہ پکڑو جانور
جال مین آجائے میرے بازگر — اور پکڑو نگا نہ ہرگز جانور
اور آئے دام مین گر جانور — صید پر اوسکو نکرنا تو نظر
سوچتا تھا اپنے دل مین یون جوان — باز اس صحرا و جنگل مین کہان
باز پیدا ہو ہی کوہستان مین — آئے کیونکر باز اس میدان مین
گرچہ آئے دل مین خطرے بیشمار — لیکن اسکی یاد تھے قول و قرار
کام یہ گرچہ خلاف عقل تھا — لیک وہ پاس ادب سے چپ رہا
دو گھڑی کے بعد آئے جانور — زاغ و کنجشک و کبوتر بال و پر
مرغ جو آتا سو دیتا تھا اوڑا — دو پہر تک دام یونہین کرتا رہا
دام مین طاؤس زرین آپھنسا — اوسکے کہنے سے دیا لوسکو اوڑا
پیر کی دہشت سے پر خاموش تھا — سوچتا تھا دل مین ہو یہ صید کیا
کی اشارت پیر نے کچھ دم نہار — باز اب دم بھر مین ہوتا ہو شکار
کیونکہ تھا تقدیر مین اسکی لکھا — جانور کا صید ہر روز امر فتا
غیب سے ناگاہ اک باز سفید — ہوگیا اوس جال مین فی الفور قید
باز کو آتے ہی وہ مرد جوان — بحر حیرت مین تھا غوطہ زنان
دل مین کہتا تھا بصد عجز و نیاز — مین کہان اور سطوت کا شاہباز
اپنی قسمت مین تو یہ رتبہ نتھا — کچھ تصرف مرد حاجی کا ہوا
عیش و عشرت مین کیا اسکو بسر — آگیا آخر کو ہنگام سحر
سوئے صحرا پھر ہوئے دونون روان — دیکھکر اوسکو ہوئے دل شاد شاں
پھر جوان نے مرد حاجی سے کہا — وہ جوان اور وہ ضعیف ناتوان
آج بھائی کیجے تو صید ہما — عہد کرتے ہی کہ پکڑو نگا ہما
آوے گر کچھ اور دیجو تو اوڑا — آوے گر ہما ہی تو ہرگز نظر
جسکو مشکل کام سمجھے ہی بشر — ہو خدا پر سب وہ آسان تر

الغرض اوس سے جوان نے یون کہا — ہی ترا ارشاد بالکل کیمیا
سنتہ کر کے اوس نے قول و قرار — دونون صحرا مین گئے بہر شکار
یون کہا حاجی نے اوس سے اے پسر — دل مین تو اپنے خدا سے عہد کر
یا الٰہی بھیج باز صید گیر — کر دعا میری قبول اے مستجیر
دام کو صحرا مین کر تو جلد وا — باز بن جاوے وہ سب اوڑا
باز کو رہنے کی جا ہی کوہسار — آدمی کا جس جگہ کم ہو گذار
باز کا ہی جال مین آنا محال — کیا بندھا اس شخص کے جی مین خیال
گرچہ آئے دل مین خطرے بیشمار — اوسکے کہنے پر عمل دل سے کیا
دام صحرا مین بچھا کر منتظر — بیٹھا ایک جا پہ ہو کر مستتر
مار کر ٹھوکر دیے اسنے اوڑا — جو کہا تھا پیر نے دو مین کیا
الغرض جب سارا دن آخر ہوا — مرغ ہر اک آشیانے کو گیا
تھا جوان کے دل پہ لیکن یہ الم — رات کو بھوکے ہینگے آج ہم
عکس اسکا پیر کے دل پر پڑا — سمجھا وہ سب اسکے دل کا مدعا
تھا اسی تقدیر کا معلوم حال — خالی لانیکا نہین صحرا سے جال
وقت وہ آیا کہ اب پھیلو شفق — شہر کی جانب کو با صد آب و تاب
باز کو لیکر چلو دونون شتاب — فی الحقیقت ہی یہ اک امر غریب
باز کا ہی جال مین پھنسنا عجیب — ہی فقط کچھ یہ بھی تائید خدا
جال مین سے جو باز آکر پھنسا — با خوشی دل وہان آیا جوان
وہ جو ہنسی کا معین تھا مکان — ذکر اوسکا جا بجا ایسا ہوا
باز کا اوس شہر مین چرچا ہوا — جو کہا اوسنے وہی قیمت ملی
لیگئے با صد تمنائے دلی — جال پھیلایا کہ پکڑین جانور
جا کے آبادی سے دور فرسنگ پر — دے اوڑا کیسا ہی آئے جانور
غیر پر کھنا نہ تو ہرگز نظر — حامی ہمت ہی وہ پروردگار
مرد کہتے ہین ہما ہی کو شکار — دیجیے شک کا تو بھی ہے پر وہا وہا
ہین ہما و زاغ اور جا اک سما

پہونچی کب اسرار کو ہر بوالہوس
لعل و زر مین کب ہے کوئی بھی مگس

ہی نجاست مین مگس کا رزق یار
نقرہ و گوہر سے کیا ہی اوسکو کار

ہوکے تو ہشیار کیون ہو ہی تباہ
جان تیری ساعد زرین شاہ

اوڑکے تو جا بیٹھ سبکے ہاتھ پر
اس نجاست سے جہان کے درگذر

یون کہی ہے وہ شہ عالیجناب
ہی یہ دنیا حیفہ و طالب کلاب

اسکا طالب ہوکے مت بن کلب تو
اصل کی اپنے ہی گر کچھ جستجو

اصل سے اپنے جو کوئی ہے جدا
بینوائی کو رکھی ہے سو نوا

چھوڑ کر اس گفتگو کو اے خبیر
لکھ ذرا تو حال فرزند امیر

الغرض یہ اوس جوان سے جب ملا
پوچھا سارا اسنی اوس سے ماجرا

اپنا بھی احوال و قصہ یک قلم
اوس جوان سی کہدیا بی کیف و کم

سرگذشت اپنی و رہنا انکی گھر
الفت عشاق و اخلاق پدر

اوسکی پیدایش کا قصہ مو بمو
اول و آخر کی ساری گفتگو

ہوکے رخصت جانا بیت اللہ کا
سیر کرنا مدتون تک جا بجا

انکے ملنے کے لیے آنا یہان
کھینچکر تکلیف و رنج بیکران

یون بیان آئین شستہ سی کیا
وہ جوان مرہون منت ہوگیا

رقت قلبی سے ہوکر بیقرار
رو پڑا آخر کو حاجی زار زار

وہ جوان بھی پھر ہوا کچھ چشم نم
دو گھڑی تک روئے یہ دونون بہم

کرکے صبر و شکر وہ اسجا پسر
ملگئے آپسمین جون شیر و شکر

رہتا تھا جسجا مین بارے وہ جوان
لیگیا مہمان نو کو وہ وہان

شست و شو کروا کی اوسکو دست و پا
اور بچھایا پاس اپنے بسترا

جو میسر اسکو آیا تھا طعام
لایا اوسکی سامنے با احترام

نوش دونون نے بہم کھانا کیا
دل بہت خوش اوس سے حاجی کا ہوا

رات کو وہ حاجی بیت الحرام
کرتا تھا ورد وظائف مین تمام

دنکو بھی کرتا تھا وہ یاد خدا
شغل باطن مین بدل مصروف تھا

اس جوان پر لیک رکھتا تھا نظر
کسطرح اوقات کرتا ہی بسر

دام لیکر دوش پر وہ نوجوان
صبح کو صحرا مین جاتا تھا دوان

شام کو لاتا پکڑ کر جانور
بیچکر اوقات کرتا تھا بسر

جو میسر اسکو آتا رات کو
آگے اس حاجی کی رکھتا لاکی وو

ایک ہفتہ جب ہوا اوس جا بسر
اسکی صحبت کا ہوا اوسمین اثر

دیکھکر اوقات پیر نکتہ دان
معتقد دلمین ہوا وہ نوجوان

عارف کامل اسے وہ جان کر
چست باندھی اسکی خدمتمین کمر

رہتا وہ خدمتمین حاضر لا کلام
دست بستہ رات دن مثل غلام

معتقد جب یہ دل و جان سی ہوا
ایک دن حاجی نی اوس سے یون کہا

دل مرا یون چاہتا ہی اے پسر
جائے تو جب بہر صید جانور

مجکو بھی ہمراہ لے اپنے فتا
تاکہ دیکھون مین بھی صحرا کا مزا

شہر مین رہتا ہی دل اپنا رکا
مین بھی دیکھون چلکی جنگل کی ہوا

مین بھی دیکھون آج کچھ سیر شکار
تاکہ ہو فرحت سی دل باغ و بہار

ہو رہا ہے غنچہ تصویر دل
سیر سے جا مثل گل شاید کہ کھل

اس دل بیدل کا اپنے درد و غم
سیر سے صحرا کے ہو شاید کہ کم

دیکھکر گلگشت صحرا اور شکار
کچھ تو کم ہوویگا دل کا اضطرار

کسطرح کرتا ہے صید جانور
مین بھی دیکھون آج کچھ تیرا ہنر

لیکے چلنا ہی مرا اس شرط پر
جو کہون مین تجھسے وہ ہی کام کر

اک سر مو کر نہ اسکے برخلاف
گو خلاف عقل ہو وہ کام صاف

میرے کہنے کو بدل لاوی بجا
گو کہ تو سمجھے نہ اوس کا مدعا

تو بہت چیزونکو سمجھے ہی برا
اوسمین مضمر ہی بہت سا فائدا

اور جسے سمجھے ہی تو ریحان و ورد
اوسمین مخفی ہین ہزارون کار درد

گر نہین تو جانتا پایان کار
تو ہر اک شی پر نکر تو اضطرار

گو کہ ہو ظاہر مین کوئی شی بتر
اوسکی رکھ انجام پر اپنی نظر

ہین بہت سی قند اور حلوا و تر
جنکے کھانے سی ہو ہیضہ اے پسر

ہین بہت سی تلخ اور کڑوی دوا
جس سے رنج باطنی یک لخت جا

جب ہوئے واقف زحال یکدگر
ملگئے آپسمین جون شیر و شکر

کرکے آپسمین بہت سی قیل و قال
پھر کیا حاجی نے اوس سے یہ سوال

اوسکے فرزندون کا بھی معلوم حال
ہی تجھے اے صاحب فرخندہ فال

مین بہت دیدار کا مشتاق ہون
دیکھون اونکو تو اگر ہو رہنمون

جب گیا مین تھے وہ اطفال صغیر
دلمین وہ الفت ہی میری جایگیر

رہتا تھا دلمین مرے اکثر خیال
دیکھلون آنکھونسے اپنے اونکا حال

کہکے یہ دونون ہوئے پھر چشم نم
سخت اس صدمے سے تھا دلپر الم

جو کہ تھا دونون کو اوس دم اضطرار
ریگ پر یون کب ہو مچھلی بیقرار

مرغ بسمل کیطرح تڑپے تھے وو
کیا کہون اوسوقت کی احوال کو

وہ ہی جانے اسکے تڑپنے کا مزا
درد دل سے جسکو ہو کچھ ذایقا

درد دل سے آدمی کو ہی شرف
درد اگر تجھمین نہین ہی ناخلف

درد کے خاطر بنا ہے آدمی
ورنہ کیا حیوان مین تجھسے ہی کمی

درد جس دلمین نہو وہ دل نہین
مشت گل ہی دل نگہ اوسکی تئین

درد دل سے اور کچھ بھی ہی مراد
نے یہ درد ظاہری وجع الفواد

درد دل وہ ہی کہ ہو تو محو حق
ہو نکچھ اوسکی سوا دل پر قلق

دلمین دنیا کی نہو کچھ آرزو
چھوڑ کر سب شے کو ہو تو نیک خو

جب ہوا تو جان سے محو نگار
درد و ریحان ہون تمامی سنگ خار

رنج سب راحت ہون تلخی مثل قند
غم ہو لذت بخش طبع دردمند

یون کہا جب پیر نے با درد و آہ
حال اب اونکا سراسر ہی تباہ

ایک تو ہی اوسکا فرزند کلان
صید گیر ماہیان و طائران

ہی چڑی مارونکی کوچے مین مقام
ہی یہ طرز و طور یہ ہی اوسکا نام

ہی یہی معلوم بس میرے تئین
اس سے آگے علم تو مجکو نہین

ہوگا ظاہر اوس سے اورونکا پتا
مین نہین کچھ حال اونکا جانتا

الغرض بعد از ہزاران جستجو
پھر کر اوس کوچے کے اندر سو بسو

یوسف گم گشتہ کا پایا نشان
مل گیا ناگاہ اوس سے وہ جوان

کچھ نہ ملنے کی ہوئی دلمین خوشی
مفلسی پر اوسکی کچھ دل بستگی

اوس جوان کو دیکھکر ژولیدہ حال
آیا دل مین اوسکے وہ پچھلا خیال

یا تو وہ تھی کثرت لعل و گہر
یا یہ محتاجی کہ زانو پر نظر

یا تو وہ سنجاب و کمخواب و حریر
یا گزیکی کہنہ چادر بس حقیر

یا تو وہ دیبا و اطلس کا فروش
پھوس پر یا بستر اور خورد و نوش

یا تو سونیکی جڑاؤ وہ پلنگ
یا زمین ہی اوسکی ہونے سے تنگ

یا تو وہ اسپ سواری بادپا
یا پیادہ خود پھرے ہے جابجا

تھا نہ جس پا پر گمان آبلہ
اب ہوا افسوس کان آبلہ

جس کف پا کو تھا برگ گل سے ننگ
دشت غربت مین ہے وہ اور خار سنگ

کچھ نہین دم مارنیکا یان مقام
پہونچے کب حکمت کو اوسکی فہم عام

عین حکمت ہے جو کچھ کثرت ہی وو
ابر رحمت ہی جو کچھ کرتا ہی وو

پہونچے اوس حکمت کو کب عقل بشر
ہین حواس خمسہ اوس جا کو رو کر

جو وہ کرتا ہی سو حق ہی اور صواب
کوزہ گر ہی کون کیونکر بے حساب

عقل تیری گر نہ پہونچے اے پسر
بنکے عاجز دل سے استغفار کر

فعل پر اوسکے نکر تو رد و قدح
امر حق ہی لائق تحریر و مدح

تو بہر عکس طبیعت اے فتا
تو سمجھ اسکو کہ کردی ہی دوا

جانے گا تو اس دوا کا فائدا
جب تئین حاصل نہو تجکو شفا

تو کہے تو صبر و حنظل کو برا
جبکہ استسقا ترا اونسے گیا

جب ہوا اسباتکا تجکو یقین
رد ہی انکے آگے قند و انگبین

مال و زر پر تو تو ہی دل سے فدا
جی کا بھی نقصان ہے اسمین اے فتا

گو دیا تجکو نہ حق نے مال و زر
جان سے اپنے تو ہی تو بے خبر

مینے دیکھے ہین بہت سے نامدار
دزد قزاقون کی ہاتھونسے فگار

اور بہت اہل دول کو گشت مین
دیدیا پھانسی ٹھگون نے دشت مین

فقر و فاقہ مین ہی حکمت بیشمار
جانتا ہی اوسکو لیکن کردگار

خالی کب حکمت سے ہو فعل حکیم
جانے وہ دی ہی جنھین عقل سلیم

اوسپہ جو جو رنج گذری اور الم
اوسکا ہی ہر اک کے دل پہ داغ غم

تھا سخی از بسکہ وہ مرد امیر
دے تھا ہر سائل کو وہ مال خطیر

بینواؤن اور محتاجونکو زر
بیعدد دیتا تھا وہ نیکو سیر

حاسدون نے کرکے باہم مشورا
بادشہ کو کردیا اوسپر خفا

عرض کی یہ ملک کا سب ماحصل
کھا گیا سو سو طرح کی کر دغل

کرکے چھوٹے ملک مین سے واصلات
دس کرور اوسپر نکالی فاضلات

سنکے یہ غصہ ہوا شاہ جہان
اوسپہ کی اوسدن سے بس قید گران

ضبط سب اوسکا کیا مال و منال
بندی خانہ مین گئی اہل و عیال

کردیے مسمار سب اوسکی مکان
ایک کا چھوڑا نہ کچھ نام و نشان

حاسدون نے یون کیا پھر آشکار
ہی دفینہ اوسکے گھر مین بیشمار

دیکھا پھر ہر اک مکان کو کھود کر
نکلے تا لعل و زر و سیم و گہر

جستجو ہر چند کی لیکن پتا
کچھ دفینہ کا نہ اوس گھر مین ملا

گاڑ کر رکھنا بخیلونکا ہی کار
اس سے ہی اہل سخا کو ننگ و عار

وہ کرے اس گنج کو زیر زمین
ہو نہ جسکو اپنے مرنیکا یقین

داب کر وہ مال کو ہو باغ باغ
جسکو دلوانا ہو پیشانی پہ داغ

ہی یہی اس مال کا آخر مآل
پہلے ہی تو اس بلا کو سر سے ٹال

آدمی جسکو سمجھتے ہین سخی
ہی حقیقت مین بڑا منصف وہی

کیونکر وہ سب مال ہمرہ لیگیا
کچھ نہ وا ماندونکو اپنے دی گیا

تم جسے سمجھے ہو ممسک اور بخیل
وہ سخی ہی مجھسے سن اسکی دلیل

خود نلی اور غیر کو دی ای اخی
عرف مین کہتی اوسیکو ہین سخی

ہین یونہین برعکس سب دنیا کی کام
کہدیا مین ایک تا سمجھین عوام

قید کی اندر رہا وہ چند سال
اس مصیبت مین مع اہل و عیال

اب زیادہ اس سے مت تکلیف دے
حال باقی اوسکا ہی ناگفتہ بہ

قید کی اندر اذیت وہ اوٹھا
دو برس کے بعد آخر مر گیا

بعد اوسکی مرگ کے اہل و عیال
قید سی سبکو دیا شہ نے نکال

گھر رہا قبضہ مین اوسکے اور نہ در
چند مدت تک پھرے وے گھر بگھر

کر گئی زوجہ بھی اوسکی انتقال
اب نہین اولاد کا معلوم حال

جب سنی حاجی نے اونکی داستان
درد دل سی کی بہت آہ و فغان

جسکا خود ابتر کرے تدبیر کار
کچھ نہین کرتی وہان تدبیر کار

چل گیا جو کچھ نصیبون مین قلم
اک ذرا بھی اوس سے ہو نہ بیش و کم

ہین امارت اوس رقم کی بی عمل
نیک و بد پر ڈال بیرنج و خلل

چھوڑ کر یہ گفتگو کہ ماجرا
حال اوسکے دختر و فرزند کا

## ملنا اوس حاجی کا بعد تلاش اور جستجو کے فرزند کلان اوس امیر سی کہ پیشہ صیادی کا کرتا تھا اور دل تنگ ہونا حاجی کا تنگدستی سی اوسکی اور تدابیر کرنی حاجی کی بموجب لکھی تقدیر کے واسطے کشایش رزق کے اور کارگر ہونا تدبیر کا

ڈھونڈتا پھرتا تھا ہر جا کو بکو
اوسکے فرزندون کی کرتا جستجو

بعد مدت کے ملا اک مرد پیر
تھا وہ ہمراز قدیمی اور امیر

تھا قدیمی اونکے گھر کا خیر خواہ
اوسکی بھی اس غم سی تھی حالت تباہ

واقف اس حاجی سی بھی وہ پیر تھا
کیونکہ مدت تک رہی تھی ایک جا

جب بتایا اوسنے سب نام و نشان
کر گیا معلوم پیر نکتہ دان

سنکے وہ حال گذشتہ مو بمو
کر گیا دریافت اوسکو ہو بہو

اوسکے جانے سے تھا ہر اک کو الم
دیکھیے جسکو وہی تھا چشم نم

منزلین طے کرکے جلدی پے بہ پے
پہونچا بیت اللہ وہ فرخندہ پے

کعبہ مین وہ ایک مدت تک رہا
پھر مدینہ مین بذوق دل گیا

عمر اکثر اوس مکان مین کی بسر
بعد مدت کے ہوا حکم قدر

دل مین اوسکے سیر کا آیا خیال
شوق سیاحی ہوا اوسکو کمال

ہم عرب ہم روم ہم ترک و خطا
سیر کرتا مدتون سب جا پھرا

اوس سفر مین اوسکو تھی مد نظر
جستجوے مرد کامل سر بسر

اس تمنا مین پھرے تھا جا بجا
تا ملے درویش کامل کا پتا

جانتی ہے خلق جسکو کیمیا
صحبت درویش ہے وہ اے فتا

صحبت کامل کو فاضل کر طلب
اوسکی برکت سے ہو تو خود منتخب

ایک دم کی صحبت مردونکو
بہتر از طاعات یک صد سالہ ہو

جبکہ گذرے سیر کرتے بست سال
آیا ہندوستان مین پھر وہ خوش خصال

دل مین ہے اوسکے یہی پھر آرزو
اوس امیر نیک کی کر جستجو

چلکے پھر اوس شہر مین کیجے مقام
تا کہ ہو دریافت حال اونکا تمام

کیا زن و فرزند کا اوسکے ہی حال
کیا ہوئے وہ اوسکے سب اہل و عیال

زندہ ہے یا مر گیا ہے وہ امیر
کیا ہوئے وہ اوسکے اطفال صغیر

کیا کیا تقدیر نے اونکے ظہور
صدمہ گذرے اونپہ کیا کیا اور فتور

تھا وہ دل اور جان سے تجھپر فدا
کیجے حق اوسکا بھی کچھ چلکر ادا

ہے مروت سے بہت یہ بات دور
گر کرے محسن کی خدمت مین قصور

تجھپہ ہین احسان اوسکے بیشمار
کچھ تو اپنے سر سے تو حلقی اوتار

تجھسے بن آوے جو کچھ اے مرد دین
کر نہ ہرگز اونکی خدمت مین کمین

اونکو چلکر کچھ تو تو تلقین کر
حال سے اب اونکے مت رہ بیخبر

کیونکہ فرماتا ہے رب العالمین
آپ قرآن مین یحب المحسنین

باندھ کر اسبات پر اپنی کمر
جھٹ گیا اوس شہر مین کرکے سفر

قطع کرکے منزلین با صد قلق
پہونچا آخر شہر مین وہ مرد حق

اوس محلہ مین کیا جا کر مقام
رہتا تھا جس جا امیر نیک نام

نہ وہ گھر دیکھا نہ وہ دولت سرا
اصطبل نہ فیلخانہ کچھ رہا

نہ وہان دیوان خاص نہ عوام
نہ جلوخانہ نہ دروازہ نہ بام

اسنے جو جو دیکھے تھے اوس جا مکان
اک مکان کا بھی نہ تھا نام و نشان

دیکھ اوس نقشہ کو حیران ہو گیا
ہے یہی دنیا کے دون کا ماجرا

ہے ہمیشہ اس جہان مین انقلاب
گاہ تو لڑکا ہے گاہی شیخ و شاب

ایک صورت پر نہین اسکا قیام
ہے تغیر اور تبدل مین مدام

ہے یہان گاہے چنین گاہے چنان
ہے حباب بحر سب کار جہان

کار دنیا ہے سراسر بے ثبات
جو پھنسا اسمین ہوا آخر کو مات

حال پر اپنے ذرا تو غور کر
رکھ تغیر اور تبدل پر نظر

شکم مادر مین تو اول تھا جنین
ہو کے پیدا پھر ہوا طفل حزین

ایک مدت تک رہا پھر تو صبی
ہو گیا پھر تو مرا حق اے اخی

بعد اوسکے پھر ہوا تو نوجوان
کیا جوانی مین کیے کام اے فتا

بعد اوسکے پھر کہولت مین رہا
سن شیخوخت مین کیا عاجز ہوا

اور ہین صدہا تغیر دمبدم
لیک وہ مخفی ہین تو سمجھے ہے کم

ہے فنا اک دم مین تجکو اور بقا
مستمر سمجھے ہے تو تن کو صدا

ہے تجدد مثل کینہ بے خبر
آدمی بنکر ذرا تو ہوش کر

اوس مکان کا دیکھکر نقشہ عجیب
رہ گیا حیران یہ مرد غریب

دل مین کہتا تھا کہ یا رب وہ مکان
کیا ہوئے جو کچھ نہین نام و نشان

ہو گیا بالفرض اگر اوسکا مکین
لیگیا کون اون مکانونکے تئین

کچھ زمانہ بھی نہین گذرا طویل
مدت سی سال ہے عرصہ قلیل

دیر تک وہ اس تامل مین رہا
پوچھا پھر اہل محلہ سے پتا

تھا فلانا جو امیر نامدار
کسطرح اوسکا ہوا پایان کار

کیا ہوا وہ اور کیدھر ہے وہ گھر
حال سے اوسکے مجھے دو کچھ خبر

نام اوسکا سنکے ہر اک نے کہا
کیا کہین جو اوسپہ گذرا ماجرا

گو کیا انکار اسنے بار ہا
لیکے اوسنے اوسکو عاجز کر دیا

دیر تک انکو رہی رد و بدل
دل گیا آخر فرشتہ کا پگھل

لیک اخفا پر بہت تاکید کی
فاش کرنیکی بہت تہدید کی

دیکے ضامن بیچ مین رب مجید
اور بہت سے کرکے پیمان شدید

جب کیا ظاہر یہ اوس دختر کا حال
سخت یہ بدکار ہوگی اور چھنال

سال اسکی عمر کی پنجاہ و پنج
ہین ولے گذرینگے باصد درد و رنج

ہے زنا پر رزق کی اسکی برات
مرد بن اسکے نگذری کوئی رات

فاحشہ بدکار قحبہ ہوگی یہ
رنڈیون مین سب سے یکتا ہوگی یہ

ہون اگرچہ اور زانیہ مگر
ہوگی یہ اوس عصر مین سب سے بتر

چکلے کے اندر رہے گی رات دن
یہ نہین رہنے کی تنہا مرد بن

مینے یہ اوسکے نصیبون مین لکھا
فی امان اللہ کہ غایب ہوا

سنکے یہ احوال وہ مرد خدا
دل شکستہ اور غمگین تر ہوا

یہ علامت دیکھکر ادبار کی
دل اوچاٹ اوسکا ہوا یکبارگی

دلمین سمجھا انپہ آویگا وبال
تو قدم اس مخمصے مین سے نکال

نفس کی خواہش پہ یکسر خاک ڈال
کام دنیا کا ہی سب خواب و خیال

کچھ نہین دنیا مین بوے راستی
ہر ہر اجزا مین ہے اسکے سو کجی

ہوش کر غافل نہ رہ تو بھی جوان
پر ہے مکر و فن سے بازار جہان

عزم کرکے حج بیت اللہ کا
جد و کد بیحد سے یہ رخصت ہوا

دیکھکر تحریر کی تقدیر مرد
ہوگیا دنیا سے دل یک لخت سرد

حج ظاہر کا ہے بھائی کار عام
حج رب البیت ہے مردون کا کام

کب ہو تجھسے حج رب البیت کا
نفس کا کاٹے نہ جب تک تو گلا

نفس کا کٹتا ہی کب تجھسے گلا
جب تلک چھوڑے نہ تو حرص و ہوا

کسطرح حرص و ہوا تجھسے ہو دور
ہو نہ جب تک قلب مین ایمان کا نور

ہون اگر سو پاس خنجر آبدار
قتل ہو اوس وقت نفس نابکار

قتل کرنا نفس کا دشوار ہے
یہ جوان مردون کا بھائی کار ہے

جب کرے تو نفس کے برعکس کام
زر واجب ہو یہ تیرے انصرام

نفس کی خواہش مین لاکھون دمبدم
بے مدد اللہ کے کب ہین کم

گر نہووے جذبۂ حق دستگیر
تو ہے اپنے نفس سرکش کا اسیر

کار حق مین کسب کو ہے دخل کب
ہان مگر اوس شخص پر ہو لطف تب

جان و دل سے کر اوسی سے التجا
درد کر کچھ دل مین پیدا اور بتا

کر خلوص دل سے تو ہر کام حق
تاکہ ہووے تجھ پہ کچھ انعام حق

کوٹ صدق دل سے تو باب کریم
تاکہ وا ہو تجھ پہ وہ باب نعیم

نے یہ نعماے جہان بے وفا
بلکہ وہ نعماے باقی بے فنا

نعمتین وہ ہین نہین جنکو زوال
ہی فنا جنکو وہ ہے خواب و خیال

نعمت دنیا و لذت سر بسر
خواب کی حالت ہے اس سے درگذر

خواب کی باتون کا کیا ہی اعتبار
اتنا تو ہوتا ہی کیون مفتون و زار

خانۂ دنیا ہے پر نقش و نگار
تو مثال طفل نو ہے شیرخوار

طفل نو نفسون پہ ہوتا ہے فدا
کچھ نہین پہچانتا اچھا برا

اہل دنیا ہین مثال طفل نو
بالغ کامل ہے مرد عیب جو

اس سخن کی کچھ نہین ہے انتہا
اس جوان کا آگے کہہ کچھ ماجرا

## جانا اوس جوان کا واسطے حج کے اور سیر کرکے ملک کی آنا اوسی شہر مین بعد تیس برس کے واسطے دریافت کرنے حال اولاد اوس امیر کی

اوسکے جانے سے امیر خوش لقا
دل مین اپنے سخت آزردہ ہوا

جب ہوا حج کے لیے رخصت جوان
تھی زبان خلق پر آہ و فغان

تیرے باعث مجکو بھی دریافت ہو
اس پسر کا حال اے فرخندہ خو

بولا وہ سنکر کہ ہے امکان کیا
بھید مین ظاہر کرون تقدیر کا

مین خلاف حکم مارون دام اگر
ہیبت حق سے جلین یک لخت پر

حکم دیتا ہی ہمین جو کچھ خدا
اک ذرا اوس سے نہ کم ہونے سوا

کی بہت سی پھر جوان نے التجا
دیر تک اونمین رہا یہ ماجرا

ہوکے عاجز پھر جوان نے دی قسم
یون کہا اے مظہر فیض اتم

ہے قسم تجکو خدا کی ذات کی
موجہ افلاک و موجودات کی

حال کچھ اس طفل کی تقدیر کا
اسکی قسمت مین جو کچھ تو نے لکھا

سنکے نام پاک رب ذوالجلال
دل ہوا نرم اوس فرشتہ کا کمال

عہد پھر اوس سے فرشتے نے کیا
بھید یہ ہرگز کسی پر ہو نہ وا

کہتا ہون اس شرط پر مین راز کو
اور کوئی واقف اس سر کا نہو

دل مین اپنے پر رکھیو اسکو مستتر
مت زبان پر لائیو ہرگز یہ سر

ہو چکا جب ضبط وہ قول و قرار
جب فرشتے نے کیا راز آشکار

عمر کے اسکے ہین کل چالیس سال
بعد اسکے یہ کریگا انتقال

ہے یہی اسکے نصیبون مین لکھا
ایک گھوڑا پاس اسکے ہوئیگا

گو کسی سے کچھ نہین لینے کا یہ
خالی گھوڑے بن نہین رہنے کا یہ

ملک ہو نہ جاہ و لشکر نے سپاہ
ہو فقط گھوڑے سے بس اسکا نباہ

ایک گھوڑے سے عمر اسکی بسر
ہو نہ یاقوت و زمرد لعل و زر

وہ ملک یہ کہکے غائب ہو گیا
رہگیا تنہا جوان اوس جا کھڑا

اوسکے کہنے کا ہوا دل پر یقین
کہہ گیا ہے جو یہ سب ہوگا وہین

آگیا اتنے مین ہنگام سحر
یہ ہوا مصروف اپنے کام پر

دھوم پہلے سے زیادہ تر ہوئی
اور وہی داد و دہش و وہی خوشی

اک مہینے تک رہی وہ دھوم دھام
مجمع خلقت نہایت ازدحام

جبکہ گذرا اوسپہ کامل ایک سال
حاملہ پھر وہ ہوئی نیکو خصال

جب ہوا درد ولادت آشکار
درد کے مارے ہوئی وہ بیقرار

شام سے لے نصف شب تک درد کا
رنج زائد حد سے بیگم کو رہا

نصف شب کے بعد با درد و محن
دختر یک پیدا ہوئی غنچہ دہن

عادت سابق پر اوٹھکر یہ جوان
پھر گیا گھر مین برائے امتحان

شاید آجائے فرشتہ پھر نظر
پوچھون اوس سے حال دختر سر بسر

ہو گئی موقوف جب وہ جق و بق
تب زیادہ تر ہوا اسکو قلق

منتظر تھا یہ کہ کب آوے ملک
دغدغہ یہ تھا کہ ہو چھالے سے حک

انتظاری مین ہوئی جب اسکو دیر
آگیا وہ چانچک یادش بخیر

نکلا اوس گھر مین سے اک مرد شریف
بس عجیب و بس غریب و بس لطیف

صحن خانہ سے وہ جب آگے بڑھا
مرحبا کہکر سلام اسنے کیا

پوچھا کیون آئے تھے تم اے مہربان
حال اپنا کیجے کچھ مجھسے بیان

واسطہ باعث سبب کچھ بات بھی
غیر کے گھر مین جو آئے تم خفی

غیر محرم کے جو تم گھر مین گئے
دو جواب اس بات کا جلدی مجھے

یہ تمھاری شکل اور یہ اتقا
گھر مین غیرون کے پھرو بیدغدغا

جب بجا لائے یہ سب حکم بشر
مین فرشتہ ہون نہین مجکو خطر

حکم پروردگار فرشتون سے نہین
رہتے ہین ہر دم کراماً کاتبین

مرد و زن پر جان تو بے شبہ و شک
ہین محافظ غیب سے ہر دم ملک

پردہ کر سکتا ہی کب انسے بشر
حکم ان کا اور انکا ہے دگر

پیدا جب دنیا مین ہو ہے طفل نو
اک ملک آتا ہے لکھنے حال کو

ہم ملک ہین کام پر تحریر کے
حکم مین ہین منشی تقدیر کے

مجکو اب پہونچا تھا حکم ذوالجلال
جا کے لکھ لا عمر کا لڑکے کے حال

اسلیے آیا تھا مین اسجا دوان
تا لکھون حال ضعیف خستہ جان

ضبط مین احالات اسکے کر چکا
ہو کے فارغ اب چلا سوے سما

کی جوان نے عرض مجکو بھی بتا
تو نے کیا اسکے نصیبون مین لکھا

اسکی قسمت مین جو کچھ ہے خیر و شر
من و عن اوسکی بھی مجکو دے خبر

رد نکر للہ تو میرا سوال
کیونکہ لا تنہر ہی قول ذوالجلال

اب پدر اس کا اگرچہ ہے امیر
بعد اسکے ہوگا یہ مفلس فقیر

ہے معاش اسکی مقدر صید پر
بیچ کر طائر کریگا یہ بسر

طائرونکی صید پر اسکی معاش
ہے مقدر اے عزیز خوش قماش

پر نہین خالی رہے گا اسکا دام
کچھ نکچھ آوے گا اوسمین لا کلام

ہوگا نام اوسکا چڑیمار ایجوان
خلق مین مشہور سن از گوش جان

تجھسے مین ہوتا ہون رخصت والسلام
فی امان اللہ قد تم الکلام

کہکے یہ باتین ملک غائب ہوا
یہ جوان حیران و ششدر رہگیا

ہوگیا دلمین ولے اوسکے یقین
جو کہا ہی اوسمین شک ہرگز نہین

لیک حیران تھا کہ کیا ہوگا سبب
جس سے یون یکلخت حشمت جاگی سب

بیعدد سیم و زر لعل و گہر
کس طرح ضائع کریگا یہ پسر

دیکھیے نازل ہوا اسپر کیا بلا
جس سے ہو یہ حال اس فرزند کا

مال و ملک و دولت و فوج و سپاہ
ایسی جلدی کسطرح ہووین تباہ

پھر یہ کہتا تھا کہ وہ رب قدیر
بادشاہونکو کرے دم مین فقیر

گر وہ چاہی بادشاہ ذوالجلال
ایک دم مین چھینے قارونکا مال

اوسکے قبضہ مین ہے سب مال و منال
کچھ نہین دم مارنیکی وان مجال

جسکو چاہی دم مین وہ کردے فقیر
جسکو چاہی آنمین کردے امیر

بعد اسکے جبکہ گذرا ایک سال
ہٹ کے آیا وہ امیر خوش خصال

دیکھکر فرزند کو خوش ہوگیا
کی زیادہ حد سے خلقت پر عطا

خلعت و سیم و زر و لعل و گہر
اس قدر بخشے کہ خیرہ ہو نظر

کی عطا اس طرح کی بے انتہا
صاحب دولت ہوا ہر اک گدا

طفل کے اپنے برابر تول کر
روز مسکینون کو دے تھا سیم و زر

طفل پر دایہ بہت سی کی تعین
تا نہو تکلیف لڑکے کے تئین

تھے فدا بیٹے پہ مادر اور پدر
رکھتے تھے ہر دم اوسے زیر و زبر

اہل خانہ نے کیا ذکر جوان
اوسکی عصمت اور عبادت کا بیان

خیرخواہی اوسکی ساری مو بمو
سنکے بس شادان ہوا وہ نیکخو

مرد و زن سے سنکے تعریف و ثنا
معتقد اوسکا زیادہ تر ہوا

کردیا اوسکا وظیفہ چار چند
جان سے اوسکا ہوا احسان مند

جانکر اوس شخص کو مرد امین
کردیا سب گھر کے کامونپر تعین

اہلیہ اوسکی دوبارہ باردار
ہوگئی حکم خدا سے جلد یار

نو مہینے جب گئے اوسپر گذر
دردزہ اوسکے اوٹھا پچھلے پہر

یاد آیا اوسکو پھر وہ ماجرا
منشی تقدیر نے جو تھا لکھا

دل مین آئی اوسکے پھر یہ آرزو
اوس ملک کی اب بھی کیجے جستجو

جبکہ پیدا ہولیا اوسکے پسر
یہ کھڑا جاکر ہوا بیرون در

شور و غل جس دم وہانسے کم ہوا
مانگتا تھا یہ دل و جان سے دعا

یارب آئے لکھنے جو حال پسر
وہ فرشتہ مجکو بھی آوے نظر

کرتا تھا یہ دل مین اپنے گفتگو
چانچک بر آئی اسکی آرزو

دیکھتا کیا ہے کہ اک مرد عرب
باہزاران ناز و شادی و طرب

گھر مین ہے باہر کو آتا ہے چلا
درمیان صحن جب وہ آگیا

آگے جاکر پھر کیا اوسنے سلام
اوس ملک نے بھی بعز و احترام

ہاتھ رکھ سینے پہ اور کرکے خطاب
اس جوان کو جھٹ دیا جلدی جواب

عرض کی اسنے کہ اے بحر کرم
کیون کیا ہی اس جگہ رنجہ قدم

آپکے آنے کا اس گھر مین سبب
کیا ہوا ہی مجھسے کہیے راست اب

جسطرح پہلے ہوئی تھی گفتگو
پرسش اوس سے اوسنی کی سب مو بمو

جب کہا اوس شخص نے مین ہون ملک
رہنے کی جا ہے مری اول فلک

مین لکھا کرتا ہون احکام قضا
ہون مین نائب منشی تقدیر کا

ہوتا ہے پیدا جو دنیا مین پسر
اوسکی قسمت مین ہے جو کچھ خیر و شر

اوسکے بالین پر کھڑے ہوکر کے ہم
لکھتے ہین حال اوس پسر کا یکقلم

لکھنے مین آیا تھا اس لڑکیکا حال
حکم سے اللہ کے اے خوش خصال

اب مین پھر جاتا ہون سوے آسمان
لکھ چکا جو کچھ ہی لکھنا اے جوان

عرض کی اسنے کہ جو کچھ ہے لکھا
اسکی قسمت مین مجھے بھی تو بتا

بوزنہ کا ہی نہین گر اے خیال
ہے طلا کا اس سے پھر بنا محال

دل کو اپنے اسطرح سے جمع کر
ہو نہ بندر کا ذرا دل مین گذر

جب مین بندر کے فنا ہے کاملا
اس خیال بد سے تو دل کو بچا

بیچ مین گر خطر اوسکا آگیا
لغو ہے پھر ساری الفت اے فتا

دست بستہ ہو محوس نے کہا
بچنا اس سے اسقدر مشکل ہے کیا

برسون مین آتا نہین مجکو خیال
بوزنہ تا دل مین اے فرخندہ فال

شرط یہ کچھ اسقدر مشکل نہین
مین بجا لاؤنگا اسکو بالیقین

ہو کے خوش درویش سے رخصت ہوا
اور وطن کا اپنے جھٹ رستہ لیا

تھا اسے درویش کا از بس یقین
اوسکے کہنے کو یہ سمجھا ہے یونہین

آپ کو وہ کیمیا گر جان کر
ہوتا اپنے دل مین ہر دم شاد تر

اس توقع پر کہ گھر مین اپنے جا
جس قدر چاہون بنا لونگا طلا

اس خیال خام پر وہ خیرہ سر
قطع کرتا تھا مسافت جلد تر

الغرض جا کر وہان بالاضطرار
جان و دل سے وہ ہوا مصروف کار

جب گیا صحرا مین وہ لینے دوا
دل مین بندر کا خیال اوسکے بندھا

آیا پھر ناچار ہٹ کر اپنے گھر
منحصر اوسکو رکھا وقت دگر

جاتا تھا صحرا مین ہر شام و سحر
لیک جب آتی تھی وہ بوٹی نظر

دو ہین آتا تھا خیال بوزنہ
مرتسم دل مین مثال بوزنہ

جس طرح کرتا تھا اوسکو دل سے دور
تھا تصور کا زیادہ تر ظہور

پڑھتا تھا لاحول و استغفار کو
تا خیال بوزنہ موقوف ہو

لیک ان باتون سے کب ہوتا وہ کم
تھا تفوق مین تصور دمبدم

منع سے پہلے کبھی در سالہا
کچھ خیال بوزنہ دل مین نہ تھا

منع کرنے کا ہوا ایسا اثر
رہتی شکل اوسکی سدا پیش نظر

اس طرح جب ہو گئی مدت بسر
تب یہ سمجھا ہے یہ اسرار دگر

چھوڑ کر مین کیمیاے باطنی
پوچھی کیون یہ بات بس دون و دنی

رنج باطل مین مجھے درویش نے
اسلیے ڈالا ہی تا غافل بنے

ہے مجھے بھائی یہ سودا محال
اس طلا نے ظاہری پر خاک ڈال

مرد کامل نے براے امتحان
کر دیا ہی تجھسے یہ نکتہ بیان

کیمیا یہ کیا ہی اور کیسا خیال
ورد کر تو نام پاک ذو الجلال

جب ہوا یہ قلب و زر وہ دہی
کیمیاے باطنی حاصل ہوئی

بوٹی اور بندر پہ لعنت بھیجکر
یاد مین اللہ کے باندھی کمر

ہو گیا وہ فعل اوس کا رہنمون
جو نہ سمجھے بات کو ہی مرد دون

اسلیے تجھسے کہی مین یہ مثال
تا کرے موقوف تو اپنے خیال

اور نہ منہیات پر راغب ہے تو
حکم حق کے ہو جو ہو جستجو

اس سخن کی کچھ نہین ہی انتہا
کہہ ملک کا اور جوان کا ماجرا

منتظر میرے ہین دونون دیر سے
لے گئی یہ گفتگو کیدھر تجھے

## پوچھنا اون جوان صالح کا منشی تقدیر سے حال قسمت لڑکے کا اور بتانا اوسکا

ہے تجھے ذات مقدس کی قسم
پھر لگا کہنے فرشتہ سے جوان

کہہ خدا کیواسطے راز نہان
حال تو اس طفل کا مجکو بتا

پہلے تو کرتا رہا تکرار وہ
جسنے یہ پیدا کیے لوح و قلم

ہے قسم تجکو بذات کبریا
سنکے نام پاک حق عز و جل

وہ فرشتہ ہو گیا بس منفعل
پر قسم سے ہو گیا ناچار وہ

دیر تک انکے رہی رد و بدل
کہتا ہون اس پر نکرنا تو گذار

کھا قسم تو اوس جناب پاک کی
اور ہوا انکار کرنے سے خجل

جب فرشتہ نے لیا اوس سے قرار
رکھیے اوسکو دل کے اندر تو چھپا

ہو چکا جب تجھپہ یہ قول و قرار
موجد ارکان اور افلاک کی

اور پر ہرگز نہو یہ حال وا
اسکی قسمت مین نہین مال و منال

تب فرشتے نے کیا راز آشکار
مدت عمر اسکی ہی ہفتاد سال

اہل دنیا کی ہے غفلت پر بنا
باخبر کو کام ہی دنیا سے کیا
جو کوئی اوس راہ کا ہی بیخبر
کام سی دنیا کے وہ ہے کور و کر

سقف دنیا کا ہی یہ غفلت ستون
اوسمین ہین یہ جنگ و ظلم و کشت خون
جب ترا یہ پردۂ غفلت اوٹھا
پھر ملایک کا بھی تو ہے پیشوا

منع سی یہ اور شائق تر ہوا
کی بہت سی پھر جوان نے التجا
آدمی کی طبع پر ہے منع شاق
منع سے ہوتا ہی زائد اشتیاق

منع سی ہوتی ہی حرص مرد تیز
منع سی باہم ہین سب جنگ و ستیز
ہو بشر جس کام مین طبعا نفور
منع کرنے سے کرے وہ بالضرور

مجکو اسپر یاد ہی اک طرفہ نقل
غور کرتا آوے کچھ تجکو بھی عقل

## قاعدۂ کلیہ اور خاصہ طبعی ہر آدمی کا ہی کہ جس بات سے منع کرین دل اوسکا اوسی چیز پر راغب ہوتا ہے اور وہی شے اوسکے ذہن مین مرتسم ہوتی ہے اور اسی پر تمثیل ہے ایک درویش عابد اور ایک مرد کی

کہتے ہین تھا ایک بس مرد ظریف
صاحب تمکین و درویش و شریف
عابد و زاہد کریم و پارسا
متقی و نکتہ فہم و باوفا

ہم رحیم و ہم کریم و ہم خلیق
ہم شفیق و ہم طلیق و ہم ذلیق
رہتا تھا صحرا مین آبادی سے دور
اختلاط خلق سے تھا وہ نفور

طمع دنیاوی سے بالکل پاک تھا
کار حق مین چابک و چالاک تھا
تھی توکل پر فقط اسکی گذر
رزق کے اوسکی خدا لیتا خبر

بسکہ باہمت تھا وہ مرد خدا
ہوتا جو کچھ اسکی حاجت کے سوا
کرتا وہ تقسیم محتاجون پہ سب
کچھ نہ رکھتا پاس اپنے روز و شب

جو کوئی ہوتا غریب و خستہ جان
جیسے خدمت اوسکی کرتا وہ جوان
اسلیے رہتی تھی اوس جا ایکدھوم
بینواؤن اور غریبون کا ہجوم

ایک دنیادار کے دل مین گمان
یہ ہوا ہی کیمیا گر یہ جوان
اس توقع پر کہ شاید دے بتا
خدمت اوسکی دل سی وہ لاتا بجا

اچھے اچھے گھر سے پکوا کر طعام
لیکے جاتا پاس اوسکے صبح و شام
کرتا الفت اور محبت بیشمار
رہتا خدمت مین کھڑا لیل و نہار

جبکہ گذرے اس طرح پر چند سال
ایکدن اوسنے کیا اوس سے سوال
آپ کو آتی ہے گر کچھ کیمیا
نسخہ اوسکا کیجے بندے کو عطا

سمجھا اپنے دل مین جب وہ مرد پیر
طمع دنیا مین ہی یہ بالکل اسیر
اسکو اب مایوس کرنا ہے برا
جانفشانی اسنے کی ہے سالہا

اب اگر اس شخص کو دون مین جواب
دلمین ناحق اپنے کھائے پیچ و تاب
حکمت عملی ہی اس جا مین ضرور
یہ بلاتا اپنے پیچھے سے ہو دور

یون کہا درویش نے تجھپر فدا
بھی ہی میرا چیز کیا ہے کیمیا
تیری فرحت سے ہی میرے دل کو چین
تیرا کہنا ہی مرے بالراس و عین

آیا تھا جیمین مرے بھی بارہا
دون بتا تجکو بنا لینا طلا
لیک تھا از بسکہ راز مستتر
تھا ظہور اسوقت اسکا منحصر

نسخۂ نقرہ بتاؤن یا طلا
کون شے درکار ہے مجکو سنا
جب تجھے درکار ہووے سیم و زر
دمبدم مین اوس قدر تیار کر

ہوکے خوش اوس شخص نے کی التجا
وہ بتا جس سے بنے کندن طلا
یون کہا اوسنے اوکھاڑ اب وہ جڑی
اوس شجر کے بیچ مین جو ہی کھڑی

اس سے بنتی ہے بلاشک کیمیا
شرط ہی لیکن یہ اسمین اے فتا
جبکہ پاوے تو بناوے اس سے زر
ہو نہ بندر کا ذرا دل مین خطر

اس اندھیری رات مین تنہا کہو
کیون قدم رنجہ کیا اے نیکخو
یون تن تنہا اندھیری رات مین
سچ بتاؤ آپ ہین کس گھات مین

ہے کوئی ہمراہ یار و غمگسار
اجنبی کا عورتون مین کیا ہی کار
غیر محرم کو ہی شرعاً کب درست
گھر مین جا غیرونکے یون چالاک چست

یہ تمھاری وضع اور یہ اتقا
حیف صادر ہو یہ فعل بدنما
بے اجازت اہل خانہ کی کہان
گھر مین جانا غیر کے ہی اے میان

ہی عجب ہو تمسے یہ فعل قبیح
دو جواب اسکا بآئین فصیح
اس فصاحت سے دیا اوسنے جواب
گویا جھڑتے ہین لبون سے دُرِ ناب

کرکے نام حق یہ اول ابتدا
حمد حق سبحانہ جل و علے
کی یہ پھر تازی زبان مین گفتگو
فاش مت کر راز پنہانی کو تو

حکم ہین کچھ اور ملک غیب کے
دخل انمین حکم ظاہر کو نہ دے
عالم ظاہر ہی محسوس حواس
اسکو تو کرتا ہی غائب پر قیاس

غیب کو کیا نسبت اس حاضر سی ہے
فرق ہی اسمین مثال مرد رے
ہی شہادت ارض و غیبی ہی سما
حکم ہی اسکا جدا اسکا جدا

کب ہو جاری چرخ پر حکم زمین
یہ کثیف اور وہ لطیف و مہ جبین
وہ سراسر نور و یہ خاک سیاہ
وہ لطیف و پاک و یہ خوار و تباہ

ہی غلط تیرا قیاس اے بیخبر
اپنی کج فہمی پہ استغفار کر
امر حق سی ہی جو کچھ ہمنے کہا
اعتراض اوسپر ہی احکام خدا

حکم حق پر ہے ہمارا کاروبار
منکر اسکا دونون عالم مین ہی خوار
مین ملک ہون تابع حکم خدا
اور لکھا کرتا ہون احکام خدا

ہوتا ہی پیدا جو دنیا مین بشر
قدرت حق سی مجھے ہو ہے خبر
حکم ہوتا ہی مجھے جا کر شتاب
لکھ تمامی عمر کا اوسکے حساب

ہی جو کچھ قسمت مین اونکے خیر و شر
رزق و کسب و علم و جہل و خشک و تر
ضبط مین کرتا ہون سارا ہو بہو
حال کو اوس طفل نو کے مو بمو

منشئے تقدیر ہے میرا علم
حال مین لکھتا ہون سبکا یک قلم
ہین تعین میرے ملایک دس ہزار
میری مرضی پر یہی کرتے ہین کار

کب مٹے میرا لکھا تدبیر سے
کون ہو عہدہ برا تقدیر سے
ہی نبی کا قول قد جف القلم
میرے لکھنے پر اشارا اے صنم

کب مری تحریر اے جن و ملک
کذلک تدبیر سے ہوتی ہی حک
جمع ہون گر اہل دنیا کے تمام
میرے لکھنے سے نہو برعکس کام

آنا میرا حکم حق سے ہی یہان
تا لکھون احوال طفل اے نکتہ دان
دیکھ کب سکتا ہی ہمکو ہر بشر
لطف حق ہی جو تجھے آیا نظر

تھا بہت از بسکہ تو با اتقا
رحمت حق نے دیا پردہ اوٹھا
مختصر کرتا ہون مین اپنی کلام
رخصت ہوتا ہون مین تجھسے السلام

سنکے سارا اوس فرشتہ سے بیان
مضطرب اپنے ہوا دل مین جوان
دل مین آیا کیجیے اس سے سوال
منکشف ہو تا کہ اس لڑکے کا حال

اسکی قسمت مین ہے کیا کیا کچھ لکھا
کیجیے اس راز پنہانی کو وا
الغرض اسنے فرشتہ سے کہا
تم ہو مقبول جناب کبریا

تم پہ ہے انعام و لطف کردگار
لطف حق تم پر ہے ہر لیل و نہار
تم ہو مخصوصان درگاہ خدا
محرم راز جناب کبریا

مجکو اے منشی تقدیر بشر
حال سے اس طفل کے آگاہ کر
اسکی قسمت مین جو کچھ تو نے لکھا
من و عن وہ حال مجکو بھی بتا

جو مقدر اسکی قسمت مین ہے وہ
تیرے صدقے سے مجھے دریافت ہو
عجز پر میرے ذرا کرکے نظر
دے مجھے اپنی کتابت کی خبر

یون کہا اوس سے ملک نے کیا کہون
راز غیبی کسطرح افشا کرون
مجھسے کب ہووے خلاف امر کار
جب تلک ہووے یہ حکم کردگار

تو نکر اس بات کا ہرگز خیال
اسمین کب دم مارنیکی ہی مجال
راز غیبی مشتہر کب ہو بھلا
تو عبث اسبات کے درپے ہوا

مجھسے مت اسبات کی تفتیش کر
مین نہین کہنے کا ہرگز یہ خبر
راز باطن کی کرین گر ہم خبر
کام دنیا کا ہو سب زیر و زبر

مضطرب ہو کر اگر تو ہو مجیر — کیون نہو لطف اوسکو تنگیر — غیر حق سے جب ہوا تو منقطع — اوسکی رحمت سے کیون ہو منتفع

دوسرے پر ہے اگر تیری نظر — لطف ایزد کہ ہے تیرا چارہ گر — وان دوئی سے ہی فقط ہے سد باب — جب گئی یہ ہو گیا تو بار یاب

نعمتون کی کچھ نہین اوسمین جا کمی — چاہیے لیکن خلوص آدمی — شہری جب اللہ پر سچی نظر — رحمت حق سے ہوا پیدا اثر

ایک تھی مادر کے بچنے کی خوشی — دوسرے بیٹے کے ہونیکی خوشی — یا تو وہ گھر غم سے تھا ماتم سرا — دم کے دم مین مجمع عشرت ہوا

یا رہا ہر اک غم سے تھا غمگین و زار — یا خوشی سے ہو گئے باغ و بہار — یا تو تھے افسوس و حسرت کے کلام — یا مبارکبادی تھی دھوم مدام

تھے لبون پر غم سے با آہ و فغان — یا خوشی سے تھا ہر اک ثمرہ زبان — ہے یہی کار جہان بے ثبات — ایک دم مین برج ہی اک دم مین مات

ہے تغیر آدمی کو دمبدم — ایک دم ہین ہے خوشی اک دم مین غم — ہی کبھو گریان کبھو خندان بشر — اس غم و شادی پہ مت کر تو نظر

لذت دنیا ہے ملعون اے فتا — نقش ظاہر پر نہ اسکے دل لگا — مثل چقماق اسکی ہے باطن مین نار — اسکے ہر قطرہ مین ہین سو سو شرار

بلغم باعور کو جب پھیرے — لکھ کر اپنی دنیا کا ہاتھ سو لے بچے — جسپہ ہو وے لطف و انعام خدا — ہاتھ سے اوس نفس دون کے وہ بچا

سب ہوا پیدا وہان طفل رشید — ہو گئی وہ رات سب پر روز عید — بسکہ تھا ہر شخص پر عیش و طرب — اک شب قدر اوسکے گھر مین تھی وہ شب

کوئی صدقہ دیتی تھی سر پہ چھوا — لعل و گوہر کوئی کرتی تھی ادا — بینواؤن اور غریبون کو دیا

صدقہ سے ہر درد و ہر غم کا علاج — صدقہ سے بیمار کا خوش ہو مزاج — مال کے دینے سے جب جنت ملی — کیا ہو گر تو بات کو صدقہ کرے

جیکو قربان کرکے تا وہ جانجان — خیمۂ اللہ مین تجھے دیوے مکان

شور و غل جب اوس جگہ سب ہو چکا — اوس جگہ سے جب ہوئے سب ایک سو — رہ گئی وہ مادر طفل نکو

وہ ہوا ان صالح و با امتیاز — کرکے دروازے کو اوس جانی نے وا — گھر کے اندر وہ وے پانون گیا

تا کہ بیگم کو مبارکباد دے — شاد و خوری طفل کی ہنکی دے — چاہتا تھا یہ کسیکو دے صدا

تھا تامل مین کھڑا یہ ناگہان — دیکھتا کیا ہے کہ اک مرد جوان — نکلا باہر اوس سے مثل آفتاب

نور چہرے سے عیان مانند برق — سر سے پا تک حسرت یزدان مین غرق — گھر مین سے باہر کو آتا ہے چلا

دیکھکر اوسکے مین یہ نوجوان — رہگیا حیران و ششدر لبگران — غیر کا اقرار اوس جا مین محال

پاسبان دروازے پہ ہین بیشمار — چپکے اور چوکی مین بس ہین ہوشیار — خیمہ جسمین آنے جانے کا نہین

آدمی کا ہو یہان کیونکر گذر — پر پرندون کی ہو وان جسمین تر — ہی خلاف عقل و فہم نکتہ دان

وہم کا بھی ہو نہ جس جا مین گذر — اوس مکان مین کسطرح پہونچے بشر — یا مجھے ہی خبط و مالیخولیا ہے

پھر یہ کہتا تھا کہان جن پلید — اور کہان یہ شکل یا کبر و سعید — یہ روشن اور نورانی کہان

کب ہو یہ شکل و شمایل دیو کی — یہ کچھ اسرار غیبی و خفی — بہید اوسکا نا کہ ہو کچھ اسپہ وا

پاس جاکے اور ادب سے کر سلام — دست بستہ ہو کے پوچھا اوسکا نام — اوسکی تم کرتے ہو اس جا جستجو

جب ہوئی سینہ مین الفت جانگیر
پیدا مادر کی ہوا پستان مین شیر

عشق سی دنیا مین ہین سب کاروبار
عشق سی ہین راست سب عالم کی کار

گر نہووے دل مین حب مال و جاہ
کون ہو مملوک اور ہو کون شاہ

کوئی مالک ہو نہ کوئی ہو غلام
ایک کو ہو دوسرے سے کچھ نہ کام

عشق فانی سی ہے الفت کا ڈھنگ
عشق باقی سی ہو پیدا دل مین رنگ

جو کوئی ہی عشق سی دنیا کی مست
کم رہے اوسکے تئین جام الست

ہوش کر مت دل لگا فانی سی تو
دل کو پر کر عشق ربانی سے تو

دوستی کرتا ہی کیا معدوم سے
دل لگا اوس قادر قیوم سے

یاد حق مین جو کوئی ہی چشم تر
ہی وہ بیشک بادشاہ بحر و بر

تو ہوا اوسکا تو وہ تیرا ہوا
وہ ہوا تیرا تو کہہ تو کیا ہوا

ذات مولا مین ہوا جب تو فنا
تیرے قبضے مین ہوئے ارض و سما

انجم و شمس و قمر جن و ملک
علم مین تیرے ہوئے بے شبہ و شک

کر حسن کو تو ذرا تو یہ بیان
دور جا پہونچی قطار کاروان

عشق کا ایسا ہوا دل پر اثر
داستان سی ہو گیا تو بیخبر

عشق کا ایسا ہوا دل پر عبور
منزلون ہی رہگیا مطلب سے دور

## پیدا ہونا لڑکیکا امیر کی گھر پچھلے پہر رات کی وقت اور ملنا اوس جوان صالح کا منشی تقدیر سے اور معلوم کرنا اوس لڑکے کی قسمت کا حال جو کچھ خرابی اوسکی قسمت مین لکھی ہے

بعد آدھی رات کے وہ باردار
درد زہ سے ہو گئی بس بیقرار

درد کے مارے نپٹ بیتاب تھی
ریگ پر جون ماہی بے آب تھی

مرغ بسمل کیطرح غلطان وہ تھی
درد سے اوسکے لبون پر جان تھی

کر لیے تعویذ و گنڈے بیشتر
پھر ہوا کوئی نہ اوسپر کارگر

جنتر و منتر فسون و ٹوٹکے
جو نکرنے تھے سو اوسپر کر چکے

کچھ ولے اوس کو نہ بخشا فائدہ
دمبدم وہ درد طغیانی پہ تھا

رنج جو ہوتا ہی قسمت مین لکھا
کب دوا سے اوسکو ہووے فائدا

رنج و راحت سی بچائی ای فتا
گر قضا سی تو ہر اک سی کی دوا

ہی جو کچھ بھائی سو ہی تقدیر سے
کب وہ مٹتا ہی مری تدبیر سے

حکم حق سی ہی جو ہی سود و زیان
تو عبث تدبیر مین ہی خستہ جان

ہو اگر تدبیر ہر اک کارگر
تو شہنشاہ جہان ہو ہر بشر

اپنی خواہش پر اگر ہون راست کام
تو ہر اک دنیا مین ہووے شاد کام

تو کرے سو فکر و تدبیر اے فتا
ہون وہ سب بالعکس اگر چاہی خدا

جب نہو تدبیر تیری کارگر
غور سی کر عجز پر اپنے نظر

قادر مطلق سمجھ اللہ کو
بیخبر مت بن ذرا آگاہ ہو

الغرض جب ہو چکے مایوس سب
ملتے تھے اپنی کف افسوس لب

جب کسی شے کا نہ دیکھا فائدا
کی جناب حق مین دل سی التجا

جس کسی سی فائدے کو ہی وجود
ہی اوسی سے سب کی مشکل کا کشود

ضعف ایمان کا ہی یہ تیرے پسر
غیر حق پر گر رکھے ہے تو نظر

پردۂ ظاہر ہی خامی کی دلیل
پردہ جب تک ہی پھرے ہی تو ذلیل

مرد بن اس جسم کا پردہ اوٹھا
قید جسمانی کو توڑ اے بیوفا

قید جسمانی ہی پل اس سے گذر
پار جا اور دیکھ صحرا سبز و تر

ہی یہ صحرا ملک وہ صحرا ای جان
جسکا ہر ذرہ ہی مہر درفشان

کی ہر اک نی جان دل سی جب خروش
آگیا دریای رحمت کا بجوش

مضطرب ہو کر کرے ہے جو دعا
اوسکو سن لیتا ہی جلدی کبریا

اضطراب دل ہی منظور نظر
مضطرب کا ہو ہی کہنا کارگر

تھا ہر اک دیدہ سے جاری اشک چشم نم
تھا قلق ہجر کے دل پر اور الم

اوس جوان کو جان کر مرد امین
اہل خانہ پر کیا اوسنے تعین

اور یہ فرمایا کہ اے اہل حرم
حکم میں تیرے کیے ہیں اک قلم

جو کرے تیرے خلاف حکم کار
ہے سزا اسکا اوسکی تجکو اختیار

نیک تدبر پر رکھے تو دل کھنا نظر
ہے حفاظت تجکو لازم اے پسر

رہے پر تیری ہے جو ہو انکا کام
ہوتی ہیں ہم تجسے رخصت والسلام

اوس جوان کو سونپ کر اہل و عیال
کوچ جلدی کر گیا وہ خوش خصال

سونپ اوسکی رائے پر تو کام دین
دین کی تا کام ہوں سب سیر درست

گر ملے تجکو کوئی مرد امین
سو کہ از کبریت احمر وہ نہین

راہ عشقے مین ہو تو چالاک چست
مرشد دانا ہے اس رہ کا امین

کیا بیان کبریت احمر ہے جہان
لعل و یاقوت و زمرد کی ہو کان

علم باطن کے جواہر اور ہین
اور ہی کچھ اونکے طرز و طور ہین

دیکھیے گر آنکھ نسے اونکے رمق برق
بحر حیرت مین ہو تو یکبار غرق

وہ سراسر سنبل و ریحان و ورد
اسمین بالکل رنج و تکلیفات و درد

گر گیا جب کوچ اوس جا سے امیر
یہ جوان اوسکے رہا رونق پذیر

کرتا تھا ہر دم ز بس یاد خدا
مجمع برکت ہوئی تھی وہ سرا

وہ سر ہر شام سے تا سحر
طاعت حق مین ہی کرتا تھا بسر

قائم اللیل اور صائم بالنہار
تھا یہی اوس نوجوان کا کاروبار

اتفاقاً اوس سپہ سالار کی
بار دار اہا یہ حکم حق سے تھی

دونون کو اولاد کی تھی آرزو
رائدن فرزند کی تھی جستجو

اس توقع پر کہ ہووے اک پسر
دیتے تھے یاقوت و لعل و سیم و زر

نو مہینے جب ہوئے اور سر پسر
مرد و زن تھے جان و دل سے منتظر

ہر خوشی بیٹے کی ہووے بیشمار
تھی کبھی فرحت دلونمین گاہ ڈر

یہ ہی اک رحمت کا ہے اوسکے اثر
گو کہ ہو فرزند اسکا بے ہنر

کون اوٹھاتا یہ مصیبت اور بلا
گر نہ دل الفت سے انکا زار ہو

عشق سے سب ہو گئے ریحان و ورد
وہی خدا نے وہ طرب اب باپ کو

عشق سے خنظل ہو حلوا و شکر
گر نہ ہوتا عشق کا دل مین اثر

عیب الفت سے نظر آوین ہنر
اسلیے کہتا ہے وہ خیر البشر

طفل کی منظور جو تھی پرورش
محنت شبہا و سرما و جفا

وہی خدا نے دل مین الفت طپش
پرورش کا کر دیا الفت سبب

اوس جوان کو جان کر مرد امین
اہل خانہ پر کیا اوسنے تعین

جو کرے تیرے خلاف حکم کار
ہے سزا اسکا اوسکی تجکو اختیار

رہے پر تیری ہے جو ہو انکا کام
ہوتی ہیں ہم تجسے رخصت والسلام

سونپ اوسکی رائے پر تو کام دین
سو کہ از کبریت احمر وہ نہین

مرشد دانا ہے اس رہ کا امین
لعل و یاقوت و زمرد ظاہری

بے زمرد اور یاقوت و گہر
ہین خذف ریزے ہی بھی اون جا پر

نسبت اوس عالم کو اس سے کب ہو یار
مہر تابان و ہے یہ خس اور خار

وہ سراسر قند و حلوا و عسل
یہ ہی زہر و حنظل و صبر و مثل

گھر پہ اوسکے جیکو کرتا تھا فدا
جان و دل سے کام مین مصروف تھا

گو کہ وہ اس کام پر مغرور تھا
یاد حق مین وہ سدا مامور تھا

فکر و ذکر و جہد و تسبیح و قیام
تھا وظیفہ اوس جوان تا صبح و شام

خلق مثل چشم تھی وہ مردمک
تھا بشر صورت مین سیرت مین ملک

کھینچکر تکلیف و رنج بیحساب
آیا تھا برج حمل مین آفتاب

دمبدم اونکی یہی تھی التجا
یا الٰہی کر پسر ہمکو عطا

کی بہت خیرات جب بے انتہا
تب فشانے پر لگا تیر دعا

مرد و زن تھے جان و دل سے منتظر
تا کہ ظاہر ہو یہ راز مستتر

تھی کبھی فرحت دلونمین گاہ ڈر
دیکھیے دختر ہو پیدا یا پسر

گو کہ ہو فرزند اسکا بے ہنر
ہوتا ہے لیکن پسر جان پدر

گر نہ دل الفت سے انکا زار ہو
پرورش لڑکے کی اس دشوار ہو

وہی خدا نے وہ طرب اب باپ کو
بیٹے پر کرتے ہین قربان آپ کو

گر نہ ہوتا عشق کا دل مین اثر
ایک دن مین رو کے مر جاتا پسر

اسلیے کہتا ہے وہ خیر البشر
سبکو کرتی ہے محبت کور و کر

محنت شبہا و سرما و جفا
عشق ہو دل مین تو دیکھا کیا مزا

پرورش کا کر دیا الفت سبب
ورنہ یہ زحمت اوٹھاتا کون کب

بسکہ وہ سردار تھا پاکی نہاد
دل مین رکھتا تھا جو اسے اعتقاد

دل مین سمجھے تھا اوسے مرد امین
متقی و زاہد و اہل یقین

اتفاقاً شاہ نے اوسکے تئین
کر دیا یک ملک کے اوپر تعین

جبکہ پھر پہونچا بہت وہ رو دراز
فوج کر کے ساتھ با صد امتیاز

جنگ سے ہی اہل دنیا کا نظام
صلح سے بگڑے ہین سارے انکے کام

ہی طبیعی امر انکا شور و شر
کشت و خون و جنگ دفع ہر ضرر

کام جب تک ہے مناسب طبع کی
رہتا ہی دونون کا دل باہم خوشی

یہ اوسی سمجھے ہے اپنا یار غار
وہ اسے جانے ہی دل سے دوستدار

جب ہو اوس امر طبیعی کا ظہور
دوست بھی ہو دوست سے اپنی نفور

دشمن جانی ہون سب فرزند و زن
اقربا تیرے ہون تیرے بیخ کن

گر قضا انگشت آنکھون پر دھرے
ٹکڑے ٹکڑے باپ بیٹے کی کرے

ہی قضا کی پنج انگشت مجیب
جب وہ چاہے ہی کرے امر غریب

دور کھے آنکھون پر اور دو گوش پر
تا کہ تو بنجاے خاصہ کو رو کر

اک بجاے مہر وہ لب پر دھرے
تا کہ تو کہنے سے بھی ساکت رہے

کر نلے جبتک کہ تو پورا وہ کار
ہین حواس خمس تیرے نابکار

کام سرزد تجھسے ہو بالاضطرار
بن کہی اوسکی ہو دل مین بیقرار

ہی تقاضا یہ قضاے غیب کا
تو بری چیزونکو گر سمجھے بھلا

ہو خزف ریزی سی بھی جو شے بتر
تجھکو دکھلاوے قضا مثل گہر

مادۂ خر سے اگر ہو وہ بتر
حور سے بہتر تجھے آوے نظر

دے جو کچھ زہر ہلاہل کو بھی مات
وہ دکھائی دے تجھے آب حیات

جس سے تیرا ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر
آپ اوسے تو کھاے حلوا جانکر

گھیرے جب تیرے تئین تیری قضا
آپ جا تو در دہان اژدہا

ہی قضا وہ شے اگر ہو حق نمون
تو کرے خنجر سے اپنا آپ خون

ہی یہان جو کچھ قضا کا کھیل ہی
تو مثال گل ہی اے فرخندہ پے

تو قضا پر گر رہے ثابت قدم
تو نہ پہونچے کچھ ترے دلکو الم

جو کوئی تیرا کرے نفع و ضرر
غیب سے اوسکو سمجھ تو اے پسر

احتشام اسبات کا دشوار ہی
منتظر ہی وہ اسیر نیک پے

کیا امیر اسجا فقط حیران ہے
سامعون کے دلمین بھی خلجان ہے

## یہان سے بیان ہی جانا امیر کا طرف لڑائی کے اور چھوڑنا اوس جوان صالح کو واسطے خبرداری اہل و عیال کے اور متعین کرنا کاروبار گھر کا

فوج کو لیکر امیر نامدار
حکم سے شہ کے چلا بالاضطرار

حکم کا حاکم کی کر تو اتباع
تا کہ ہو دونون جہان مین انتفاع

لیک وہ حاکم کہ ہو محکوم حق
کر دے اپنے آپ کو معدوم حق

عالم جان پر ہو جسکی سلطنت
ہو وہ ظل اللہ عالی مرتبت

وہ اطاعت مین ہی ہمسلک نبی
کافر و فاسق ہی یہ طاعت بری

گر خلاف امر ہووے امر شاہ
تو کرے اوسکو تو ہووے روسیاہ

ہین اولے الامر انبیا یا اولیا
اہل دنیا کو نہین یہ مرتبا

ہو کے شاہنشاہ عادل ہو اگر
جان اوسے کبریت احمر اے پسر

عدل ہی باغ خلافت کا شجر
عدل ہی شاخ ولایت کا ثمر

عدل سی سرسبز ہو باغ جہان
عدل سی صحرا ہو رشک بوستان

اسلیے کہتا ہے وہ خیر الورا
سلطنت کو عدل سی ہووے بقا

علم ہی اس سلطنت کا بیخ کن
ظلم ہی گردن کشونکا سر شکن

ظلم سے بدتر نہین کوئی گناہ
خلق اکثر ظلم سے ہووے تباہ

الغرض جس وقت وہ چلنے لگا
اور زن و فرزند سے رخصت ہوا

وہ تو ہے رزاق ہر وحش و طیور
وجہ کچھ تخصیص کی ہی بالضرور

شرح کر اسکی ذرا بہر خدا
دغدغہ یہ تا ہر ایک کے دل سے جا

بولے یون پیغمبر خیر الزمان
مستتر ہی اسمین بھی راز نہان

گوش جان اپنی کرو اوس وقت وا
تا کہ سمجھو تم بھی اسکا مدعا

چست رزاقی پر اوسکے ہو یقین
جانو دل سے اوسکو رب العالمین

گھونسلے مین بیضہ جب دیتا ہی زاغ
ہوتا ہی فرحت سے اوسدم باغ باغ

مدت معہود تک اون پر سدا
بیٹھا رہتا ہے نہین ہوتا جدا

بیضہ سی ہوتے ہین جب بچے نمود
قدرت حق جلہ سے رب ودود

پشم تن پر اونکے ہوتی ہی سفید
زاغ اپنے دل مین ہوے نا امید

وہ سمجھتا ہے کہ بیضہ اور کے
آشیانہ مین کسینے رکھدیے

دیکھکر ابیض اونھین ہو خشمگین
دل مین سمجھے یہ مرے بچے نہین

گر مرے ہوتے تو یہ ہوتے سیاہ
ہوتا اسود رنگ شکل دود آہ

غصہ مین ہو آشیانہ سے جدا
پانی دے انکو نہ دانا اے فتا

لیک گاہ و گاہ اونکے حال کو
اور وہان بیگانہ وش دیکھے ہی وہ

بھوک سی جب حال ہو اونکا تباہ
رزق اونکو بھیجتا ہی یون آلہ

حکم ہوتا ہے کہ ہوا کو جلد تا
گھیر کر پشونکو اوس جا جلد لا

بھوکے ہو کر جب کرین وہ منہ کو وا
جانکر خوراک مچھر اوسمین جا

اشتہا ہوتی ہی اونکو جسقدر
پشہ لیجائے ہوا وان گھیر کر

اسطرح جب لے وہ بچون کی خبر
رزق کا اپنے تجھے ہو کیا ہی ڈر

وہ کہی ہے آپ لا من دابۃ
تو پھرے ہی در بدر خوار و تبہ

جبکہ جائین چالیس دن اوسپر گذر
اور سیہ نکلین بدن مین اوسکے پر

رنگ جب بچونکا ہوتا ہے سیاہ
برطرف ہو زاغ کا بھی اشتباہ

زاغ کو اسبات کا جب ہو یقین
بچے میرے ہین کبوتر کے نہین

پھر نئے سر سے محبت کا ہی جوش
مہر الفت سے لگے کرنے خروش

عشق ہو سینہ مین اوسکے شعلہ زن
بچونپہ قربان کرے وہ جان و تن

رزق کا بچونکے اپنے اہتمام
پھر بذوق دل کرین ہر صبح و شام

بچونپر ہو جان اور دل سے فدا
اور کھلائے دمبدم اونکو غذا

وجہ یہ تخصیص کی ہے دوستو
سمجھو تم بھی اس سخن کے مغز کو

رزق تیرا خود ترا جویا ہی یار
تو تجسس مین عبث ہوے فگار

اسلیے کہتا ہون مین اک داستان
تا کہ تو بھی سمجھے کچھ رمز نہان

## اس داستان مین بیان ہے حال تقدیر کا کہ جو مقدر ہے وہ ٹلتا نہین اور حال ایک امیر کی اولاد کا کہ موجب عبرت ہے

کہتے ہین تھا ایک مرد نوجوان
زہد اور تقوی مین یکتائے زمان

صاف طینت پاک خصلت نیکخو
تھا جوان صالح و مرد نامجو

اوسکا ہر انداز تھا مرغوب شرع
اوسکا ہر ایک فعل تھا مرغوب شرع

گو کہ سن اور سال مین تھا وہ جوان
راہ حق مین لیک پیر نکتہ دان

کار حق مین جان سے مصروف تھا
کام اوسکا امر بالمعروف تھا

تھا وہان اک شخص عالی مرتبت
زیب عالم مہر برج سلطنت

نائب سلطان امیر نامدار
رکن فوج بادشاہ کامگار

تھا سپہ سالار لشکر وہ امیر
جرات و ہمت کے اندر بے نظیر

ہر یک اوسکا طرز مطبوع و درست
کام مین اسلام کے چالاک و چست

وہ جوان صالح و با اتقا
تھا ملازم اوس امیر نیک کا

## یہ تمثیل ہے اسبات کی کہ آدمی اللہ تعالے کی وعدہ کو کمتر آدمیون کے وعدہ سے حقیقت مین جانتا ہی اور ظاہر مین زبان سے اللہ کو رازق کہتا ہے ؛

آدمی کوئی اگر وعدہ کرے
نقد یا کھانا تجھے دینا کرے

اوسکے وعدہ پر ہو ایسا اعتماد
دل مین ہو تسکین اور جی شاد شاد

ہو نہ اوسدن کچھ تجھے فکر و قرار
اوسکے کہنے پر فقط ہو شاد یار

گو کہ ہین اوسمین ہزارون احتمال
کچھ نہین کرنے کا تو اونپر خیال

راست گو وعدہ کو اوسکے جان کر
ہو گیا کسب ہنر سے بی خبر

اسقدر وعدے پر اوسکے ہی یقین
فکر اوسدن رزق کا تجکو نہین

وہ خدائے قادر بیچون و چند
جسکے آگے خس ہے یہ چرخ بلند

وعدے مین اوسکے نہین ہرگز خطا
عام ہی ہر شخص پر اوسکی عطا

فیض یاب اوس سے جوان و پیر ہے
لطف اوسکا سب پہ عالمگیر ہی

بخل و عیب و بغض سے ہی وہ بری
ہی ہر اک برتر سے اوسکی برتری

ہی ہر اک نعمت وہان بے انتہا
وہم بھی جس جا نہ کم ہونیکی جا

رزق کا تیرے ہوا جب وہ کفیل
اور بنا ہر کام مین نعم الوکیل

پھر تجھے ہی کسلیے یہ اضطراب
رزق کی خاطر پھرے ہی کیون خراب

کھوتا ہی ناحق مین اپنی آبرو
جو مقدر ہی وہی پاتا ہے تو

ہی جو کچھ تیرے نصیبون مین لکھا
بیش و کم اوس سے نہو وہ اے فتا

ضعف ایمان کی ہی تیری یہ دلیل
نان کے خاطر جو تو ہووے ذلیل

بو ہے گر ایمان کی تجھ مین اگر
کر توکل ہے توکل خوب تر

وعدے کو سچا سمجھ اللہ کے
دل کو مت آلودۂ دنیا کرے

ہوتا ان باتونکا گر تجھکو یقین
حب دنیا کی نہوتی دلنشین

کھینچتا دل سے وہ آہ جان خراش
ہوتا جس سے زہرہ سب کا پاش پاش

وعدیکو حق کی بھی تو سمجھے ہی سست
اوسپہ کب ایمان تیرا ہو درست

جب ہوا ایمان تیرا خوب چست
دین دنیا سب ہوئے تیرے درست

دل مین تو سمجھے ہے مومن آپکو
کب گل ایمان کی ہی تجھ مین بو

شعبہ ہین ایمان کے بے انتہا
ایک بھی تجھ مین نہین ہے اے فتا

جذبہ ہو اوسکی عنایت کا مگر
لاوے تجھکو کھینچکر وہ راہ پر

ہی یقین ہر شخص پر سرہنگ عیب
وہ ہی کرتا ہی جو ہی آہنگ عیب

بستۂ زنجیر معنی ہے بشر
تو عبث صورت پہ رکھتا ہی نظر

لذت معنی گویا اے ناخلف
پوست پر ظاہر کے مت ہو تو تلف

## بیان ہے معنون دعا کا کہ بیچ مقدمہ رزاقیت کے وارد حدیث مین ہوئی ہے یا رزاق الغربان فی اغشائہا یعنی اے رزق دینے والے کاگ کی بچون کے گھونسلون مین ؛

مانگتے تھے ایک دن حضرت دعا
رازق الغربان فی اغشائہا

رزق دے ہی زاغ کے بچونکو تو
گھونسلون کے بیچ مین بے جستجو

یعنی جو ہی تیری رزاقی کی شان
کب بشر کا پہونچے وان وہم و گمان

پوچھا اصحاب نبی نے یا نبی
زاغ کے بچونکی کیون تخصیص کی

قطع جب عابد نے کر لی نصف راہ
کتے نے پھر آگی کی مٹی تباہ

حملہ پھر کتے نے جب اوسپر کیا
روکے عابد اوس سے یہ کہنے لگا

مجھسے کیا خواہان ہے اب اے بیحیا
چھوڑ دے پیچھا میرا بہر خدا

بھوک کے ہاتھوں سے مین تھا سخت زار
تو کرے ہے کیون عبث مجکو فگار

حق نے گویائی کی قوت کی عطا
سگ نے عابد کو جواب اوسکا دیا

گندۂ ناپاک ہون مین جانور
سارے حیوانون کو عالم کے بتر

گذری ہے مدت بہت بے انتہا
در پہ نصرانی کے رہتا ہون کھڑا

کچھ نہ راتب ہے معین نہ طعام
فاقہ سے گذرے ہے مجھپر صبح و شام

ہے شکم سیری کا تو امکان کیا
کم کبھو بھرتی ہے آدھی اشتہا

نام بھی انکا کبھی سنتا نہین
ہوتی ہین دنیا مین پیدا یا نہین

باوجود اس کلفت و تکلیف کے
دل پہ خطرہ بھی نہین آتا مرے

دنکو دروازے کا ہون مین پاسبان
راتکو ہے سقف پر میرا مکان

مال کو رکھتا ہون آفت سے نگاہ
تا نہو چورون کے ہاتھون سے تباہ

تو بشر ہو کر یا ین لطف خدا
ایک دن کھانا نہین تجھکو ملا

اوسکی رزاقی کو دل سے محو کر
آیا روٹی مانگنے کافر کے گھر

سالہا تک دی تجھے طیب غذا
بے مشقت اور بلا رنج و عنا

کہہ ذرا تو اپنے دل مین کر کے غور
بیحیا اب تو ہے یا ہے کوئی اور

خواب غفلت سے ہوا بیدار وہ
از سر نو ہو گیا ہوشیار وہ

یون توکل مین ہوا ثابت قدم
کی نہ پھر آگے کسیکے پشت خم

تیسرے دن کھاتا وہ برگ شجر
کچلا مار نفس کا پتھر پہ سر

کھو دیا کھانیکا سب دل سے مزا
جب وہ عابد عارف کامل ہوا

کب بزرگی ہے فقط گفتار سے
لاکھ کہنا کم ہے اک کردار سے

لفظ ہے رزاق کا ورد زبان
بیخبر معنون سے ہین اہل جہان

تو بھی ہو معنون کا بھائی آشنا
اسپہ مین کہتا ہون تجھسے اک مثال

جب بہت عابد کی جیکو بن گئی
تیری روٹی اوس سے ناچارہ ہوئی

تین روٹی صاحب خانہ نے دی
سو وہ تینون لے چکا تو اے اخی

اب تعاقب کسلیے کرتا ہے تو
روٹیان سب لے چکا اے تند خو

شرم بھی کچھ تجکو ہے اے بیحیا
جان کا دشمن مرے تو کیون ہوا

یون کہا کتے نے اے شوریدہ سر
تو تو رتبہ مین ہے مجھسے بھی بتر

مدح مین سمجھے ہین سب اہل جہان
قبح اپنی سب کے ہے ورد زبان

ہے نہ کچھ کھانے نہ پینے کا مزا
ہے وہان سونے نہ کچھ رہنے کی جا

دوسرے یا تیسرے دن خشک نان
مجکو دیتا ہے ہمیشہ وہ جوان

چربی و شیرینی و لحم و پنیر
استخوان و روغن و شیر و خمیر

باوجود ان سختیون کے مین کبھو
غیر کے در پر نہین کی جستجو

اوسکے در کے چھوڑنے کا تو خیال
دل مین بھی آتا نہین اے باکمال

چھت کے اوپر شام سے لے تا سحر
ہے حفاظت پر سدا میری نظر

اوسکی نان خشک پر یون ایفتا
جان کو کرتا ہون مین اپنی فدا

دشمن حق سے کیا آکر سوال
کچھ نہ مالک کا رکھا دل مین خیال

جانتا ہے دل سے تو اوسکو بخیل
منہ سے کھاتا ہے کہ حق نعم الوکیل

تو ہی اب انصاف کر اے بیوفا
کون ہے دونون کے اندر بیحیا

سنکے عابد شرم سے پانی ہوا
آہ کھینچی سرد و غش مین آگیا

مرشد اوسکا ہو گیا کفار سگ
کار حق مین ہو گیا بس تیز تگ

ہو گیا یکتاء دوران وہ جوان
صبر مین اور شکر مین فخر زمان

چھوڑ دی اوسدن سے مطلق سب غذا
قوت اوسکی برگ سبز و کاہ تھا

منہ سے کہنا بات کا آسان ہے
اور عمل اوسپر بلائے جان ہے

کہتا ہے رزاق حق کو ہر بشر
لیک معنی سے نہین کوئی خبر

جو کہ معنی کی طرف پے لیگئے
رنج دنیاوی سے وہ فارغ ہوئے

تا بکے پابند ظاہر تو رہا
تا کہ ہو معلوم تجکو اپنا حال

اہل دنیا کو نہ تو انسان گن — جو حق و لق لق ہین ہین پر ہیچ ہین
ہووے کیسا ہی کلام جان فزا — ہی خموشی اوس سے سو درجے سوا
ہووے گونگا موشی کا گر بچکو مزا — تو کرے ہر گز لبون کو پھر نہ وا
گر میسر آوے اچھا ہمنشین — جان اوسے وہ جانے ہی وہ کثرت نہین
کر کے تکیہ اپنے وہ رزاق پر — کوہ مین کرتا تھا عمر اپنی بسر
جسطرح پاتے ہین روزی جانور — بے مشقت بے کسب اور بے ہنر
ایک چشمہ آب شیرین کا رواں — قدرت حق نے کیا جاری وہان
اوس پہ تھا وہ لطف و انعام خدا — خود بخود حاجات سب اوسکی روا
کیا تعجب ہے کرے گر وہ عطا — ہین خدا کی نعمتین بے انتہا
کھول آنکھین اپنی اندر غور کر — کر عطائے غیب کے اندر نظر
حفظ و نطق و فکر و ذکر آنے ہی جو مجھ مین — مجھکو کیا کیا کچھ دیے ہے غیب سے غیر ازین
غیب سے جب تجکو اتنا کچھ ملا — تو نے کب انکا کیا تھا کچھ سوال
ایک مدن عابد کو پھرا امتحان — قدرت حق نے نہ آیا خاندان
اضطرابی مین کیا شب کو بسر — ہوگیا آخر کو ہنگام سحر
جاے تسبیح و قیام و ورد و ذکر — رات بھر دل مین رہا حلوے کا فکر
صبر کرنا صابرون کا کام ہے — لب پہ اک خشتہ ہما کا دام ہے
ہو نہ جب تک روح کے اندر غذا — جوع کا ہو صبر پہ امکان کیا
دشت مین کرتا تھا ہر سو جستجو — آخر اوس پر آئی دل کی آرزو
چند گھر نصرانیون کے تھے وہان — پہونچا ایک دروازہ پہ خستہ جان
تین روٹی صاحب خانہ نے دی — لے کے انکو یہ چلا با صد خوشی
ایک تھا اوس صاحب خانہ کا سگ — سخت درندہ و نہایت تیز تگ
روٹی لیکر جب ہوے عابد روان — کتا دوڑا پیچھے اوسکے ناگہان
کھا نہین مصروف جب کتا ہوا — پا کے فرصت کوہ کو عابد چلا
پہونچا تھا وہ تربکی تر تاب پر — آکے پھر کتے نے اوسکی لی خبر
ایک روٹی اور اوس کتے کو دی — وہ بلا جب اوسکے پیچھے سے ٹلی

جو حق و لق لق ہین ہین پر ہیچ ہین — جو حقیقی یقینی ہی دنیا کا کلام
ہی خموشی اوس سے سو درجے سوا — ہوا اگر گفتار مثل سیم و زر
تو کرے ہر گز لبون کو پھر نہ وا — معجز صادق کا کہنا ہی بجا
جان اوسے وہ جانے ہی وہ کثرت نہین — اہل دل کوئی نہو گر یار غار
بے مشقت بے کسب اور بے ہنر — یا حق مین جان سے مصروف تھا
قدرت حق نے کیا جاری وہان — غیب سے وہ رازق طیر و بشر
خود بخود حاجات سب اوسکی روا — پہونچا اوس عابد کا بیرنج و حساب
ہین خدا کی نعمتین بے انتہا — غیب سے پہونچی جو عابد کو غذا
کر عطائے غیب کے اندر نظر — فہم و عقل و ہوش اور ذہن و ذکا
مجھکو کیا کیا کچھ دیے ہے غیب سے غیر ازین — تو نے کب انکا کیا تھا کچھ سوال
کیا ہوا عابد کو گر پہونچی غذا — ہین جو کچھ تیرے بدن مین جز و کل
قدرت حق نے نہ آیا خاندان — کھینچا عابد نے بہت سا انتظار
ہوگیا آخر کو ہنگام سحر — بسکہ تقلیدی تھا وہ سوز و گداز
رات بھر دل مین رہا حلوے کا فکر — جوع سے پایا نہین قوت نہ یارا
لب پہ اک خشتہ ہما کا دام ہے — قوت روح ذکر ناطہ پاک ہے
جوع کا ہو صبر پہ امکان کیا — بھوک سے عابد ہوا جب بیقرار
آخر اوس پر آئی دل کی آرزو — قریہ آیا دور سے اوسکو نظر
پہونچا ایک دروازہ پر خستہ جان — جاکے دروازہ پہ اپنے کی صدا
لے کے انکو یہ چلا با صد خوشی — لے کے اوسنے جب کیا قصد مکان
سخت درندہ و نہایت تیز تگ — پہونچا اوس کتے کو الہام خدا
کتا دوڑا پیچھے اوسکے ناگہان — جب کیا کتے نے عابد کو تہ تگ
پا کے فرصت کوہ کو عابد چلا — کھا کے روٹی جبکہ وہ فارغ ہوا
آکے پھر کتے نے اوسکی لی خبر — عزم اوسکے کاٹنے کا جب کیا
وہ بلا جب اوسکے پیچھے سے ٹلی — مشغل مین کتا تو کھانے کے لگا

جس سے تو اسود ہے اور شاد کام — جو کوئی سالک ہا وہ ہی بجا
ہی خموشی لعل و یاقوت گہر — کر لے وحدت کو ہی پھر تو اختیار
جو کوئی سالک ہا وہ ہی بجا — غیب سے دیتا تھا رزق اوسکو خدا
کر لے وحدت کو ہی پھر تو اختیار — دے تھا دونون وقت اوسی حلوا تر
غیب سے دیتا تھا رزق اوسکو خدا — سالہا تک ہم طعام و ہم شراب
دے تھا دونون وقت اوسی حلوا تر — نہ تلاش زر نہ رنج خشک و تر
سالہا تک ہم طعام و ہم شراب — تو تعجب مین عبث خشمدر ہوا
نہ تلاش زر نہ رنج خشک و تر — چشم و گوش و لحم و شحم و دست و پا
تو تعجب مین عبث خشمدر ہوا — تھی عطائے ذات پاک ذوالجلال
چشم و گوش و لحم و شحم و دست و پا — ہی عطائے غیب آبدست مل
تھی عطائے ذات پاک ذوالجلال — بھوک کے مارے ہوا وہ بیقرار
ہی عطائے غیب آبدست مل — بھوک سے کم ہوگیا راز و نیاز
بھوک کے مارے ہوا وہ بیقرار — جوع ہی صیقل گر شمشیر جان
بھوک سے کم ہوگیا راز و نیاز — نان و حلوا جسم کی خوراک ہے
جوع ہی صیقل گر شمشیر جان — اور لیجے کوہ کے بالا اضطرار
نان و حلوا جسم کی خوراک ہے — پہونچا یہ اوس جا مصیبت کھینچکر
اور لیجے کوہ کے بالا اضطرار — گر سنہ ہون دے مجھے بہر خدا
پہونچا یہ اوس جا مصیبت کھینچکر — تا کرے جا کر وہان پر نوش جان
گر سنہ ہون دے مجھے بہر خدا — شیر غران وہ سگ مردہ بنا
تا کرے جا کر وہان پر نوش جان — روٹی ایک کتے کو ڈالی بیدرنگ
شیر غران وہ سگ مردہ بنا — کتے نے عابد کا پیچھا لیا
روٹی ایک کتے کو ڈالی بیدرنگ — مضطرب عابد بہت دل مین ہوا
کتے نے عابد کا پیچھا لیا — اور عابد ہوگیا مثل گدا

عالم روحی اگر تجھ پر کھلے / جب تو دیکھے اوسکو زور آور تو ہے
اپنی ہستی سے بھی تو بیزار ہو / روح کا گر محرم اسرار ہو

سلطنت کو سمجھے کم از برگ کاہ / روح سی گر تجکو ہو کچھ انتباہ
پورا اوہم کو ملا اس کا مزا / سلطنت پر مارے کیونکر پشت پا

فقر فخری ہی یہی زیر نہان / فقر ہی صیقل گر روح الجوان
فقر سی ٹوٹین ہین صدہا بند تن / فقر سی سب کام ہون تیرے حسن

اسلیے کرتے تھے پیغمبر دعا / حشر مسکینون مین کر میرے خدا
قید جسمانی ہون جب تجھسی جدا / زندگی مین آپ کو مردہ بنا

کر ریاضت سے بدن مثل ہلال / جب ہو تیری روح بدر با کمال
جسم کو توڑے تو ہو سرسبز روح / سو طرح کے دیکھے باطن مین فتوح

روح تن مین ہی عجب جنجال مین / مرغ زرین پھنس رہا ہے جال مین
بند اسپر ہین ہزارون تو بتو / ہی قفس مین تن کی مثل مرغ نو

ہو سکے گر تجھسے اسکے بند توڑ / قید سے اس طوطی زرین کو چھوڑ
چھوڑنا ہی قید سے اسکا یہی / لذت دنیا کو کر ترک اے اخی

حب جاہ و دولت و مال و منال / ہین یہی بند آہنین انکو نکال
دے غذا اسکے تئین قوت حلال / یعنی ذکر نام پاک ذو الجلال

دور کر سینہ سی تو بغض و حسد / تا کہ بنجا روح تیرا یہ جسد
گر اذیت دے تجھے کوئی بشر / تو سمجھ اوسکو قضا سے اے پسر

ہی قضا سی جو کہ ہووے نیک و بد / آدمی سے کیون کرے ہی تو حسد
صدمہ جو پہونچی ہی تجھپر پے بہ پے / تیری ناشکری کی یہ تنبیہ ہے

نیک و بد کا کچھ نہ رکھ دل مین خیال / چھوڑ دے ان سبکے اوپر خاک ڈال
وہ عمل کر جس سے کچھ طاری ہو حال / مت ہو میری طرح تو پابند قال

اپنی ہستی کو کرے گر تو فنا / تو بلاشک عارف کامل ہوا
موت کا کس طرح تو طالب نہو / دوست تک پہونچاتی ہی وہ دوست کو

عشق کا گر دل مین تیرے ہی اثر / زندگی مین تو ہو مردے سے بتر
حکم تجھپر جبکہ مردے کا ہوا / دوست کے پھر وصل مین کیا لگ رہا

موت کو جو پل نبی نے ہی کہا / ہی مراد اس سے بھی موت اپنی فنا
زیست مین تو رتبہ وہ حاصل کرے / مردہ جو ہاتھون مین ہو غسال کے

اس طرح جو آپکو کر دے فنا / وہ بلاشک عارف کامل بنا
اس طرح پہچان بھائی آپکو / تا کہ تو بھی عارف باللہ ہو

اسمین تو بھی تو ہو اے مست فروغ / جب تجھے معلوم ہو صدق و دروغ
لکھتے لکھتے ہاتھ میرا تھک گیا / حیف تو ابتک نسمجھا مدعا

مرد عاقل کو تو اک نکتہ ہی بس / مین کرون کیا تو اگر ہووے مگس
مین تو چاہون ہون کہ تو ہو جا ہما / پشہ تو ہو تو میری کیا ہی خطا

پشہ کیا پشہ سی بھی کمتر ہی تو / گر نہ سمجھے ایسی ہی سمجھانے کو
کام کا اب اپنی تو مختار ہی / بات حق کہنی ہمارا کار ہے

کر چکا مین کام سے اپنی فراغ / مجھپہ لازم کچھ نہ تھا الا البلاغ
اب بیان کرتا ہون مین وہ داستان / ہو ہویدا جس سے راہ راستان

تو توکل پر رہے ثابت قدم / گر کرے حرص و ہوا کو دل سی کم

## داستان عابد کی کہ پہاڑون مین ترک دنیا کر کے بیٹھا تھا اور امتحان کرنا اللہ کا اوس کو اور متنبہ اور آگاہ کرنا اوس کو

کوئی عابد تھا کسی کہسار مین / چھپکے جا بیٹھا تھا تنہا غار مین
حب وحدت سے ہوا گوشہ نشین / تا کہ خلوت مین بنی کچھ کار دین

اور نہو اوقات کے اندر خلل / ہو ہر اک ورد و وظائف بر محل
اختلاط خلق سے ہی جو بلا / جو رہا اسمین وہ آفت مین پڑا

شوق و ذوق و عجز و زہد و اتقا — ہمت و جود و کرم شرم و حیا
قوت حیوانی و نفس دنی — جب ملی پیدا ہوئے اکبر و منی
بخل و کذب و شہوت و حرص و ہوا — مکر و بہتان و فریب و افترا
قتل نفس و دزدی و کفر و زنا — بت پرستی و عبادات و ریا
ہین نتیجہ انکے پھر بے انتہا — ضبط ہو سکتے ہین شے کب اے فتا
گر کرے فعلون پر اپنے تو نظر — خود بخود ظاہر ہون دونون کے ثمر

## اسمین بیان ہے اسکا بعد مرنے کے مبتلاء عذاب اور ثواب اور بہشت اور دوزخ مین کونسی روح ہے

روح غیبی ہے اذیت سے بری — رنج و زحمت سے اوسے ہے برتری
کیونکہ ہے وہ سایہ پروردگار — اور حقیقت مین ہے حکم کردگار
حکم حق ہو گر مجسم اے اخی — روح بنکر کارگر تن مین ہوئی
حکم حق کی ہے جو صورت معنوی — روح اصلی تن مین وہ ہے اے اخی
جو عمل کرتا ہے اوس سے بیدرنگ — روح مین ہوتا ہے حاصل ایک رنگ
بعد مرنے کے ہو وہ رنگ آشکار — یا جمالی یا جلالی میرے یار
باغ جنت کا ہے اظہار جمال — رنج دوزخ کا ہے انکار جلال
روح غیبی کے جو ہین اوصاف یار — فی الحقیقت مین وہی ہے خلد و نار
مصدر تکلیف ہے جسم خراب — روح حیوانی یہ ہے رنج و عذاب
روح حیوانی و یہ نفس دنی — غیب مین انکے بھی ہے صورت بنی
عالم غیبی مین ہر یک کی شبیہ — معنوی موجود ہے مرد فقیہ
کب ہے معنون اور لفظون مین دوئی — پر نہین اونکو پہونچتا ہر کوئی
عین وہ اس صورت ظاہر کا ہے — گو نہ آوے ذہن مین تیرے یہ شے
وہ معذب عالم برزخ مین ہو — جسم تیرا خاک مین ملجائے گو
ہو نہ جب تک حشر آجاوے پسر — ہے الم اس شکل اس تصویر پر
حشر مین پھر جسم جب تیار ہو — روح حیوانی بروے کار ہو
ہوگا ان دونون کا پھر باہم عذاب — کلفت و تکلیف و رنج بیحساب
روح اصلی کا ہے یہ رنگ اے پسر — جو ہوا ظاہر تری ایجاد پر
کر عمل ایسا کہ پیدا ہو وہ رنگ — حشر مین جس سے نہووے تو تبنگ
روح اصلی مین ہو وہ رنگ و جمال — جس سے ہو تو حشر مین فرخندہ حال
تجھ مین ہے بس عالم بے منتہا — آپ کو لیکن نہین تو جانتا
دوزخ و جنت ہین تجھ مین مستتر — غیر کا تو کیون ہے احمق منتظر
تجھ مین وہ طاقت ہے اے پاکیزہ خو — جو کہ چاہے وہ ہی کر سکتا ہے تو
گر کرے تو جان و دل سے جستجو — ہم ملک ہم دیو بن سکتا ہے تو
مصدر آیات ربانی ہے تو — مظہر انوار سبحانی ہے تو
ہین حقائق اور اسرار الٰہی — جمع تجھ مین کیونکر آنکھین اے غبی
عالم کبرا ہے ترکیب بشر — نسخہ جامع ہے انسان اے پسر
زبدہ کونین ہر انسان ہے یار — سوے تدبیری سے اپنی ہے یہ خوار
تو ہوا ہے بحر وحدت سے جدا — کر کے کوشش پھر اوسے دریا مین جا
خالق افعال گو ہے کردگار — کسب مین تجکو دیا ہے اختیار
جمع جن اسباب کو کرتا ہے تو — ویسا ہی فیضان ہوتا ہے ہو بہو
جو کہ تو اسباب آمادہ کرے — غیب سے وہ انکو استادہ کرے
مستعد ہو مادہ جس شکل کا — غیب سے صورت وہی ہووے عطا
خیر کے اسباب تو بھی جمع کر — تاکہ ہو اچھی ہی صورت جلوہ گر
ہے غرض یہ روح امر کردگار — نور ربانی ہے اسمین آشکار
نور حق کا اسمین ہے بیشک اثر — جسم مین جب اسطرح سے کارگر
خاک کے پتلے کو کرتی ہے دوان — ہے یہ سر غیب و اسرار نہان
روح تیرے تن مین ہے نقش طلسم — کنہ مخفی اسکی اور ظاہر ہے اسم
گر تو چاہے تو حقیقت اسکی وا — قند جسمانی کو تو اپنے اوٹھا
خار و خس سے گر کرے تو جان پاک — جب وہ دیکھے حضرت ایوان پاک

شور و غل وہ کیا ہین سب دنیا کی کام
عقل جزوی ہی ہی انکا انتظام
عقل کلی اور جزوی مین ہی فرق
سمجھے تو جب بحر وحدت مین ہو غرق

عقل کلی وہ تھی جس سے مصطفےٰ
عرش سے سو درجہ بالا تر گیا
عقل کلی وہ ہی جس سے ہر نبی
تھا لاکھون پر ہو غالب اے اخی

عقل کلی سے ہی موسیٰ نے فتا
لشکر فرعون کو غارت کیا
عقل کلی مین ہی وہ زور اے پسر
جس سے توڑے مرتضےٰ خیبر کا در

ایک خیبر کیا ہی وہ توڑے پہاڑ
دیو نفس دون کو جو ڈالی پچھاڑ
ٹھہرے کب اوسکے مقابل دیو جن
حکم مین جس شخص کے ہون راتدن

راتدن کیا ہین زمین سے تا سمک
حکم مین اوسکے ہین سب جن و ملک
عقل کلی سی جسے بہرا ہوا
ہی وہ شاہ دو جہان و مقتدا

تجھ مین ان دونون کا ہی ہر دم اثر
دم مین تو بینا ہی دم مین کور و کر
دم مین تو مسکین بنے اور بینوا
دم مین ہو شیطان کا بھی پیشوا

ہو کبھو تو صدق سی دل کو فروغ
تیرہ پھر دم مین کرے کذب و دروغ
ہی کبھو حب تلاش آخرت
ہی کبھو حرص و ہوائے سلطنت

کھینچتا ہی نفس اسفل کیطرف
روح چاہی ہی کہ ہو تجکو شرف
ہی بدی کیطرف میل نفس دون
عقل اچھے کام پر ہی رہنمون

عقل چاہی ہی کہ تو ہو جا ملک
نفس چاہی ہی کہ ہو کر وا نمک
عقل چاہی ہی کہ ہو در شریف
نفس چاہی ہی کہ ہو بیشک کثیف

عقل چاہی ہی کہ ہو نور بصر
نفس چاہی ہی کہ ہو تو کور و کر
عقل چاہی ہی کہ ہو حب خدا
نفس دنیا پر ہے جیسے مبتلا

عقل کہتی ہے کہ تو ہو متقی
نفس چاہی ہی کہ تو ہووے شقی
نفس کی جو بات ہی سو ہی دنی
نفس دون ہی لائق گردن زنی

ہی بدن مین نفس ایسی بد بلا
جس سے اک عالم کو غارت کر دیا
نفس ہے شیطان کا محکم سلسلا
نفس ہی غارت گر خلق خدا

ہاتھ سی اس نفس دون کے جو بچا
ہی وہ سب پرہیزگارون کا چچا
نفس کی خواہش کی تو کر برخلاف
نور ایمان خود بخود تیرا ہو صاف

نفس کی برعکس کر تو اے اخی
پیر کی خواہش نہ کچھ استاد کی
نفس کا تو کاٹ خنجر سے گلا
اور ریاضت سی اسے ملا بنا

نفس ہی اک اسپ سرکش ایجوان
اپنی خواہش پر یہ ہوتا ہی روان
اسکو ہر ہر گام پر تو جلد روک
جو نمانی تو بہت سا اسکو ٹھوک

تازیانہ شرع کا رکھ ہاتھ مین
تو رہ اسکی ہی ہمیشہ گھات مین
ورنہ یہ توڑیگا گردن ایک بار
مان کہنا تا کہ ہو تو شہسوار

چاہیے اچھا کوئی چابک سوار
آوے تا قابو مین نفس نابکار
چاہیے ایسا کوئی مرد ذکی
سمجھے تا وہ بات مکر نفس کی

مین بھی مکر نفس بد سے ہون تباہ
مجکو اس سے بھی بچا میرے الٰہ
حمیت دین کرکے اوسکا نام نفس
اپنی مرضی پر کرے ہی کام نفس

جنکو تو سمجھے ہے غافل کار دین
وے ہین تیرے حق مین بندا نہین
جنکو تو سمجھے ہی نادان کار حق
بیگناہون پر بھی رکھتے ہین سبق

ضد خلقت کی لیے ہے جو عمل
بے نیاز اوس سے ہی یہ عز و جل
ہی ریا تیری یہ اک شرک خفی
دل مین تو سمجھے ہی ہون مین متقی

شرک سی کب کم ہو تیری یہ ریا
کام حق جب دام دنیا کا کیا
نام کی خاطر کرے کار الٰہ
تو تو ہی خود مشرکون کا بادشاہ

جو کرے بھائی سے لوجہ اللہ کر
دیکھ مت دنیا کا کچھ نفع و ضرر
اس سخن کی کچھ نہین ہی انتہا
روح کا اور نفس کا کہہ ماجرا

## اب بیان ہی جو کچھ ملنے عقل اور روح اور نفس اور قوت حیوانی کیسی پیدا ہوتی ہے

عقل منضم روح ہی ہووے اگر
پیدا کیا کیا اوس سے ہون نادر گہر
نور و ایمان صبر و شکر و عدل و داد
میل طاعت علم و فضل و اجتہاد

خوف سے اوس کے ہوا اک جہان کے
آپ آتش ایک جا باہم ہوئے
قبضۂ قدرت مین اوسکے گر نہون
جمع یہ اضداد ہون اک جا کیون ہون

زیست کیا ہی آشتی اضداد کی
موت کیا ہی جنگ انکی اے اخی
جنگ کو انکا طبیعی امر جان
صلح انمین چاہیے لے نوجوان

آدمی کی زیست ہی عمر عزیز
موت ہی ہر لحظہ بس ایسی دبیز
ہر نفس کو گر نسمجھے واپسین
اصل سی وہ اپنی کچھ واقف نہین

روح تن مین کیا ہی وہ حکم رب
زندگی کا تیر وہ وہی ہی سبب
حکم حق سی ہی عناصر کا نظام
عمر کیا اوس حکم کا ہی احتشام

حکم کب جاکم سی ہوتا ہے جدا
گو نہین ہی اوسکو رتبہ ذات کا
روح کو تو اپنے حکم حق اگر
سمجھے تو ہرگز نہو وی کدورکر

حکم حاکم کا ہوا جب منفعل
تو وہی اک لحظہ مین ہی مشت گل
زیست کا جب تیر ہوا سطح حال
دلمین نسپر ہون ترے صدہا خیال

نفخۂ ہی اک کھون اس تنسی فہمید
عقل پر اوہمع پر اور وید پر

## اب بیان ہے حقیقت روح اور اوس کی قسمون کا ٭

روح کا اب حال لے تو مجھسے بیان
گنتنا اسکے بھی ہو تجھپر عیان

روح کا جو تن مین ہی اک عجیب
جسم کی مخفی ہی جس سے لاکھ عجیب
عرش سے برتر بھی اوسکو راہ ہی
اہ مکان تک اوس کی جولانگاہ ہی

جا بر قدسی ہی میری روح پاک
نفس کی نجاست سے ہی پاینداک
بحر وحدت تک ہی اوسکی سیر تان
پھونچے یہ اوس جا نجا جسجا ہو اوس

اشیانہ اسکا ہی عرش بریں
لوح کرسی اسکے ہین رنگین
سایہ افگن جسم مین میرے ہوئی
کر گئی اوس ڈھب سے تن مین جاگزین

گل کی ہر رخنہ مین ہی جسطرح بو
بسکہ تھا وہ تو نمین بعد مشرقین
تن کثیف اور یہ روح مثل نور عین
اتر بالا اوکا تھا اسپین بعید

وجہ الفت کی تھی کچھ اے سعید
حکمت حق مقتضی اسکی ہوئی
انمین تا پیدا ہو ربط معنوی
جب عناصر کا ہوا باہم ازدواج

جسم کی اندر ہوا انکا امتزاج
روح حیوانی کرے اول ظہور
تن کی نسبت ہی کثافت سے وہ دور
اسلیے پیدا کیا خلاق نے

تاکہ یہ اوس روح کا مرکب بنے
روح حیوانی سے ہی وہ مرتبط
پاکی اپنی جنس ہو جا مختلط
جانتا ہی روح حیوانی ہی کیا

جسم سی ہے جسم کا نشو و نما
معدے مین پہنچے ہی جب تیرے غذا
اور تصرف طبع نے اوسمین کیا
پختہ ہو کر وہ ہوئی جزو بدن

جا ہی ہر ہر جزو مین لیکر محن
اوٹھتے ہین اوس سے بخارات لطیف
بس عجیب و بس غریب و بس شریف
روح حیوانی اسی سی ہی مراد

بزم جامع ہی یہ ہی اے پسر
درمیان روح و جسم تیرہ تر
ایک نسبت جسم سے اس شے کو ہی
لیک نسبت جسم کی ہی اوس لطیف

مل گئے جب دونون کیون شیر و شکر
باعث تولید ہے یہ ازدواج
دو ہوئے پیدا جو فرزند رشید
اسلیے دنیا کا ہی پابند نفس

روح سی پیدا ہوئی عقل لطیف
عقل کل عقل جزوی و کثیف
عقل جزوی سی ہی باہم شعور و عقل

انکو تو کھوتا ہے جو یون رایگان
کیا جواب اس بات کا دیگا وہان

ہو کے بیدم قدر اگر دم کی ہوئی
فائدہ پھر کیا ہے اوس سے اے اخی

ہے سمجھنے کا تو وقت اب اے فتا
پھر اگر سمجھا تو ہے کیا فائدا

غور سے کر جسم کے اندر نظر
اسمین کیا کیا کچھ ہے مخفی اے پسر

بلغم و بول و براز و ریم و خون
مرد و صفرا و سودا او زبون

لحم و شحم و پوست اعصاب و وتر
ایک سے اک ہے زیادہ گندہ تر

ہے عنایت یہ بھی اک بے انتہا
عیب جسنے جسم کا مخفی کیا

کھینچا اوپر اونکے وہ باریک پوست
جس سے سب رکھتے ہین ان چیزونکو دوست

دی پھر ان اجزا کو کیا کیا قوتین
جس سے ہون لاکھون طرح کی راحتین

ایک چیز ان مین سے گر بیکار ہو
جسم تیرا پھر سگ مردار ہو

عضو تیرا گر بدن سے ہو جدا
کب ہو وہ تدبیر سے پھر کام کا

ایک پٹھا بھی اگر ہو جائے سست
کب ہنرمندی سے میرے ہو درست

گر کرے تو خرچ لاکھون ہی گہر
ایک دندان بھی نہووے کارگر

منہ سے جب دندان ہوئے تیرے بدر
ہین خزف ریزے سے قیمت مین بتر

جب ہوئے وہ اسطرح سے معتدل
قدر تجکو جب ہوئی اے پاگل

جب ہوئے منہ مین سے تیرے وہ جدا
تب سمجھا تھے وہ دُر بے بہا

جبکہ ہر نعمت کا ہوتا ہے زوال
جب تجھے معلوم ہو ہے اوسکا حال

ہے ہر اک جز تیرا دُر بے بہا
انکی پر قیمت نہین تو جانتا

گر کرون تشریح تن کی مین بیان
چاہیے کہنے کو عمر جاودان

ہین عجائب اس بدن مین بیشمار
جانتا ہے اون کو علم کردگار

ہے بدن تیرا طلسمات عجیب
اسکے ہر ہر جز مین ہے سر غریب

طبقہائے چشم مین نور بصر
ہین بطون مغز مین کیا کیا ہنر

قوت حیوانی و وہم و خیال
غور کر ان سب مین اے مشت جمال

کی ہے کیا کیا کچھ عطا بے انتہا
اپنی غفلت سے نہین تو جانتا

قدر تجھکو عمر کی اب کچھ نہین
سمجھے گا جب ہوگا وقت واپسین

حیف یہ دُر یتیم بے بہا
رایگان ہاتھون مین سے گم ہو گیا

آدمی جب ہو جوان اور تندرست
سمجھے ہے صحت کی وہ نعمت کو سست

جبکہ ہوتا ہے ضعیف و ناتوان
عاجز و خوار و نحیف و خستہ جان

یاد جب کرتا ہے ایام شباب
کھینچتا ہے دل مین کیا کیا پیچ و تاب

ابتدا و انتہا پیش نظر
گر رہین تیرے تو کب ہو کور و کر

اسطرح سے جو کہ سمجھے آپ کو
وہ بلاشک عارف باللہ ہو

دلنشین مضمون جب یہ ہو گیا
کبر و غرہ اور تکبر سب گیا +

جبکہ مومن بندۂ عاجز ہوا
ہونگے سب اسرار غیبی دل پہ وا

حکم حاکم کا رکھے جو دل مین پاس
کسطرح سے وہ نہووے حق شناس

## یہ دوسرا طریق ہے پہچاننے اپنے نفس کا خاص آدمیون کے واسطے

اب بیان کرتا ہون تجھسے وہ طریق
جس سے ہو تو بحر وحدت مین غریق

ڈرتے ڈرتے اوسمین کرتا ہون کلام
تا کہ لغزش مین نہ آئے فہم عام

اسکو وہ سمجھے کہ اہل درد ہو
عیش دنیا جسکے دل پر سرد ہو

گوش دل کے کھول تو اے بیخبر
تا کہ ان باتونکا دل پر ہو اثر

ہر مرشد ہو تری یہ گفتگو
چھوڑ کر سب شے کو تو ہو محو ہو

جان دو جز سے ہے ترکیب بشر
تو بھی اندونون کے اندر غور کر

ہے تو جز ہے نہایت ہی لطیف
دوسرا ویسا ہی ناپاک و کثیف

ہے کثافت جسم کی سب پر عیان
اور لطافت روح کی جس سے ہے عیان

ہے خاک و آب و باد و نار سے
ہے مرکب خوب اسکو جان لے

ضد عناصر کی ہے ہر اک پر عیان
کب ہے وہ محتاج تشریح بیان

ہے تناقض دوسرے سے ایک کو
ضد ضد کے ساتھ کیونکر جمع ہو

چاہیے انپر کوئی حاکم ضرور
سرکشی کو تا کہ کر دے ان سے دور

وان نہ بچھونا ہے نہ تکیہ نے خروش — نہ طعام و کام و خورد و نوش
میں تنِ تنہا وہ وحشت ناک جا — تیرہ و تاریک و سنگ و بے ضیا
صحبتِ اجنس و جنگل اور وحوش — رنگ رنگ کا جسے ہو دیکھ فرق
نے وہان قالین و مسند نے حصیر — نے چراغ و نے طعام دلپذیر
خانۂ تنگ و خراب و ہولناک — نے فضا و نے ہوا و نے فضا
گھر نہیں گھاٹی ہے یہ ہولناک — جس سے سینہ رستہ و بکا ہے چاک
وہ مکان نادیدہ پہنا نہ یہ گل — تجھکو بالیجو لیا اور ہول دل
حیف یہ تیرا وجود ناز نین — اور وہ گرز آتشین و آہنین
اس مصیبت میں وہ شیون کی فغان — اور وہ خشم آلودہ صورت الامان
دیکھیے اوسوقت پدر کی بیکسی — وہ نہ ہوں وقت اگر تیرے نصیر
تب جو ابون میں رہوں ثابت قدم — ہو اگر تیری عنایت کی نظر
طفل ابجد خوان و شاگرد حقیر — وے نہ پرورنہ برادر آشنا
نہ غلام و نہ کنیز کار و نہ مال — جان ہے جو بکبور لیتے تجھے عزیز
وے کرینگے بوسے تیری ناک بند — وہ بدن تیرا کہ تھا رشکِ قمر
سمجھینگے دھم میں تجھے گردن کا ہار — جو نہ دم بھر تجھسے ہوتے تھے جدا
قبر پر بھی وے نہ جاوینگے کبھو — مثل پروانہ ہیں جو تجھپر فدا
وے کرینگے قبر پر جانے سے تنگ — جنکی الفت میں ہے تو خستہ جگر
برسوں میں بھی وہ نہیں کرینگے یاد — یہ زن و فرزند مادر عم و خال
اپنے اپنے کام میں سب ہیں یہان — کھول آنکھیں تو بھی اپنا کام کر
مفت اپنی آبرو کھوویگا تو — مرزعِ عقبے ہے دنیا اے پسر
کیا ہنسے ہے دیکھکر تو یہ کہان — سیف قاطع وقت لو تو اپنے جان
گر یہ ہوویگا تو کیا لیگا وہان — ہے یہ تیری جستجو سب رائیگان
جو گذرتا ہے تری غفلت میں دم — خشت قبر عمر سے ہوتی ہے کم
سانس تیری مثل آبِ رو بہ پے — قطع نخل عمر میں مصروف ہے
ہے یہ دم تیرا مدار زندگی — پس اسی پر ہے شمار زندگی
ہر نفس کو جان و قوت و یقین — جب ہوا پر ہو تری بنیاد عمر
ہار کر دیوان انفاس کا تجکو نہیں — قدر تجکو کچھ نہیں مطلق ذرا

ہر قط اس خاک کا تو وہ و بس — تحت و فوق راست پیش و پس
وہ شب تاریک و ظلمت قبر کی — وہ تری تنہائی اور بیکسی
ہو نہ جسکے سقف و دیوار و نہ در — تجکو اوس گھر میں ہے رہنا اے پسر
جس سے اپنا حال دل کیجے بیان — نے کوئی غمخوار و ہم ساتی یہان
خانۂ ویران و بس وحشت فزا — بھاگنے کی نہ یہان چھپنے کی جا
جنکے پنجے میں ہے وہ شیر یزدان — تن ترا زار و نزار و ناتوان
تو شہ دیدہ اور وہ سر شکن — مور تو ہے اور وہ مانند زمان
میر تند و خشمگین و سخت گیر — ہیں اگر مونس تو نکیر یا نکیر
دین اور ایمان سے کرنا سوال — کرنا اوس حالت میں کچھ تفتیش حال
تو ہوا تو تعزد و فرخ میں اسیر — وہ ہوا اوسوقت اگر تیرا نصیر
تو سوا لوں سے مجھے کب ہے خطر — ہو اگر تیری عنایت کی نظر
نہ پدر نہ مادر شفقت نما — وے نہ برادر آشنا
وے کرینگے تجھسے فرسنگوں گریز — وے نہ برادر آشنا
ہو سگِ مردہ سے بدبو میں بتر — وہ بدن تیرا کہ تھا رشکِ قمر
نام بھی تیرا نہیں لینگے ذرا — جو نہ دم بھر تجھسے ہوتے تھے جدا
وے نہیں پڑھنے کے جا کر فاتحا — مثل پروانہ ہیں جو تجھپر فدا
وے نہیں ہونیکے تجھپر چشم تر — جنکی الفت میں ہے تو خستہ جگر
جیتے جی تک ہیں ترے جیکا وبال — یہ زن و فرزند مادر عم و خال
خواب غفلت میں نہ رہ اے بیخبر — کھول آنکھیں تو بھی اپنا کام کر
تو بھی کچھ بونیکا اسمیں کر فکر — مرزعِ عقبے ہے دنیا اے پسر
عمر کو مت رائیگاں کر اے جوان — سیف قاطع وقت لو تو اپنے جان
کچھ خبر اسکی بھی ہے بالملہوس — ہی جو تیری آمد و رفت نفس
عمر کا تیرے یہی ہے جی کن — تو جسے سمجھے ہے تفریح بدن
حیف ہی گر تو کرے برباد عمر — جب ہوا پر ہو تری بنیاد عمر
ہر نفس تیرا ہی دُر بے بہا — قدر تجکو کچھ نہیں مطلق ذرا

گہ خیال نکہت و سود اگری — ہے کبھو لعل و گہر کی آرزو — ہے کبھی سنجاب و خز کی جستجو
ہے کبھی فکر معاش و نام و ننگ — ہے کبھو ذکر تماش صلح و جنگ — ہے کبھو نغمون صوت بلبلان
آتا ہے گاہے خیال کیمیا — حب سحر و یا فسون و سیمیا — خواہش دنیا کا پھر امکان کیا
جمع دو ضدین کبھی ہوتی ہین کہین — ہوا گر دل مین ترے حب خدا — جمع ان دونون کا ہونا ہے محال
تو خدا چاہے ہے اور دنیا ردون — حب حق ہوتا ہے جو جاہ و مال — آتش سوزان ہے اس سے کر حذر
دل کرو تو الفت مین اسکی مت جلا — جمع تو کرتا ہے جو یہ مال و زر — آخرش تو مال کو جاوے گا چھوڑ
نزع مین تیرے خیال مال معاف — بیوفا ہین سب نہ ہرگز دل لگا — گور کرے لاکھون طرح کے تو سنگور
وے مسا کینونکو تو نا پاوے نجات — ہوگا چھاتی پر مثال کوہ قاف — جس سے جلکر خاک ہو تیرا بدن
آپ کو مومن اگر سمجھے ہے تو — اکثر عقبے کو کرے نیک ذات — باغ دین کی کس لیے مخفی ہے بو
نقد ایمان ہو ترے کف مین اگر — بعد مرنے کے ہو نار شعلہ زن — مال و زر پر تو جو ہی جی سے فدا
تو ہی جس کا جان ہے مفتون وہی — کیون اے تیرا ایمان ہے تیرے لئے — سچ اگر سمجھے ہے تو قول نبی
ہو یقین تجکو اگر قرآن پہ — خوار کیون پھرتا ہی پھر تو جا بجا — رزق بھیجے ہی فلک سے خدا
رزق پاتے ہین ہمیشہ جانور — ہی نگہ داشت و کار سازونکو خبر — تو اگر رزاق سمجھے ہی اوسے
ہو اگر دل مین ترے اسکا یقین — تو توکل کر تجکو کیون اسپر نہین — قصہ او جھگڑے مین کیون ہے پڑا اور
پہونچا جب چالیس کو سن شریف — ہوگئے سارے قوائے تن ضعیف — نے جہاد و حج کعبہ نے زکات
کام کی ہے عمر تھی جاتی رہی — اب وبال جان ہوئی زندگی — عادتا ہی وہ نہان اوسمین فرا
دل کہین ہے اور نیت ہی کہین — جانے ہو تو مین کرون ہون کا روین — طوق گردن ہوگی یہ تیری نماز
انما الاعمال بالنیات کو — یاد رکھہ ہر لحظہ اے فرخندہ خو — شادی و غم مین گئے یہ بست سال
تو رہا غلطان شکست و بست مین — آگیا مچھلی کی جون اب شست مین — ہوگیا قد بھی ترا مثل ہلال
وہ رخ رنگین کہ تھا مثل قمر — وہ جو دندان تھے ترے مثل گہر — اب خضاب سے بھی ہین بہتر
دیکھنے سے اوسکے اب لگتا ہی ڈر — وہ تن نازک کہ رشک ورد تھا — حال کیا خشکی سے اوسکا ہوگیا
چشم میگون جسپہ تھا عالم فدا — ڈھلکے نے نیچے رہا اونکو کر دیا — ٹوٹی پوچی کی طرح وہ ہی خراب
ہی کبھو نزلے کے مارے دردسر — درد گردہ اور کبھو درد جگر — ضیق کے صدمے سے گاہے ہانپ
بادکی آفت سے دونون گوش کر — کثرت بلغم سے ضعف اندر بصر — اپنی غفلت ہے تو ویسا ہی ہے مست
کچھ نہین تجہپاس زاد راحلہ — کوچ کو سب ہوگئے ساماں درست — جو نفس باقی ہین انکو مت گنوا
ہر نفس مین منزلین کرتا ہے طے — اب تو کچھ تو ہوش مین اے نادان آ — وہ بچہ کرتا ہی بھائی دم مین طے
پھر تجارت سے نہ کچھ سود و زیان — خواب غفلت مین تو ابھی غلطان ہے — تیری یا تنگی قبر و مکان

ایک تو ہے بہر تفہیم عوام
اولا مین اوسمین کرتا ہون کلام

سوچ اول کیا ہی تیرا ابتدا
ہوگا پھر آخر کا کیونکر انتہا

مادہ تیرا ہے وہ آب منی
گندہ و ناپاک بو دار و دنی

جس سے وہ لگجائے وہ ناپاک ہو
کام کا جب ہو کرے گر شست و شو

خود نجس اور غیر کو کرے پلید
ہو نجاست سے ہر اک اوسکے بعید

پھر وہ مخرج اسطرح کا نابکار
نام سے جسکے ہر اک کرتا ہی عار

نو مہینے تک رہا جس جا مین بند
وہ جگہ کیسی پلید اور ناپسند

رحم مین پہونچی جو کچھ تجکو غذا
اوس سے بدتر کچھ بھی ہی اے ناسزا

خون حیض گندہ ناپاک زن
ہی مرتب آپ کا جس سے بدن

خون حیض فاسد و آب منی
مختلط ہو کر تری صورت بنی

باعث ایجاد ظاہر ہے پسر
قوت شہوانی ام و پدر +

کسطرح کا فعل ہے وہ نابکار
ذکر سے جس بات کے آتا ہی عار

بول کے مخرج سے دوبارہ عبور
تجکو دنیا مین ہوا اے بے شعور

بعد پیدائش کے پوشاک شریف
تھا مشیمہ سخت ناپاک و کثیف

خون مین ڈوبا ہوا تن اور بدن
نکلا کیا کیا کھینچکر رنج و محن

آیا اس عالم مین تو گریان و زار
جسم گریان مستمند و بے وقار

عاجز و خوار و ضعیف و ناتوان
بیکس و مسکین نحیف و خستہ جان

نے حواس ظاہری نے باطنی
عجب کچھ دل مین نہ پندار و منی

گر نہ لے اوسوقت مین مادر خبر
ایک دم مین تو ہو مردے سے بتر

تو بھلا اوس وقت تھا کس کام کا
گر نہوتا لطف و انعام خدا

دی خدا نے تجکو بہر امتحان
کس طرح کی نعمتین بیش از بیان

عقل و فہم و حفظ اور ذہن و ذکا
قوت و زور طعام جان فزا

صورت و شکل و زر و لعل و گہر
خانہ و بار و عزیز و سیم و زر

دختر و مادر پدر فرزند و زن
مال و ملک و دولت و باغ و چمن

اسپ و فیل و اشتر و گاوان و خر
دنبہ و آہو و میش و بحر و بر

سرو و شمشاد و انار و انگبین
دلبران گلعذار و مہ جبین

دختران بکر غلمان عجیب
ہم دوا و ہم غذا و ہم طبیب

ہین خدا کی تو بتا کس کام کی
سب یہ تیرے واسطے ہین اے اخی

باوجود اسکے بھی ہو تجکو غرور
عقل سے یہ بات ہی یک لخت دور

دشمن جان ہین ہزارون جانور
ہے وہی ہر دم محافظ اے پسر

تیر و برچھی خنجر و تیغ و تبر
مستعد ہین آدمی کے قتل پر

مرض جسمانی ہین غران دس ہزار
اژدہا و عقرب و زنبور و مار

گر نہو اوسکی حفاظت ایک دم
دم کی دم مین دیکھے تو ملک عدم

ہی غضب یک لخت اونکو بھولکر
اپنے اوس مالک کو ہو جا بے خبر

نعمتین جو اسقدر دے اے فضول
حکم کو اوسکے کرے ہی تو عدول

آوے دلمین کچھ بھی گر تیرے غرور
اصل کو کر یاد اپنے بالضرور

گر رہے کہنا مرا پیش نظر
تو ہوا تو عارفون کا تاج سر

انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه الى اخره ١٢

## یہانسے بیان انتہا عمر کا ہے یعنی جوانی اور بوڑھاپا اور مرگ اور قبر کا حال ❊

اب بیان کرتا ہون تیری انتہا
چونکہ تو بھی خواب غفلت سے ذرا

طفل نادان ابتدا مین تو رہا
کچھ نسمجھا غیر خواب و خور ذرا

گذرے تیرے عمر کے جب بیست سال
اور ہوئی ہر چیز تجھ مین باکمال

فکر دنیا مین ہوا ایسا غریق
منزلون ہی رہگیا حق کا طریق

دیکھکر دنیا کا تو نقش و نگار
احمقاپن سے ہوا مفتون و خوار

نفس امارہ نے تجکو کھو دیا
عاشق ان یغمائے فانی پر ہوا

نفس نے تجکو کیا ایسا تباہ
تو ہوا بازیچہ دیو سیاہ

سیم و زر کی جمع کا گاہی خیال
گاہے فکر حشمت و جاہ و جلال

## پہچاننے اپنے نفس کا اوس طریقہ پر کہ معرفت خدا کی حاصل ہو

ہے خدا وہ قادر بیچون و چند
روح کو جسنے کیا قالب مین بند

روح کو با این لطافت کر دیا
جسم خاکی پر فدا اور مبتلا

جسم خاکی کو دیا وہ مرتبا
جسکے آگے پست ہین ارض و سما

عرش و کرسی و زمین حور و ملک
مہر و ماہ و انجم و برق و فلک

پوست ہین اور آدمی لب لباب
وہ صدف ہین اور بشر ہی دُر ناب

کنت کنزاً ہے یہی رمز نہان
اسکو وہ سمجھین ہین جو ہین نکتہ دان

آدمی کی ہے وہ ترکیب عجیب
جسکے اندر گم ہے عقل ہر لبیب

واقف ترکیب اپنی جو ہوا
اوسپہ سب اسرار باطن کھل گیا

اسلیے کہتا ہے وہ خیر الورا
جسنے سمجھا آپ کو عارف ہوا

مخبر صادق کا کہنا ہے بجا
لیک آنکھین کھول اپنی اے فتا

کھولی کیا منہ پر ترے آنکھین نہین
آنکھین ہین لیکن نہین یہ دوربین

جنکو تو سمجھے ہے آنکھین مردوین
آنکھین ہین لیکن حقیقت مین نہین

آنکھین ظاہر کی ہین محتاج خدا
ہی اندھیری مین یہ کسکام اے فتا

گر نہو ظاہر مین رخشان خور کا نور
ہین یہ تیری آنکھین پر ظاہر مین کور

ہو ذرا بھی گر تجھے ضعف بصر
ہون یہ آنکھین دونون تیری کور و کر

آوے گر یک قطرۂ آب نزول
تو پھر اکدم کو ہی راے بو الفضول

گہ رمد گہ انتشاع و انتشار
ظفرہ و طرفہ سے گاہے چشم زار

ہین یہان آنکھون سے اور آنکھین مراد
غیب بین اور دور اور بغض و فساد

ہو گئی چشم بصیرت جبکہ وا
کب ہے وہ محتاج خورشید و ضیا

دل کی آنکھین اور بصیرت اور ہے
کچھ نرالا اوسکا طرز و طور ہے

ہین وہان یکسان قریب و ہم بعید
اوسپہ روشن ہے شقی و ہر سعید

شرق سے لے غرب تک ہے باخبر
اوسکی ہر اک چیز ہے پیش نظر

حال ظاہر اور مخفی کاروبار
ہون ہویدا اوسپہ جز نصف النہار

کچھ نہین وہ شخص محتاج بیان
حال قلبی اوسپہ ہے بالکل عیان

چشم دل وہ ہے کہ جس سے مصطفےٰ
فتح پر خیبر کے واقف ہو گیا

فتح سے پہلے نبی نے دی خبر
کل کو وہ توڑیگا اس خیبر کا در

ہاتھ مین اوس شخص کے ہوگا لوا
جسکا برتر سب سے ہوگا مرتبا

فخر گردان شیر یزدان پہلوان
رشک ابنائے زمان و نردلان

منتظر تھے سارے اصحاب کبار
دے لوا کسکو نبی نامدار

سوچتا تھا ہر بعید و ہر قریب
دیکھیے رتبہ ہو یہ کسکے نصیب

آگئے ناگہ علی مرتضےٰ
فتح اونکے ہاتھ پر خیبر ہوا

تھی عمر کی بسکہ چشم دل بصیر
جب ہوا وہ حال لشکر پر خبیر

الجبل خطبے مین وہ کہنے لگا
پہونچی صدہا کوس تک اونکی صدا

سامعہ سنکر خلیفہ کی ندا
کافرون کے مکر سے آگہ ہوا

تھا نہاوند اوس مکان سے دور تر
چشم دل سے اونکو آتا تھا نظر

دشمنون سے ہو گئے وے باخبر
یک سر مو بھی نہ پہونچا کچھ ضرر

## اب بیان ہے اپنے نفس کے پہچاننے کا دو طرح پر ایک عالم آدمیون کے واسطے اور زائد فہمید نہین رکھتے اور ایک خاص آدمیون کے لیے واللہ اعلم

اپنے پہچاننے کے دو طریق
تجھسے مین کہتا ہون باریک اور دقیق

گر تو چاہے آپ کو پہچان لے
دو طریق اوسکے ہین مجھسے جان لے

ہم دل و جان سے نبی پر ہین فدا
جس سے ہمکو نقد ایمان کا ملا

وہ نبی ہاشمی امی لقب
احمد مرسل شہ عالی نسب

مکی و مدنی و امی و نبی
بطحی و ہاشمی و یثربی

ابن عبد اللہ و عبد المطلب
شان مین جسکی ہے و اسجد و اقترب

بادشاہ دو جہان و دین پناہ
رونما جس رو و رخ کے مہر و ماہ

شاہ دین محبوب رب العالمین
فخر آدم حامی دین متین

اوسکی الفت سے مرا دل ریش ہے
بال جو تن پر ہے اپنے نیش ہے

جیسے ہون مشتاق دیدار نبی
دل سے ہون مفتون کردار نبی

واسطے امت کے کھینچا درد و رنج
مفت ہمکو جب ملا عقبی کا گنج

ذات اوسکی رحمۃ للعالمین
خلق و الفت مین سراسر انگبین

ظلمت دنیا مین تھا آب حیات
باعث ایجاد و کون و کائنات

پیروی مین جسکی ہو روح الامین
جسکا جولانگاہ وہ عرش برین

جسکا ہو مداح ذات کبریا
کب بیان اوس سے ہو اوسکا مرتبا

کافرون کے حق مین خنجر سے بتر
مومنون کے حق مین بہتر از پدر

جسم پاک اوسکا سراسر نور تھا
اسلیے سایہ سے بالکل دور تھا

اوسکا کب سایہ زمین پر ہو عیان
جسکے سایہ سے بنے ہون دو جہان

سایہ حق تھا وہ بر روے زمین
سایہ کے بھی سایہ ہوتا ہے کہین

موے تن کے گر سراسر ہون زبان
تو بھی تیرے لطف کا کب ہو بیان

کر دعا مقبول میرے یا مجیب
اوسکے مرقد کی زیارت ہو نصیب

کیا عجب ہے گر تری قسمت کھلے
حشر تک تیرے رہون قدمون تلے

جتنے تھے اصحاب و احباب رسول
ایک سے تھا ایک زبدہ پر عدول

قرن اصحابونکا تھا خیر القرون
نفس کی نفسانیت سے تھے برون

طمع دنیا دل سے حنظل پاک تھے
کار حق مین چابک و چالاک تھے

رنج کیا کیا کچھ اوٹھائے اور درد
جب ہوا یہ کفر کا بازار سرد

کھائے سینے پر ہزارون تیغ و تیر
جب ہوا اسلام یون رونق پذیر

زندگی سمجھے تھے اپنی موت کو
تھی شہادت کی ہمیشہ جستجو

جان و دل سے اونکا تو کر اتباع
دین اور دنیا سے ہوتا انتفاع

تیری دوری سے مرا دل خون ہوا
رحم کر مجھپر رسول مجتبے

تو تو ہے خود رحمۃ للعالمین
ذات تیری ہے شفیع المذنبین

خواب سے للہ تو بیدار ہو
درد و غم کا میرے اب غمخوار ہو

عنبرین جامہ بدن پر راست کر
اور کافوری عمامہ سر پہ دھر

منہ سے تو بردیمانی دور کر
رحم پر ہم بیکسون کے کر نظر

زلف مشکین کھول رخ پر تا ہون وا
معنی والشمس و اللیل و ضحے

کر ادیم طائفی نعلین پا
اور رگ جان سے مرے رشتہ بنا

سرمہ آلودہ دو چشم نازنین
کھول تا قربان ہو جان عاشقین

ہو قد رعنا سے تو سایہ فگن
بہر حق مرتضے بہر حسن

جلوہ فرما ہو خدا کیواسطے
حضرت خیر النسا کیواسطے

ہے توجہ تیری خاطر کی کہان
ہمسے کیون غافل ہے ایجان جہان

بن ترے اے بادشاہ دین پناہ
اپنی نظرون مین ہے عالم سب سیاہ

بن ترے اے شہسوار لامکان
تیرہ و تاریک ہے سارا جہان

اس جدائی سے الٰہی الامان
مین کہان اور خاک ہندوستان کہان

اتنی طاقت کر مجھے یارب عطا
دیکھون آنکھون سے مدینے کی فضا

خاک روضہ کی کرون مین کحل جان
منکشف ہون تا کہ اسرار جہان

دام عصیان مین ہوا ہون مین اسیر
ہو خدا کیواسطے تو دستگیر

مین اگرچہ ہون گنہگار و شقی
تو ہے لیکن ابر رحمت یا نبی

مت ہمارے نیک و بد پر کر نظر
رحم میرے حال پر للہ کر

معنے اس حدیث کا بیان ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اس مین بیان ہے

تیری منزل گاہ عرش لامکان
جسم میرا خاک تیرہ خونچکان

ذات تیری ہی سراسر نور پاک
اور مری بنیاد اصلی تیرہ خاک

اس تفاوت پر بھی تو پھر ہو قریب
بات ہی یہ بس عجیب و بس غریب

باوجود اس بات کے یہ قرب ہو
دور کر اس پردۂ پندار کو

نحن اقرب آپ فرماتا ہے تو
مین کرون ہون سالہا سے جستجو

لیک مین اندھا ہون اور مجنون ہون
باوجود اس قرب کے بھی دور ہون

مین ہون نابینا تو ہی ہو دستگیر
کر دی مجکو تو ہے بینا اور بصیر

مین ہون اندھا گر نہ بخشے تو بصر
تو مجھے آوے بھلا کیونکر نظر

کر مجھے ایسی بصیرت تو عطا
چشم باطن کی مری جس سے ہو وا

خوف بھی تجھ سے تجھی سے ہی سرور
ہی تجھی سے باغ جنت نار و نور

ہی تجھی سے گر ہے توفیق عطا
ہی اجابت تجھ سے اور ساری عطا

جزو کل عالم کا سارا لا کلام
قبضۂ قدرت مین تیرے ہی تمام

گر کرے معدوم کو تو امر کن
ہو وہین موجود بے ریب و سخن

تو عدم کو گر کہے موجود ہو
سو زبان سے وہ کہی لبیک کو

ہو وہ لاشے اور عدم سے بھی پرے
تو فنا کا حکم جس شے پر کرے

حکم مین تیرے وجود و ہم عدم
زہرہ کسکا ہی کہ مارے کچھ بھی دم

کر عطا دل کو مرے وہ درد و غم
لذت دنیا کو کر دے سرد غم

صبر کی تلخی و رنج مرگ درد
ذائقہ بخشے بسان قند و ورد

عشق مین اپنے مجھے بیہوش کر
جام وحدت سے ذرا مدہوش کر

دے مجھے یارب وہ جام بیخودی
جس سے خود بینی کی ہو گردن جدی

نشۂ الفت سے ہون مجنون و زار
ایک ہون پایۂ طلب پروردگار

بخش وہ دل کو مرے جوش و خروش
برق کے اوڑ جب طپش سے جسکے ہوش

بحر ہی ذخار منہ کھولے نہنگ
مین شب تاریک مین ہون پای لنگ

دشت بیپایان ہے سو خار زار
مین تن تنہا کف پا مین فگار

ایک مین ہون اور لاکھون آرزو
تو پہونچ اے دادرس فریاد کو

دشت پر الماس ہر سو خار سنگ
راہزن بیحد نہایت راہ تنگ

راہبر کوئی نہ غمخوار و شفیق
یہ اندھیری رات مین بھولا طریق

دست چپ پر نار ہی اے شعلہ زن
جس سے کانپے ہی مرا تن اور بدن

راست پر مین دیکھتا ہون ایک چاہ
تیرہ و تنگ و عمیق و بس سیاہ

بحر بے پایان ہی آگے موج زن
پیچھے ہی شیرین زبان کھولے دہن

کیا کرون مین تو بتا میرے الٰہ
ہے عنایت پر فقط تیری نگاہ

گر نکی تو نے عنایت کی نظر
تو تلف مین ہو چکا اے دادگر

داد کو میری پہونچ اے دادرس
غیر تیرے کون ہی فریادرس

تیرے ہی قبضہ مین جو ہی نیک و بد
لم یلد و لم یولد اللہ الصمد

کچھ نہین بن آتی اب مجھ سے دوا
تو ہی کر کچھ چارہ سازی یا خدا

کشتی اب گرداب مین میری پھنسی
یہ بلائے سخت اور یہ بیکسی

پھنس گئی کشتی مری گرداب مین
غرق مین ہوتا ہون اب خونناب مین

ناخدائی کر خدا کیواسطے
مصطفےٰ اور مجتبےٰ کیواسطے

گر نہووے لطف تیرا دستگیر
کر لیا شیطان نے مجکو اسیر

ہر رگ و پے جیکا میرے دام ہے
ہر خیال اپنا خیال خام ہے

آہ واویلا دریغا حسرتا
مفت کھوئی ہمنے عمر بے بہا

بن نہ آیا ہمسے کوئی نیک کام
عمر باتون مین ہوئی ناحق تمام

عمر کا در یتیم بے بہا
سنگ سے غفلت کے دو ٹکڑے ہوا

اے دوائے دردمندان الغیاث
اے مجیب مستغیثان الغیاث

بیکسون کا تو ہی تو ہی دادرس
غیر تیرے کون ہی فریادرس

بادشاہا جان بخشا را حما
رازقا پروردگارا منعما

لطف سے اپنے حسن کو بھی حسن
کر دے تو اے کارساز ذوالمنن

یہ نعت ہے پیغمبر خدا کی درود ہو اللہ کا اون پر اور سلام

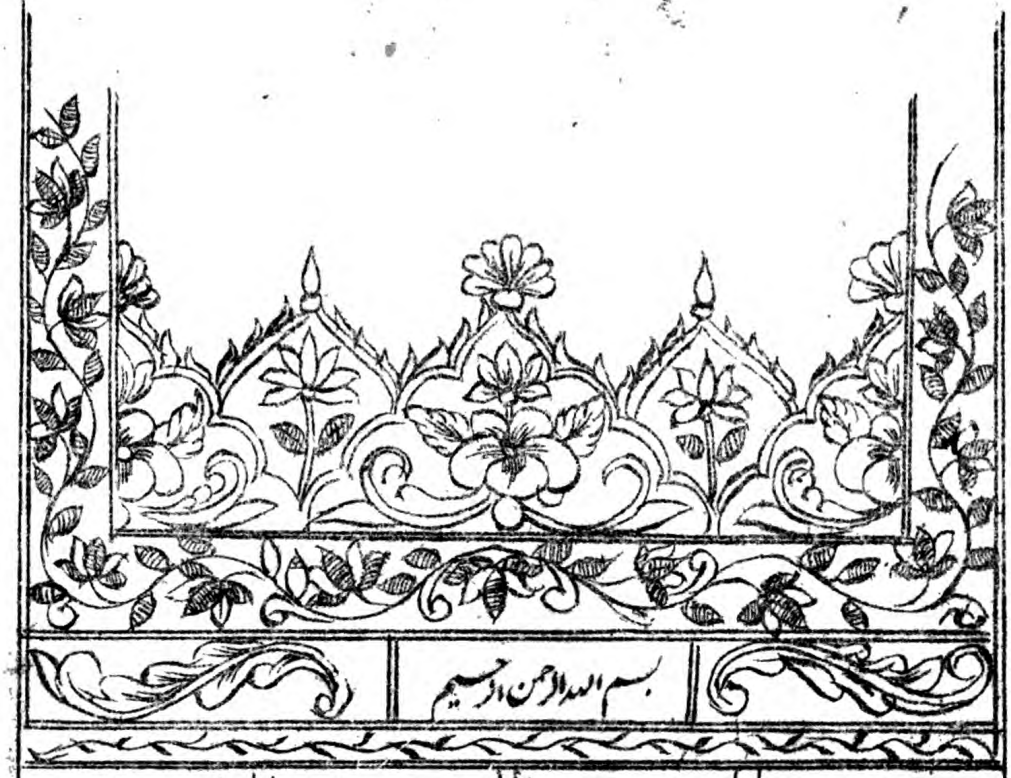

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا اے قادر بیچون و چند
تیری قبضے میں ہے سب پست و بلند

ایخدا مطلوب جان عاشقان
کمترین بخشش تری دونون جہان

ایخدا اے خالق ارض و سما
درد سے اپنے مجھے شیدا بنا

اے خدا و قبلۂ حاجت روا
آتش ہجران سے تو مجکو بچا

ایخدا اے واقف حال درون
نفس کی نفسانیت سے کر برون

ایخدا اے خالق ہر دو سرا
شر نفس بد سے تو ہمکو بچا

ایخدا اے کارساز بے نیاز
کر دے مجھپر باب اب رحمت کا باز

اے خدا اے رہنماے گمرہان
کر عطا دلکو مرے درد نہان

اے دوا اے دردمندان فراق
مرہم ریش دل پر اشتیاق

اپنی الفت سے مرا دل ریش کر
اس جہان کے کام سے کر بیخبر

خویش و بیگانہ سے کر دلکو نفور
تیرگی سینہ سے کر یک لخت دور

اس دل تاریک کو تو نور بخش
ریش دل کو مرہم کافور بخش

کر عطا دلکو مرے اپنا ہی درد
ہو ہوا و حرص دنیا دل سے گرد

اے کریما تو کرم کی کر نظر
رحم کر مجھپر رحیما رحم کر

تو ہی غفار ذنوب خاطیان
تو ہی ستار عیوب عاصیان

تو ہی بیشک رہنماے گمرہان
تو ہی رحمان و رؤف و مہربان

تو ہی غالب اور ہم مغلوب ہین
تو ہمارا رب ہی ہم مربوب ہین

تو ہی حاکم اور ہم محکوم ہین
تو ہی راحم اور ہم مرحوم ہین

تو ہی قہار شقی و ملحدان
مستغیث عاجزان و ناتوان

تو ہی جبار لئیم و منکران
تو ہی رحمان ضعیف و خستہ جان

تو ہی علام الغیوب ستروان
تو ہی غفار الذنوب تائبان

تو غنی و رازق و حاجت روا
ہم فقیر و خوار مسکین و گدا

جو کہ سب درجون سے درجہ فوق ہے
اوس سے لاکھون درجہ تو مافوق ہے

رتبہ جسکا ہی یہان سب سی بلند
تیرے آگے وہ ہی زار اور مستمند

تو شہ مہمان نواز و باسخا
ہم ہین مہمان ضعیف و بینوا

تو ہی فیاض و جواد و ذی کرم
ہم ہین مسکین و ذلیل و بیدرم

تو توانا و قوی و زورمند
ہم نحیف و ناتوان و مستمند

Bahrul Hakeekat

INDIAN INSTITUTE



Baḥr al-ḥaqīqat.